ایک انتہائی لرزہ خیز ناول

ٹارزن

مصنف

ایڈگر رائس بروز

مترجم

ایم۔ جے۔ عالم

پہلا حصّہ

پہلا باب

نُو

نو کا بیٹا نو اپنی تانبے جیسی رنگت والی جلد کے نیچے اپنے طاقتور اعضاء کو لئے بہت ہی ہوشیاری کے ساتھ زمانہ قدیم کے جنگل میں آگے بڑھ رہا تھا۔ اسکا خوبصورت سر اوپر اٹھا ہوا تھا جس پر سیاہ بالوں کے لچھے تھے اور جنھیں تیز پتھروں کے درمیان رکھ کر تراشا گیا تھا۔ اسی لئے ان میں کچھ بے ترتیبی تھی۔ اسکے نتھنے ہوا کی ہر لہر کے ساتھ انسان کو شکار کرنے والے درندے کی بو سونگھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

اب اس کے سدھے ہوئے حواس نے طاقت عظیم بالدار گینڈے کی جانی پہچانی بو ٹھیک اپنے راستے کی سیدھ سے آتی ہوئی محسوس کی۔ لیکن نو کا بیٹا نو آج طاقت کے شکار کے لئے نہیں نکلا تھا۔ کیا یہ حقیقت نہیں تھی کہ طاقت کے بھائی

بندر کی کھال اسکے رہائشی غار کے دہانے پر لٹک رہی تھی۔ نہیں۔ آج تو "ناطل کے لیے" جو نا کی پرکشش لڑکی تھی۔ گرانڈیل بلی یا نوکیلے اور بڑے دانتوں والے شیر کا شکار کرنے کے لیے نکلا تھا۔ کیونکہ ناطل نے کہا تھا وہ اسی کو اپنی ہم آغوشی کا شرف بخشے گی جو شکاریوں میں سب سے زیادہ طاقتور ثابت ہوگا۔

یہ کل کی ہی بات تھی جب وہ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیے سمندر کے کنارے کنارے چاند کی روپہلی روشنی میں ٹہل رہے تھے۔ اس وقت ناطل نے نو کے بیٹے نو پر یہ بات صاف طور پر واضح کر دی تھی کہ وہ سرداروں کے سردار نو کے بیٹے نو کو بھی اس وقت تک اپنی ہم آغوشی کا شرف نہیں دے گی جب تک کہ وہ اس کی کمر سے بندھی پیٹی میں دو کے پنجے لٹکے ہوئے نہ دیکھ لے گی۔

"ناطل!" اس نے کہا تھا "چاہتی ہے اس کا آدمی تمام دوسرے آدمیوں سے عظیم ہو۔ وہ اس وقت بھی نو کو اپنی جان سے زیادہ پیار کرتی ہے۔ لیکن محبت کے ساتھ ساتھ اس کی نظروں میں قدر و فخر کی بھی بہت اہمیت ہے" اس کے ہاتھوں نے آگے بڑھ کر اس کے سر کے بالوں کو مس کیا "میں اب بھی اپنے نو پر فخر کرتی ہوں کیونکہ قبیلے کے لوگوں میں کوئی بھی نو کے بیٹے نو جیسا شکاری اور طاقت ور جنگجو نہیں ہے۔ لیکن اگر تم تمہاری داڑھی کی سیاہی چہرے پر پھیلنے سے پہلے دو کا شکار کر لو تو تم سے عظیم دنیا میں اور کوئی بھی آدمی نہ ہوگا اور ناطل اپنے کو تمہارے حوالے کرتے ہوئے فخر محسوس کرے گی۔

اس نوجوان کے کانوں میں اب بھی اس نرم آواز کی گونج موجود تھی
اور اب بھی اس کے ہاتھوں کی ہلکی لمس اپنی پیشانی پر محسوس کر رہا تھا۔ اور
اب وہ اس خطرناک جنگل میں درندوں کو شکار کرنے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔
لیکن چونکہ ابھی دن کی روشنی باقی تھی اس لیے رات کو شکار کھیلنے والے
درندے اب بھی اپنے چھپنے کے مقاموں پر تھے ۔۔۔ اور وہ آگے ہی آگے اس
خطرناک جنگل کے انجانے راستوں پر آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا

وہ جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا طا کی بو اور تیز ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ وہ
گرانڈیل اور ناقابل زیر درندہ نو کو اپنے سامنے کھڑا نظر آنے لگا۔ وہ ایک
ایسے مقام پر کھڑا ہوا تھا جو کچھ کھلا ہوا سا تھا۔ اگر اس کا رخ نو کی سمت
نہ ہوتا تو اس کی موجودگی سے وہ کبھی بھی باخبر نہ ہو سکتا۔ کیونکہ اپنی تیز قوت
سامعہ کے باوجود بھی وہ غار میں رہنے والے اس نوجوان کے بے آواز
چلنے کی آواز کو نہیں سن سکتا تھا اور نہ ہی بو محسوس کر سکتا تھا کیونکہ ہوا نو
سے مخالف سمت کو چل رہی تھی۔

جیسے ہی اس ابتدائی درندے کی گولی اور چھوٹی آنکھیں اس نوجوان
پر پڑیں اس کا سر نیچے کی طرف جھک گیا اور پھر اس طا نے ۔۔۔ جو بیسویں
صدی کے گینڈے سے بھی زیادہ خطرناک درندہ تھا ۔۔۔ اپنے گرانڈیل جسم
سے اس نوجوان پر حملہ کیا جو اس کی تنہائی میں مخل ہوا تھا۔

وہ مخلوق اپنے بھاری بھرکم جسم کے باوجود بھی بہت ہی تیز رفتار ثابت
ہوا۔ اگر اس غار میں رہنے والے کے اعضا و دماغ وراثتاً اس قسم کے مواقعوں

کے لئے تربیت یافتہ نہ ہوتے تو اس واقعے کے بعد آگے کی کہانی یہیں پر ختم ہو جاتی۔

لیکن وہ نوجوان اس کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ وہ تیزی سے گھوم کر کسی ہرن کی سی تیزی کے ساتھ نزدیکی درخت کی طرف دوڑنے لگا۔ پھر درخت کے قریب پہنچ کر وہ کسی بلی کی سی پھرتی کے ساتھ اس کے سیدھے کھڑے ہوئے تنے پر اس طرح چڑھنے لگا کہ اس کے ہاتھ پیر مشکل سے ہی تنے کو چھوتے ہوئے نظر آتے تھے۔

نو کی پشت پر اس کا نوکیلے پتھر والا بھالا گلے میں پڑے ہوئے چمڑے کے تسمے سے بندھا لٹک رہا تھا جبکہ پتھر کا کلہاڑا اور پتھر کا چاقو اسکی کمر میں بندھی پیٹی کے ساتھ لٹک رہا تھا۔ اسلئے اسے درخت پر چڑھنے میں کسی قسم کی مشکل کا سامنا کرنا نہیں پڑ رہا تھا۔ ہم یا آپ درخت کے تنے پر پورے پچاس فٹ اوپر چڑھنے کے بعد دوشاخے کے پاس پہنچ کر ضرور ہی اپنے کو محفوظ سمجھنے لگتے۔ اور یہ سوچ کر اطمینان کی لمبی سانس لیتے کہ اس خطرناک مخلوق سے بچنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ لیکن نو نے ایسا نہیں سوچا کیونکہ زمانہ قدیم کے ان جانوروں کی عادت سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔

درخت کے تنے کو طے کرنے کے بعد دوشاخے کے پاس پہنچ کر بھی اس نے ایک لمحہ یہ دیکھنے کے لئے بھی نہیں ضائع کیا کہ نیچے زمین پر اس کا دشمن کس جگہ موجود ہے۔ اس کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کیا وہ اس سے واقف نہیں تھا کہ اب وہ کیا کرے گا۔ وہ کسی بندر کی طرح شاخوں پر پھلانگتا اوپر ہی اوپر بھاگتا رہا۔ آج کا بہادر سے بہادر انسان بھی اس درخت پر بھاگ

دوڑ کے منظر کے تصوّر سے ہی کانپ سکتا ہے لیکن نو ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں
محسوس کر رہا تھا۔ وہ ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چھلانگیں لگاتا ہوا آخر ایک
ایسی جگہ پر پہنچ گیا جہاں سے وہ قریب کے دوسرے درخت پر چھلانگ لگا
سکتا تھا۔ اس نے ایک ثانیہ بھی ہچکچاہٹ میں ضائع کئے بغیر دوسرے درخت
پر چھلانگ لگا دی۔

اگر اس نے چھلانگ لگانے میں ایک لمحے کے لئے بھی دیر کی ہوتی تو
یہ اسکے لئے بہت ہی خطرناک ثابت ہوتا۔ کیونکہ جس شاخ پر سے اس نے
چھلانگ لگائی تھی وہ ابھی اسکے بوجھ کی وجہ سے جھکی کر سیدھی بھی نہ ہو
پائی تھی کہ نیچے طا اپنی پوری طاقت اور اپنے دوڑنے کی رفتار کے ساتھ
۔ جو کسی انجن سے کم نہیں تھی ۔۔۔ اس درخت کے تنے سے آکر ٹکرایا۔
اس بھیانک ٹکراؤ سے زمین ہل گئی۔ لکڑی کے چرچرانے کی تیز آواز ہوئی
اور پھر وہ بھاری بھرکم درخت ایک تیز آواز کے ساتھ زمین بوس ہو گیا۔

دوسرے درخت پر موجود نو نے یہ دیکھا اور مسکرایا۔ آج وہ طا کے شکار
کیلئے نہیں نکلا تھا اس لئے وہ ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگ لگاتا ہوا
آگے بڑھنے لگا یہاں تک کہ وہ اس مقام سے بہت دور پہنچ گیا۔ اسکے بعد وہ پھر
نیچے زمین پر آیا اور اس دور کی لاذ پہاڑیوں کی طرف بڑھنے لگا جہاں وہ ——
انسانوں کو شکار کرنے والے درندے اپنی رہائش گاہ بنائے ہوئے تھے

اس خطرناک اور گھنے جنگل کے بھول بھلیا جیسے راستے پر آگے بڑھتے
ہوئے اسے خطرناک اور سرمیں اندر کی طرف دھنسی ہوئی آنکھیں چاروں طرف چمکتی
نظر آرہی تھیں۔ کبھی کبھی دھمکی والی غراہٹ کے ساتھ ان بالدار والوں کے دانت بھی
چمک اٹھتے تھے۔ نو نے ان مخلوقوں کیطرف کچھ بھی توجہ نہیں دی جو اسے ہر طرف سے۔

دھمکی دیتے نظر آ رہے تھے۔ وہ بچپن سے ہی ان بن مانسوں کی غراہٹ سننے کا عادی تھا اور اس سے اچھی طرح واقف تھا کہ اگر وہ انھیں کسی طرح کا نقصان نہ پہنچائے اطمینان سے آگے بڑھتا رہے گا تو وہ بھی اسے کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اس وقت کوئی کم تجربے کار اپنے بھالے کو استعمال میں لاکر انھیں بھگانے کی کوشش کر سکتا تھا۔ لیکن اگر اس نے ایسا کیا ہوتا تو ایک کی جگہ درجنوں خطرناک دیو جیسی مخلوق اس پر ٹوٹ پڑتی اور پھر اس کا وجود ہی نہ رہ جاتا کیونکہ طاقتور سے طاقتور انسان بھی ان سے اپنے کو محفوظ رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ بن مانس جتنے خطرناک اور غصے میں نظر آ رہے تھے اتنا ہی غار میں رہنے والا وہ نوجوان ان کی طرف دوستانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ حقیقت بھی کچھ ایسی ہی تھی کہ اس جیسے انسانوں اور ان بن مانسوں میں ایکطرح کا دوستانہ یا آپسی سمجھوتا چلا آ رہا تھا کیونکہ جسم کی بناوٹ کے لحاظ دونوں ہی قریب قریب ایکطرح کے تھے۔ بہت زمانہ پہلے۔ جبکہ دنیا کی مخلوق وجود میں آ رہی تھی، اور زمین کی سطح پر ہزاروں قسم کے گرانڈیل اور خطرناک درندے۔ ہوا میں لاکھوں قسم کے کیڑے مکوڑے اور پرواز کرنے والے بھیانک جانور موجود تھے۔ انسان کو اپنا وجود قائم رکھنے کیلئے ان سے مقابلہ زن ہونا پڑ رہا تھا۔ انھیں آرام نہیں تھا۔ اپنی اس بھاگ دوڑ میں کبھی کبھی انھیں ان بن مانسوں کے علاقے میں بھی جانے کی ضرورت پڑ جاتی تھی اور اس طرح ان میں ایک طرح سے آپس میں صلح ہو گئی تھی کہ وہ مل کر ان خطرناک درندوں سے مقابلہ کریں گے۔ اس صلح کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہی ایک مخلوق اور ایسی زمین پر تھی جس کی اپنی بولنے کی زبان تھی۔ حالانکہ وہ انسانوں کی بولی سے مختلف تھی پھر بھی کچھ ایسی ملی جلی سی

تھی جس سے دونوں طرف کی ضروریات پوری ہو جاتی تھی۔ اسطرح غار میں رہنے والے اور درختوں پر رہنے والے ضرورت پڑنے پر ایک دوسرے سے گفتگو بھی کر سکتے تھے۔ اسوقت جنگل میں آگے بڑھتے ہوئے نو ان کی غراہٹ کو سن کر اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ وہ اسے ہوشیار کر رہے ہیں کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے جن سے ان درخت پر رہنے والوں کو کسیطرح کا نقصان پہنچے۔ اگر کہیں آگے راستے میں خطرہ ہوتا تو بھی وہ بالدار اسے ہوشیار کر دیتے کیونکہ ان درخت پر رہنے والوں کے ذمے انسانوں کی یہی خدمت کرنا تھی۔ جس کے عوض میں انسان انکے ان خطرناک دشمنوں کو شکار کرتے تھے جو انھیں انکی رہائش گاہ کو چھوڑنے پر مجبور کرتے تھے۔

نو آگے ہی آگے بڑھتا رہا اور کبھی کبھی راستے میں ملنے والے بن مانسوں سے دو کے بارے میں باتیں بھی کر لیتا۔ اسے ان سے جو بھی جواب ملتا اس سے اسے اس بات کا پوری طرح یقین ہوتا جارہا تھا کہ اس کی ملاقات اس آدم خور درندے سے سورج غروب ہونے سے پہلے ہی ہو جائے گی۔

اور ہوا بھی ایسا ہی۔ اب وہ گھنے جنگل سے نکل کر ایک ٹیلے کی اونچائی پر چڑھ رہا تھا۔ جو لاوا پہاڑیوں کی سمت لے جاتا تھا۔ اسے یکایک ہوا کیساتھ اپنے نتھنوں میں دو کی تیز بو پہنچتے ہوئے محسوس کی اس جگہ خودرو جھاڑیوں اور گھاس کے علاوہ۔ جو کہیں کہیں پر سو فٹ تک زمین سے اونچی تھی۔ اور کوئی چھپنے کی جگہ نہیں تھی۔ لیکن نو کا ارادہ چھپنے کا نہیں تھا۔ کیونکہ چھپنے سے وہ دو کی نظروں سے بچ سکتا تھا لیکن ساتھ ہی دو بھی اسے نظر نہیں آسکتا تھا۔ وہ اس نوکیلے دانتوں والے خطرناک درندے سے ذرا بھی خوفزدہ نہیں تھا اور نہ ہی اسے اس کی امید تھی کہ وہ درندہ اسے دیکھ کر فرار ہونے کی کوشش

کرے گا ۔ وہ اس خصلت کے نہیں ہوا کرتے تھے

اب وہ آگے بڑھتے ہوئے چوٹی سے کوئی سو گز کے فاصلے پر رہ گیا تھا اور سخت بو کی بو اس قدر تیز ہو کر اس کے نتھنوں میں پہنچ رہی تھی جیسے سڑے ہوئے گوشت کی بدبو ہوتی ہے ۔ اسے اپنے سامنے چٹانوں میں کئی غار کے دہانے صاف نظر آرہے تھے اور انھیں میں سے ایک میں اسکا وہ شکار پوشیدہ تھا جسکی تلاش میں وہ یہاں تک آیا تھا ۔

چوٹی سے پچاس گز کی دوری پر جھاڑیوں کا بھی سلسلہ ختم ہو گیا ۔ اب صرف کہیں کہیں پر گھاس اگی نظر آرہی تھی ۔ تو نے اس کھلے مقام پر پہنچ کر اطمینان کا سانس لیا ۔ کیونکہ پچھلے پچاس گز کا سفر اس نے ایسی جھاڑیوں اور گھاس کے درمیان کیا تھا جو اس کے سر سے اوپر تک اگی ہوئی تھیں ۔ اس جگہ اگر وہ سے مقابلہ کرنے کا موقع آجاتا تو غار میں رہنے والے اس نوجوان کی موت یقینی تھی ۔

اس نے اب غاروں کے دہانوں کی طرف توجہ دی تو اسے ایک غار کے سامنے بڑی بڑی ہڈیوں کے ڈھیر لگے ہوئے نظر آئے ۔ جو اس بات کیطرف اشارہ کر رہے تھے کہ اس غار کو کس نے اپنی قیام گاہ بنا رکھی ہے ۔ اس کا لمبے نوکیلے دانتوں والا گرانڈیل وو کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا ۔ تو نے اندر جھانکا تو اسے ایک دبی سی غراہٹ ابھرتی سنائی دی ۔ پھر اس کے اندھیرے دہانے کے اندر تو نے دو زرد سی چمکتی ہوئی شے دیکھی ۔

ایک لمحے بعد خود ہی وہ گرانڈیل طاقتور درندہ شاہانہ شان سے چلتا ہوا غار سے نکل کر سورج کی روشنی میں آگیا اور پلک جھپکائے بنا اس شخص کو دیکھنے لگا جس نے اس کی قیام گاہ تک آنے کی جرات کی تھی ۔ اس کے گرانڈیل جسم پر ۔۔۔ جو کسی بڑے بیل کے جسم سے کم نہیں تھا ۔۔۔ خوبصورت

سیاہ و زرد دھاریاں تھیں جبکہ اسکا پیٹ اور چھاتی دودھ کیطرح سفید رنگ کے تھے۔

نونے جیسے ہی اس کی طرف قدم بڑھایا اس کے اوپری ہونٹ میں خم پیدا ہوگیا جس سے اس کے اٹھارہ انچ لمبے نوکیلے اور مڑے ہوئے دانت اوپر جبڑے میں لگے صاف نظر آنے لگے۔ اس کے منہ سے ایک ایسی گرجدار آواز نکلی جس کے خوف سے جنگل میں میلوں تک گہرا سناٹا چھا گیا۔

شکاری نے اپنے پتھر کے چاقو کو اپنے کمر میں بندھے تسمے سے کھولا اور اسے مضبوطی سے اپنے دانتوں میں دبا لیا تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ اسے آسانی سے استعمال میں لا سکے۔ اس کے بائیں ہاتھ میں اس کا نوکیلے پتھر والا بھالا تھا جبکہ داہنے ہاتھ میں اس نے اپنا بھاری پتھر کا کلہاڑا پکڑ رکھا تھا۔ جو کہ دور نزدیک دونوں موقعوں پر بہت ہی کارگر ثابت ہوا کرتا تھا۔

اب وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے جنبش کرتے ہوئے جبڑے سے رال ٹپک رہی تھی۔ اس کی زرد نیلی آنکھیں خون کی پیاسی ہو چکی تھی۔ کیا یہ ممکن تھا کہ اس گرانڈیل اور خطرناک درندے کے مقابلے میں ایک تنہا انسان کامیابی حاصل کر سکتا تھا۔

"ناطل کے لئے" نونے دھیرے سے کہا کیونکہ وہ اب چھلانگ لگانے والا تھا۔

پھر جیسے ہی اس بھاری بھرکم خطرناک گرانڈیل درندے نے اپنے پنجوں کو پھیلاتے ہوئے اس کی طرف چھلانگ لگائی نونے اپنے کلہاڑے والے ہاتھ کو اٹھا کر پیچھے کیا اور وقت کا اندازہ کر کے اپنی پوری قوت سے اسے اس درندے کی طرف پھینک دیا۔ وہ کلہاڑا ٹھیک اس وقت اس کے دونوں آنکھوں کے درمیان جا کر لگا جبکہ وہ ہوا میں ہی تھا۔ اسی وقت نو بلی کی سی پھرتی کے

ساتھ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ وہ کا بھاری بھرکم جسم ٹھیک اسی مقام پر آ کر گرا جہاں پر کہ وہ کھڑا ہوا تھا۔

تو اس بات سے اچھی طرح واقف تھا کہ اس کا ہتھیار اس درندے کو صرف لمحے بھر کے لئے جکڑا سکتا تھا اس لئے اس نے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر اپنا بھالا اس کے چکنے جسم میں شانے کے پاس سے پیوست کر دیا۔

اس وقت وہ غصے اور تکلیف سے چنگھاڑتا ہوا اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کی چنگھاڑ سے فضا گونجنے لگی اور زمین تھرانے لگی۔ اس کی ان چنگھاڑوں سے میلوں تک کے جانور خوفزدہ ہو کر اور پیچھے کی طرف بھاگنے اور اپنی قیام گاہوں میں چھپنے کی کوشش کرنے لگے۔

اپنے جبڑے اور پنجوں کو پھیلائے ہوئے وہ درندہ اس شخص کی طرف گھوما جو اس کو تکلیف پہنچانے کا سبب بنا تھا اور اب بھی اپنے ابتدائی ہتھیار کو پکڑے کھڑا ہوا تھا۔ جیسے ہی درندہ گھوما اس کے جسم میں پیوست بھالا بھی گھوما اور تو کسی پتی کی طرح اس بھالے کے ساتھ لٹکا ہوا اپنے مقام سے ہٹ گیا۔

اپنے پنجے زمین پر پٹکتے، چنگھاڑتے اور اچھلتے ہوئے وہ درندہ اس غار میں رہنے والے تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا جو ہر بار اس کے گھومنے پر اس کی پہنچ سے دور ہو جاتا تھا اور اس کے خطرناک پنجوں کی زد سے بچ جاتا تھا۔ پھر یکایک وہ نے اپنی اس حرکت کو بند کر دیا اور دھیرے دھیرے کر کے اپنے پیٹ کے بل بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اپنے پنجے کو آہستہ آہستہ پیچھے کی سمت کھسکانے لگا یہاں تک کہ وہ اس بھالے تک

پہنچ گیا جو اس کے جسم میں پیوست تھا۔

اس درمیان وہ نوجوان چیختا ہوا اپنے دشمن کے جسم میں بھالے کو اور اندر دھکیلتا جا رہا تھا تاکہ وہ کسی طرح اس شیر کے دل تک پہنچ جائے اور اس میں چھید کر دے۔ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ اگر اس درندے کے پنجے بھالے تک پہنچ گئے تو اس کے بچنے کے امکانات بہت کم رہ جائیں گے۔ اس نے یہ دیکھ لیا تھا کہ زیادہ خون نکل جانے کی وجہ سے وہ کچھ کمزور ہوتا جا رہا ہے لیکن اس گرانڈیل جسم میں ابھی کچھ دیر تک مقابلہ کرنے کی طاقت موجود تھی۔

آخر وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے پنجے جیسے ہی بھالے تک پہنچے اس نے اسے پکڑ لیا۔ بھالے کی سخت لکڑی اس کے فولادی پنجے کے دباؤ سے جھکی اور پھر اس شیر کے جسم سے ایک فٹ تک لگی رہ کر ٹوٹ گئی اسی لمحے وہ نے کھڑے ہو کر اس نوجوان پر چھلانگ لگا دی، جس نے اب اپنے شکاری چاقو کو دانتوں سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔

وہ دونوں ایک ساتھ ہی فرشِ زمین پر گرے اور نوجوان قریب قریب اس کے جسم کے نیچے چھپ سا گیا۔ اس نے اپنے پتھر کے چاقو کو بار بار اس کے دودھ جیسے سفید پیٹ میں پیوست کرنا شروع کر دیا۔ جبکہ اس وقت بھی نو اس کے بوجھ سے اپنے کو چپٹا ہوتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔ وہ برابر جنگھاڑے جا رہا تھا۔

نو کو یہ بات بہت ہی عجیب سی لگی کہ اس درندے کے خطرناک پنجے ایک بار بھی اس کے جسم تک نہیں پہنچے اور نہ ہی اس نے اسے اپنے جبڑوں

میں بھرنے کی کوشش کی۔ آخر ددے نے ایک تیز چنگھاڑ ماری۔ اس کا جسم بہت ہی تیزی سے تھرتھرایا اور پھر بے حرکت ہو گیا۔

نو بہت ہی مشکل سے اپنے شکار کے نیچے سے نکلا۔ حقیقت یہ تھی کہ اس وقت ۔۔۔ جبکہ ددے نے اپنے جسم سے پیوست بھالے کو توڑنے کی کوشش کی تھی تو بھالا اس کے پنجے کے دباؤ سے خود ہی اندر دھنس کر اس کے دل تک پہنچ گیا تھا۔ اس طرح وہ خود ہی اپنی موت کا سبب بن گیا تھا۔

اس نوجوان نے اس کے نیچے سے نکل اس کی گردن کاٹی اور جب خون بہنے لگا تو اپنے وحشیانہ انداز میں اپنے دشمن کی لاش کے چاروں طرف گھوم کر رقص کرنے لگا، چیخنے لگا اور حلق سے ایسی غراہٹ کی آواز نکالنے لگا جو غار میں رہنے والے اسوقت نکالتے تھے جب وہ اپنے دشمن پر فتح حاصل کر لیتے تھے

آس پاس کی پہاڑیوں اور جنگل سے ہزاروں قسم کی آواز ابھر کر جواب میں گونجنے لگی ۔۔ غاروں میں رہنے والے بھالوؤں کی غراہٹ، زور، ایک قسم کے ببر کی گرج، لکڑبگھوں کی چیخ، دودھ پلانے والے جانوروں کے بھاگنے کی آواز، جنگلی بیلوں کو ڈکار اور دور سے آتی ہوئی خشکی تری دونوں جگہوں پر رہنے والے جانوروں کی بھیساہٹ۔

اپنی فتحیابی کا رقص ختم کرنے کے بعد نو اپنے شکار کے جسم سے اپنے ٹوٹے ہوئے بھالے کو نکالنے کی کوشش میں معروف ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ددکے اگلے پنجے سے کئی ناخن بھی کاٹ کر نکالے۔ سب سے پہلے اس نے اپنے بھالے کو درست کیا کیونکہ خطرہ سامنے آجانے کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا اور بغیر بھالے کے اس جیسی مخلوق اپنے کو بے دست وپا محسوس کرتی تھی۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ دو کے سر کو اس کے جسم سے الگ کرنے کے کام میں مصروف ہو گیا۔ تاکہ وہ اسے اپنی فتحیابی کی نشانی کے طور پر اپنی محبت کو لے جا کر دکھا سکے۔ اپنے پتھر کے چاقو اور کلہاڑے سے کام لیتے ہوئے اسے اس کام میں نصف گھنٹے سے زیادہ کا وقت صرف کرنا پڑا۔ آخر اس نے خون ٹپکتے ہوئے سر کو اپنے سر سے اوپر اٹھایا اور اچھل اچھل کر چیخنے لگا تاکہ ساری دنیا کو یہ معلوم ہو جائے نو کے بیٹے نو سے زیادہ بڑا شکاری کوئی اور نہیں ہے۔

ابھی اس کے منہ سے نکلنے والی آخری چیخ کی فضا میں گونج ہی رہی تھی کہ یکایک عجیب افراتفری پھیلتی ہوئی اس نے محسوس کی۔ ایک عجیب طرح کا اندھیرا سورج کے اوپر چھانے لگا۔ زمین ہلنے لگی اور زمین کے نیچے ایک عجیب سی گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہونے لگی۔

حیرت زدہ نوجوان نے گھبرا کر اپنے چاروں طرف دیکھا تاکہ اس درندے کو دیکھ سکے جس کی وجہ سے زمین تھرا اٹھی ہے۔ چاروں طرف خوف بھری چیخیں بلند ہو رہی ہیں، آسمان سسکیاں لینے لگا ہے اور یہاں تک کہ سورج بھی خوفزدہ ہو کر چھپ گیا ہے۔

اسے ہر طرف خوفزدہ درندے، پرندے، پرواز کرنے والے چوپائے خوفزدہ سے بھاگتے اور چھپنے کا مقام تلاش کرتے ہوئے نظر آتے۔ انھیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس نوجوان نے بھی اپنے ہتھیار اور دو کے سر کو اٹھایا اور اس غار کے دہانے کی سمت بھاگا جس میں سے وہ باہر نکلا تھا۔

وہ غار کے اندر پہنچ کر مشکل سے ہی سنبھل پایا تھا کہ یکایک زمین زوروں سے ہچکولے لینے لگی۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ تیزی سے نیچے گہرائیوں میں گرتا چلا جا رہا ہے۔ پھر ایک بڑی چٹان نے اوپر سے گر کر اس غار کے دہانے کو پوری طرح بند

گریا۔ اسی وقت ونسا کا بیٹا نوا اپنے اس اندھیرے مقبرے کے اندر بے ہوش ہو گیا۔
یہ ایک لاکھ سال پہلے کا واقعہ ہے۔

دوسرا باب

زلزلہ

بیٹرائس۔ نبراسکا کی رہنے والی وکٹوریہ کسٹر کو دیکھنے کے بعد کوئی بھی اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ حقیقت میں وہ کس قسم کی لڑکی ہے۔ اس کی بڑی بڑی خوابیدہ سی آنکھوں اور نازک سے جسم کو دیکھ کر یہی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ بھی عام عورتوں کی طرح جسمانی لحاظ سے کمزور ہو گی۔ جیسا کہ عام طور پر ہم عورتوں کے بارے میں نظریہ رکھتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا کی اس دنیا میں وکٹوریہ کسٹر صرف دو چیزوں سے خوف کھاتی تھی۔ ایک چوہا اور دوسرا زلزلہ۔

چوہوں سے وہ کس قدر خوفزدہ تھی اس بارے میں اس کے اپنے کچھ بیان بھی تھے لیکن زلزلے کے معاملے میں وہ مشکل سے ہی کچھ کہہ پاتی۔ اس نے اپنے بھائی بارنی سے جو اس کا دوست بھی تھا۔ ایک دوبار کچھ باتیں بتا کر اپنی روح کے بوجھ کو کچھ ہلکا کیا تھا۔

اس وقت وہ دونوں لارڈ اور لیڈی گرے اسٹوک کی لمبی چوڑی جائداد واقع افریقہ میں مہمان تھے۔ اس جگہ بارنی کسٹر شکار کھیلنے کی غرض سے آیا تھا۔ اس میں اس کا مقصد ایک اور بھی تھا۔ لیکن ان باتوں کا اس کہانی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی اس کا اتفاق سے میں بھی اس وقت جان کلیٹن۔ لارڈ گرے اسٹوک کا، جو کبھی ایپوں کا ٹارزن تھا۔ مہمان تھا جبکہ کسٹر ان کے یہاں مہمان کی حیثیت سے آ کر ٹھہرے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ممکن ہے یہ کہانی کسی دوسرے تک پہنچ ہی نہ پاتی۔

یوزیری کے جنوب میں واقع وزیری کے ملک میں پہاڑیوں کا ایک ایسا سلسلہ پھیلا ہوا ہے جس کے دامن میں ایک بہت ہی لمبا چوڑا میدان سا پھیلا ہوا ہے۔ یہاں اینٹیلوپ، زیبرا، طراف، گینڈے، ہاتھی، شیر، چیتے، لکڑ بگھے، ہر قسم کے جانور موجود تھے جو اپنی اپنی طرز زندگی کے مطابق اس جگہ رہتے تھے۔ کلیٹن کے کہنے کے مطابق اس جگہ وہ جنگلی بھینسے بھی پائے جاتے تھے۔ جو شیر سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے تھے۔

وہ جگہ واقعی شکاریوں کی جنت تھی، اور مشکل سے کوئی دن ایسا گزرتا تھا جب کوئی شکاری پارٹی گرے اسٹوک کے بنگلے سے اس میدان کی طرف جاتی نہ نظر آتی ہو۔ اور مشکل سے ہی ایسا ہوتا تھا کہ اس پارٹی میں وکٹوریہ کسٹر شامل نہ رہتی ہو۔

اب تک وہ دو چیتے کئی اینٹیلوپ اور زیبروں کو شکار کر چکی تھی۔ اس نے زمین پر کھڑے رہ کر اپنے پر حملہ کرنے والے ایک جنگلی بھینسے کو بھی اس وقت اپنے اچوک نشانے کا شکار بنایا تھا۔ جب وہ اس سے صرف دس قدم کے فاصلے پر رہ گیا تھا۔

شروع شروع میں اس کے بھائی کو اپنی بہن کے ان جراءت مندانہ اقدامون پر بہت ہی فکر لاحق ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ ایسے خطروں کا سامنا کرنے کو تیار ہو جاتی تھی جسے مشکل سے ہی کوئی انسان لینے کو تیار ہو سکتا تھا۔ لیکن جب اس نے یہ محسوس کیا کہ خطروں کے وقت وہ پوری طرح اپنے ہوش وحواس میں رہتی ہے اس پر گھبراہٹ کا غلبہ نہیں ہوتا اور یہ کہ اس کا نشانہ اس قدر اچوک ہے کہ پارٹی کا پرانے سے پرانا شکاری بھی تعریف کئے بنا نہیں رہ پاتا' تو اس نے اس کی طرف سے فکر مند ہونا چھوڑ دیا۔ اسی لئے کبھی کبھی ایسا بھی ہونے لگا کہ وکٹوریہ کسٹرا پنے کو سب سے الگ تھلگ گھومتے ہوئے پاتی۔

ایک دن جبکہ شکاری پارٹی پہاڑی کے دامن سے شام کے وقت رہائش گاہ کی سمت واپس ہو رہی تھی پارنی نے محسوس کیا کہ اسکی بہن بہت خاموش خاموش اور کچھ پریشان سی ہے۔

"کیا بات ہے وک،، اس نے دریافت کیا۔" کیا تھک گئی ہو؟"

اس نے اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا لیکن پھر یکایک اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار آگئے۔

"بارنی" چند ثانئے خاموش رہنے کے بعد وہ بولی۔" ان پیچھے کی پہاڑیوں میں ضرور کوئی ایسی خاص بات ہے جس سے یکایک میرے دل میں ایک عجیب طرح کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ آج میں جب ایک بہت بڑی چٹان کے پاس سے گذر رہی تھی ـــــ جو کسی گذرے زمانے میں اوپر سے نیچے کی طرف گری ہوگی۔ میں آپ ہی آپ سر سے پیر تک کانپ اٹھی اور میرے سارے بدن سے پسینہ چھوٹنے لگا۔ لیکن یہ بات میرے لئے حیرت انگیز نہیں ـ کیونکہ تم جانتے ہو کہ مجھے زلزلے یا زلزلے سے پیدا ہونے والی تبدیلیوں کو دیکھ کر ایک عجیب قسم کا خوف سا اپنے اوپر چھاتا ہوا محسوس ہونے

لگتا ہے۔ اس چٹان کے پاس سے گذرتے ہوئے مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے دنیا میں جسے میں سب سے زیادہ چاہتی تھی وہ مجھ سے چھین لیا گیا ہے۔

اس کے بعد دونوں کچھ دیر تک خاموش رہے۔ ان کے گھوڑے گھٹنوں تک کی گھاس میں آگے بڑھتے رہے جن کی سرسراہٹ گونجتی رہی۔ لڑکی سوچ رہی تھی اس معمے کا حل ــــ اس عجیب احساس کا جو اس نے اس بڑی چٹان کے پاس اپنے میں پیدا ہوتے ہوئے محسوس کیا تھا۔ بارنی کسٹر اپنی بہن کی باتوں کو سمجھ نہیں سکا تھا اس لئے وہ خاموش تھا۔

اسے وہ گذشتہ واقعے یاد آئے جب اس کی بہن نے زلزلے کی وجہ سے پیدا ہونے والی تبدیلیوں کو دیکھ کر اپنے اندر پیدا ہونے والے خوف کا اظہار کیا تھا۔ ایک بار جب وہ ادیرز دنا میں تھے تو وکٹوریہ کسٹر سان فرانسسکو میں آنے والے زلزلے کی خبر سن کر بے ہوش ہو گئی تھی۔ ویسے دیکھنے میں وہ عام اور پوری طرح اپنے ہوش و حواس میں رہنے والی ایک تندرست امریکن لڑکی تھی۔

لیکن وکٹوریہ کسٹر کا زلزلے سے خوفزدہ ہونا ہی اس کے ساتھ کی ایک عجیب بات نہیں تھی۔ دوسری عجیب بات اس کا ان لوگوں کے ساتھ کا سلوک تھا جو اس کے ہاتھ کو ہاتھ میں لینا چاہتے تھے۔ اور ایسے نوجوان کی تعداد کم نہیں تھی۔ اس کے بھائی نے ان میں سے کئی کو پسند کیا تھا۔ اور خود وکٹوریہ نے بھی پسند کیا تھا۔ لیکن جہاں تک شادی کا سوال تھا ــــ یہ سوال اٹھتا ہی نہیں تھا۔

عجیب بات تھی کہ یہ سب کچھ بارنی کو اس وقت یاد آرہا تھا جب کہ وہ کلٹن کے بنگلے کی طرف واپس ہو رہا تھا۔ ان باتوں کے ساتھ ہی اسے وکٹوریہ کے وہ خواب بھی یاد آئے ــــ جو اس نے اپنے بھائی کو بتائے تھے ــــ جو ہر زلزلے کی خبر کے بعد اسے نظر آتے تھے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے کہا۔

"کیا وہ...... میرا مطلب ہے کیا تمہارا اوتار معمول کے مطابق نظر آیا تھا؟"
لڑکی نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے شانے پر رکھ دیا۔ اور اسے نیم خوفزدہ نیم دشنام بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

"اوہ بارنی، تمہیں میرے خوابوں کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے۔ میرا خیال ہے اگر میں نے تمہیں اپنا رازدار نہ بنایا ہوتا تو ضرور ہی پاگل ہوگئی ہوتی۔ لیکن ادھر میں تم سے بھی کچھ کہتے ہوئے ہچکچانے لگی ہوں۔ اب وہ لگاتار آتا ہے۔ ہر رات، جب سے ہم نے اس پہاڑی کے دامن میں شکار کھیلنا شروع کیا ہے۔ میں اس کے ساتھ چاندکی روپہلی روشنی میں سمندر کے کنارے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ٹہلتی رہتی ہوں، اور اب میں نے اچھی طرح اس کی شکل وصورت بھی دیکھ لی ہے۔ بارنی وہ لانبے قد کا بہت ہی خوبصورت اور طاقتور آدمی ہے۔ میری خواہش ہے کاش حقیقی زندگی میں میری ملاقات کسی ایسے مرد سے ہو جائے۔ میرا یہ کہنا کچھ عجیب سا ہے کہ میں اس کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ دیکر گھومنے کے بعد اب ان میں سے کسی اور کو پیار نہ کر سکوں گی جو میرے خواہشمند ہیں۔ اس کی آنکھوں میں میرے لئے جو پیار تھا وہ مجھے کوئی اور نہیں دے سکے گا۔ لیکن بارنی، نہ جانے کیوں میں پھر بھی اس سے خوفزدہ ہوں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے؟"

اسی وقت پارٹی کے دوسرے ممبر بھی ان کے پاس آگئے اس لئے ان دونوں میں سے کسی نے پھر اس موضوع پر بات نہیں کی۔ بنگلے پر پہنچنے کے بعد انھیں معلوم ہوا کہ وہاں مہمانوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ انھیں وہاں دو آدمی خاکی کپڑوں میں نظر آئے، جن میں سے ایک بارنی کو واپس آتا دیکھ کر ملاقات کرنے کے لئے تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

وہ ایک لانبے قد کا تندرست جوان تھا۔ ڈگوڑیہ کسٹر نے جیسے ہی اسے

پہچانا اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ خوشی کا اظہار کرے یا غصے کا۔ اس کی زندگی میں یہی وہ ایسا پہلا شخص آیا تھا جو اس کے خواب کے آدمی سے ملتا جلتا تھا لیکن اس نے کبھی اس سے پیار کا ایک لفظ نہیں کہا تھا۔ اس جوان کا ساتھی بھی اب اٹھ کر دوسروں سے ملاقات کرنے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کے نپے تلے قدم ظاہر کر رہے تھے کہ وہ ملٹری سے تعلق رکھتا ہے۔

"مسٹر کرٹس!" وکٹوریہ کسٹر نے خوشی کا اظہار کیا اور پھر اس کے عقب کی طرف دیکھتے ہوئے "اور لفٹیننٹ باٹرز۔ آپ لوگ کہاں سے آ گئے؟"

"دنیا نے ہمیں الگ کر دیا ہے!" آفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اس لئے ہم تمہارے پیچھے یہاں افریقہ آ گئے!"

"تمہارے اور باربی کے آنے کے بعد نبراسکا میرے لئے دلچسپی سے خالی ہو گیا تھا۔ مسٹر کرٹس نے بتایا۔ "اس لئے جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ باٹرز بھی میرا ساتھ دیگا تو میں نے تمہارے پاس پہنچنے میں اور وقت ضائع نہیں کیا۔ اب ہم یہاں لیڈی گرے اسٹوک کے رحم و کرم پر ہیں!"

"میں تو انھیں برابر یہ سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں!" لیڈی نے جواب دیا۔ جو وہاں آ گئی تھی "کہ یہ میرے مہمانوں کی مہربانی ہے جو میرے گھر کو آباد کیئے رہتے ہیں!"

یہ ڈنر کے بعد کی بات ہے جب مسٹر ولیم کرٹس وکٹوریہ کو سب سے الگ تھلگ لے جانے میں کامیاب ہوا تاکہ اسے بتا سکے کہ اسے نبراسکا کیوں ویران ویران سا لگنے لگا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ وکٹوریہ اس کی ہو جائے۔

یہ نوجوان اپنے جذبات کا اظہار کرنے میں کسی اسکول کے بچے کی طرح شرماتا

اور ہچکچاتا رہا۔ لیکن آخر میں کسی نہ کسی طرح وہ اس بات کا اظہار کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا کہ وہ وکٹوریہ کو دل و جان سے چاہتا ہے اور اب وہ اس وقت تک نہ کچھ کھا سکے گا نہ سو سکے گا جب تک کہ وکٹوریہ اس کی بیوی بننے کا وعدہ نہیں کرے گی۔

وکٹوریہ پر اس کی باتوں کا گہرا اثر پڑا کہ وہ نوجوان اس سے اپنی محبت کا اظہار کرنے کے لئے ایک لمبا سفر طے کر کے اس تک پہنچا تھا۔ پھر اس کے ساتھ ایک بات اور بھی کہ وہ اس کے خواب کے آدمی سے بہت کچھ ملتا جلتا تھا۔

وکٹوریہ کی خاموشی کو نیم رضامندی سمجھتے ہوئے کرٹس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"وکٹوریہ" وہ پھسپھسایا۔ "وہ بات کہہ دو جو میں تمھارے خوبصورت ہونٹوں سے سننے کے لئے بے چین ہوں۔ اگر تمھیں مجھ سے میرے پیار کے مقابلے میں دسواں حصہ بھی پیار ہے تو مجھے یہ سن کر بے حد مسرت ہو گی"

اس نے اس کی آنکھوں میں جھانکا جو چاند کی روشنی میں چمکتی سی نظر آ رہی تھیں اس کے ہونٹوں پر وہ الفاظ آنے لگے جو یہ ظاہر کرتے تھے کہ وہ اس سے خود بھی محبت کرتی ہے۔ گزشتہ چند لمحوں میں وہ اس اپنے خواب کے آدمی کے بارے میں سوچتی رہی تھی جو اسے کبھی نہیں مل سکتا تھا اور حقیقی زندگی میں اس کے سامنے اسی کی طرح کا ایک آدمی توانا اور تندرست موجود تھا جو اسے خوشیوں کے خزانے عطا کر سکتا تھا۔

"ولی" اس نے کہا۔ "میں ......" وہ اس سے آگے کچھ اور نہ کہہ سکی۔ وہ الفاظ جو ہمیشہ کے لئے اسے اس نوجوان سے باندھ دیتے، اس کی زبان تک آئے ہی تھے کہ یکایک ایک تیز گھڑگھڑاہٹ کی آواز ابھری اور ان کے نیچے کی زمین اس طرح اوپر نیچے ہونے لگی جیسے وہ سمندری لہروں کے درمیان پہنچ گئے ہوں۔

پھر ایک تیز ہچکولے کے ساتھ دور کہیں پر ایک ایسی تیز آواز ہوئی جیسے ......

جیسے کوئی بھاری چٹان اپنی جگہ سے کھسک کر پہاڑ کے نیچے گری ہے۔

ایک گھٹی گھٹی سی چیخ کے ساتھ اس نے اپنا ہاتھ کرٹس سے چھڑایا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ سکتا وہ تیزی سے بنگلے کی سمت بھاگی۔ برانڈے میں اس کی مڈبھیڑ وہاں مکان میں موجود دوسرے لوگوں سے ہوئی۔ جو زلزلے کی وجہ سے گھبرا کر مکان سے باہر نکل رہے تھے۔

بارنی کسٹر نے اپنی بہن کو بھاگتے ہوئے آتے دیکھ لیا تھا۔ وہ تیزی سے اپنی بہن کی طرف لپکا کیوں کہ وہ جانتا تھا ایسے مواقعوں پر اس کی بہن کسقدر خوفزدہ ہو جایا کرتی ہے۔ بارنی نے اسے اپنی باہوں میں لیا ہی تھا کہ وہ بے ہوش ہوگئی وہ اسے اٹھا کر اندر لے گیا۔ جہاں لیڈی گرے اسٹوک ایک ملازمہ کے ساتھ اسے ہوش میں لانے کی کوشش میں مصروف ہو گئیں۔

تیسرا باب

بے داری

وادی میں جو جھٹکا محسوس کیا گیا تھا وہ جنوب میں واقع پہاڑ پر اس سے کہیں زیادہ شدید رہا تھا۔ ایک مقام پر ایک باہر نکلی ہوئی بڑی چٹان اپنی جگہ سے کھسک کر لڑھکتی ہوئی نیچے وادی میں ایک تیز آواز کے ساتھ آ گری تھی۔ اس کے اپنے مقام سے ہٹتے ہی چاند کی روشنی میں اس کی جگہ پر ایک غار کا دہانہ نظر آنے لگا۔ اس میں سے ایک شے باہر نکلی اور پھر وہ لڑھکتی ہوئی کوئی سو فٹ نیچے تک چلی گئی۔

سو فٹ تک نیچے لڑھکنے کے بعد وہ شے ایک چوڑے سے مقام پر رک گئی۔ کچھ دیر تک تو وہ بے حرکت پڑی رہی لیکن پھر اس میں حرکت ہوئی۔ اس کے بعد وہ پھر بے حرکت ہو گئی۔ منٹ گھنٹے میں تبدیل ہونے لگے لیکن وہ بے حرکت پڑی رہی جبکہ نیچے میدان میں بھوکے شیر اور دوسرے درندے گرجتے

چنگھاڑتے اپنے کھانے کی تلاش میں ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔

پھر تاروں کی روشنی مدھم پڑنے لگی اور مشرق کی سمت سے دن کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ اس وقت وہ شے اٹھ کر بیٹھی۔ وہ ایک آدمی تھا جو اب بھی نیم غنودگی کی سی حالت میں تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور اٹھ کھڑا ہوا اور حیرت سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ سورج کی روشنی اس کے تانبے جیسی جلد اور سر پر کے بالوں کے گچھے کو نمایاں کر رہی تھی ۔ جو تیز پتھروں کے درمیان رکھکر کاٹے گئے تھے۔ وہ ایک تندرست و توانا نوجوان تھا۔

اس نے اپنے چاروں طرف زمین پر دیکھا۔ لیکن جس شے کی اسے تلاش تھی وہ اسے نہیں ملی تو اس نے اوپر کی سمت نظر ڈالی۔ اور پھر اس کی نظر اس غار کے دہانے پر جاکر ٹھہر گئی جس میں سے وہ لڑھک کر باہر نکلا تھا۔ وہ تیزی سے اوپر چڑھنے لگا۔ اس کے کمر سے بندھا ہوا اس کا پتھر کا چاقو اور کلہاڑا اس کی ران سے ٹکرا رہا تھا۔ غار کے پاس پہنچ کر وہ چند ثانئے کے لئے اس کے اندر جاکر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ پھر جب وہ باہر نکلا تو اس کے ایک ہاتھ میں پتھر کی نوک لگا ہوا بھالا تھا جس کی لکڑی ٹوٹی ہوئی تھی اور دوسرے میں کسی بہت بڑے درندے کا سر۔ جو ایشیا کے شیر ببر کے سر سے بہت کچھ ملتا جلتا تھا۔ لیکن یہ ملنا جلنا کچھ اس طرح کا تھا جیسے بلّی کے مقابلے میں بنگال کے شیر کا سر۔

وہ نوجوان لو کا بیٹا لو تھا جو ایک لاکھ سال تک اس مقبرے نما غار میں بند رہا تھا۔ زلزلے کے جھٹکے نے اس چٹان کو غار کے دہانے سے ہٹا دیا جس نے اسے اتنے لمبے عرصے تک بند کر رکھا تھا۔ غار سے جھٹکے سے باہر نکل کر لڑھکنے کی وجہ سے اس کے دل اور پھیپھڑوں نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ اس کے بعد دیگر دھیرے دھیرے کر کے اس کے دوسرے اعضا بھی اس طرح حرکت میں آگئے تھے جیسے

انھوں نے اپنی حرکت کبھی بند ہی نہیں کی تھی۔

آدم خور ڈو کے دہانے پر کھڑے ہو کر وہ حیرت بھری نظروں سے اس نامانوس دنیا کو دیکھنے لگا جو اس کے نیچے پھیلی ہوئی تھی۔ اسے ایک بھی شے ایسی نظر نہیں آئی جو اسے اپنی دنیا کی معلوم ہوتی۔ نو اس بات سے واقف نہیں تھا کہ اس گرانڈیل درندے کو ہلاک کرنے کے بعد جب اس نے اس غار میں جا کر پناہ لی تھی۔ اس وقت سے اب تک زمانے بیت چکے ہیں۔

اس نے سوچا شاید وہ خواب دیکھ رہا ہے۔ اس لئے اس نے اپنی آنکھیں مل کر پھر دیکھا۔ اس بار بھی اسے انجانے سے درخت اور جھاڑیاں نیچے وادی میں پھیلی نظر آئیں۔ نو کو اس تبدیلی کا راز نہیں معلوم ہو سکا۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے وادی کی طرف اترنے لگا کیونکہ وہ بہت ہی تیز بھوک اور پیاس محسوس کر رہا تھا۔ نیچے وادی میں اسے بہت سے جانور چرتے نظر آئے لیکن اس نے محسوس کیا کہ وہ سب جانور اس طرح کے ہیں جیسے کہ اس نے پہلے کبھی اپنی زندگی میں نہیں دیکھا ہے۔

وہ پریشان سا آگے بڑھنے لگا۔ اس کے تمام حواس اس نئی دنیا کے خطرے کا احساس کرنے کے لئے چوکنا تھا۔ اگر اس کے ذہن میں زندگی بعد الموت کا ہلکا سا خیال بھی موجود ہوتا تو اسے یقین ہو گیا ہوتا کہ زلزلے کی وجہ سے اس کی موت ہو چکی ہے اور اب وہ آسمان کی دنیا میں ہے۔ لیکن نو کے زمانے کے لوگ مذہب کو جانتے ہی نہیں تھے۔ ہاں، وہ قدرت کی ان چیزوں سے خوف ضرور محسوس کرتے تھے جو ان کی سمجھ سے باہر تھیں۔ جیسے طوفان، زلزلہ، چاند سورج کی گردش وغیرہ۔

اس نے سورج کو دیکھا لیکن یہ اس سورج سے مختلف تھا جسے وہ دیکھتا

چلا آیا تھا۔ گذشتہ دن ہی اس نے ڈوڈو کے غار کے پاس سے دور پر اس سورج کی روشنی میں سمندر کی بے تاب لہروں کو چمکتے ہوئے دیکھا تھا۔ لیکن اب جہاں تک نظر جاتی تھی آہستہ آہستہ جنبش کرتے ہوئے درختوں کی چوٹیوں کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ گذشتہ دن یہاں خطرناک جنگل میں بن مانسوں کا راج تھا لیکن آج وہاں میدان تھا۔

نو نے اپنے سر کو جھٹکا دیا۔ یہ تمام باتیں اس کی سمجھ سے باہر تھیں لیکن اسکے باوجود بھی اسے اپنی فطری ضروریات پوری کرنی ہی تھی۔ اس لئے اس نے قدرت کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے اپنی زندگی قائم رکھنے والی چیزوں کو حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

سب سے پہلے اسے اپنے بھالے کی مرمت کرنی تھی جس کے بغیر شکار کرنا مشکل تھا۔ اس لئے اس نے یہی طے کیا کہ جب تک اس کا بھالا نہیں بن جاتا اسے گوشت کا خیال اپنے ذہن سے نکال کر ان پھلوں کو ہی استعمال میں لانا چاہئے جو اسے راستے میں ملتے ہیں۔ نو کے زمانے میں سخت لکڑیوں والا ایک پتلا درخت ہوتا تھا جسے کاٹ کر وہ ایک سرے پر نوکیلے پتھر کو تسموں سے باندھ کر بھالا تیار کر لیتے تھے۔ لیکن اب اسے وہ چیز نظر نہیں آ رہی تھی اور کسی درخت کی ڈال کاٹ کر بھالے کے لئے لکڑی تیار کرنا ایک بہت ہی مشکل کام تھا۔

وہ نوجوان جنگل میں آگے بڑھتا رہا۔ حالانکہ اس کی پیدائش کو ایک لاکھ سال بیت چکے تھے پھر بھی آج وہ اسی دن کی طرح جوان اور توانا تھا۔ اسے اپنے چاروں طرف ایسے درخت پھیلے نظر آ رہے تھے جو کل تک اس کی نظروں کے سامنے نہیں آئے تھے۔ حالانکہ یہ درخت ان درختوں کیطرح بڑے نہیں تھے لیکن ان کی شاخیں اُن کے مقابلے میں زیادہ مضبوط اور زمین کی طرف زیادہ جھکی ہوئی

تھیں۔ نو انھیں آزمانے کے لیے بلی کی طرح ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگ لگانے لگا۔

اس کی اس حرکت پر مختلف رنگوں کے پرندے شور مچانے لگے، چھوٹے بندر چیختے ہوئے اس کے سامنے سے بھاگنے لگے۔ نو نے قہقہہ لگایا۔ کتنی عجیب دنیا تھی یہ۔ اسے ابھی تک ایک بھی درخت یا جانور ایسا نظر نہیں آیا تھا جس کا مقابلہ وہ اپنی دنیا کے درختوں اور جانوروں سے کر سکتا۔

پھل بھی چھوٹے اور عجیب تھے۔ اسے ان کو کھانے کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ کہ ممکن ہے وہ زہریلے نہ ہوں۔ اگر چھوٹے بن مانس اسے اپنے تک پہنچنے کا موقعہ دیتے تو وہ ان سے پوچھتا کہ کون سا پھل کھانا اس کے لئے مناسب ہوگا۔ لیکن کسی انجانی وجہ سے وہ اس سے ڈر کر دور بھاگتے تھے اور اس پر اعتبار نہیں کرتے تھے۔

ان تمام باتوں سے نو نے اندازہ لگایا کہ وہ کسی پر اسرار طریقے سے کسی نئی دنیا میں پہنچ گیا ہے۔

یکایک غار میں رہنے والے اس نوجوان کو ایک پتلی سیدھی لکڑی والا پیڑ نظر آ گیا۔ وہ درخت پر سے اتر کر نیچے زمین پر آیا اسے ادھر ادھر جھکا کر اسکی مضبوطی کا اندازہ لگانے لگا۔ وہ اسے اس کی ضرورت کو پورا کرنے کے قابل نظر آیا تو اس نے اپنے پتھر کے کلہاڑے سے اسے زمین کے پاس سے کاٹا اور دوبارہ درخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ جہاں اسے اس انجانی دنیا کے انجانے خطروں کا یکایک سامنے آجانے کا ڈر نہیں تھا۔ اس جگہ اس نے اپنے پتھر کے چاقو کو استعمال میں لاتے ہوئے اس کے سرے کو اس طرح کاٹا کہ اس جگہ بھالے کو باندھ سکے۔ پھر اس نے اپنے پرانے بھالے پر بندھے ہوئے چمڑے کے تسمے کو کھولا اور اس میں سے پتھر کی نوک نکال کر نئی لکڑی پر رکھ کر اسی تسمے سے جکڑ کر باندھ دیا۔

اس کام کو کرتے ہوئے اسے جنگل کی مختلف آوازیں چاروں طرف سے آتی ہوئی سنائی دے رہی تھی۔ وہ جانی پہچانی سی لیکن عجیب قسم کی آوازیں تھیں۔ اسے ایک بار بھی غار میں رہنے والے ریچھ، طاقتور شیر زور اور آدم خور ڈو کی آواز نہیں سنائی دی۔ اس عجیب اور نئی دنیا میں اس کے لئے صرف ایک مانوس شے تھی اور وہ اس ڈو کا سر تھا جو وہ اپنے ساتھ لئے ہوا تھا۔

یکایک اس نے محسوس کیا کہ چھوٹے بن مانس اس کے قریب آرہے ہیں تاکہ اسے اچھی طرح دیکھ سکیں۔ وہ خاموشی سے بیٹھا رہا۔ آخر میں اس نے کنکھیوں سے دیکھا کہ ایک اس سے بہت قریب آگیا ہے۔ اس وقت وہ اس زبان میں بولا جس میں وہ کل اسی طرح کی مخلوقوں بات کیا کرتا تھا۔ حالانکہ اس کے زمانے کو بیتے ایک لمبا عرصہ گزر چکا تھا پھر بھی ان بندروں نے اس کی بولی سمجھ لی کیونکہ بن مانسوں کی بولی کبھی بھی نہیں بدل سکتی۔

"تم لو کے بیٹے لو سے کیوں ڈرتے ہو؟" اس نے کہا۔ "جبکہ اس نے کبھی تم بن مانسوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔"

"بے بال والے ہمیں ایک ایسی تیز چھڑی سے ہلاک کر دیتے ہیں جو ہوا میں اڑتی ہے۔" بندر نے جواب دیا۔ "یا پھر ایک چھوٹی چھڑی سے مارتے ہیں جو بہت تیز آواز پیدا کرتی ہے۔ لیکن تم ان میں سے نہیں معلوم ہوتے۔ ہم نے آج تک تم جیسا ان میں نہیں دیکھا۔ کیا تم ہمیں نہیں ہلاک کرو گے؟"

"میں کیوں ہلاک کرونگا۔" لو نے جواب دیا۔ "ہمارا ایک دوسرے کا دوست رہنا ہی بہتر ہے۔ میں تم سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس جگہ پائے جانے والے پھلوں میں کون سے کھانے کے قابل ہیں۔ اس کے بعد تم مجھے اس سمندر کی طرف جانے کا راستہ بتا دینا جہاں میرے باپ لو کا قبیلہ آباد ہے۔"

اس وقت تک دوسرے ایپ بندر اس کے گرد یہ دیکھتے ہوئے جمع ہو گئے تھے
کہ وہ انھیں نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ وہ بھوکا
ہے تو وہ اس کے لئے پھل لانے کے لئے چاروں طرف پھیل گئے ان میں سے بہت
سے بھول گئے کہ وہ کس کام سے نکلے ہیں اور اپنی اچھل کود میں مصروف ہو گئے اور
ان پھلوں کو کھانے لگے جو انھوں نے اپنے نئے دوست کے لئے اکٹھا کیا تھا۔ لیکن
ان میں سے کچھ ایسے تھے جو فوراً ہی اس کے لئے پھل اور دوسری کھانے کی چیزیں
اٹھا کر لے آئے۔ جنھیں تو نے ایک عجیب سا مزہ محسوس کرتے ہوئے کھایا۔

اس کے باپ کا قبیلہ کہاں ہے اس بارے میں وہ اسے کچھ نہیں بتا سکے کیونکہ
اس نے کبھی ایسے لوگوں کی بات ہی نہیں سنی تھی، اور نہ ہی اس سمندر کو دیکھا
تھا جس کے کنارے وہ لوگ آباد تھے۔

پھلوں کو کھانے کے بعد وہ اب اس میدانی حصے کی طرف روانہ ہو گیا۔
جہاں اس نے جانوروں کو چرتے ہوئے دیکھا تھا۔ چونکہ اب اس کا بھالا تیار ہو
چکا تھا اس کا پیٹ گوشت کا طالب ہو گیا تھا۔ پھل وغیرہ بن مانسوں کے لئے ہی
مناسب تھے۔ ایک آدمی کے لئے تو تازہ گرم اور سرخ سرخ خون ٹپکتا ہوا گوشت
بہت ضروری تھا۔

جب وہ جنگل سے باہر نکلا تو اسے سب سے نزدیک زبرا کا ایک جھنڈ چرتا ہوا
نظر آیا۔ ہوا مخالف سمت کو چل رہی تھی اور اس جھنڈ اور اس کے درمیان خودرو
جھاڑیاں اور کہیں کہیں پر تناور درخت میدان میں پھیلے ہوئے تھے۔ تو ان جانوروں
کو دیکھکر حیرت زدہ تھا۔ وہ آہستہ آہستہ ان کے قریب پہنچ گیا۔ اب اس سے
نزدیک ایک جوان زبرا تھا جو اپنے سر کو اوپر اٹھاتے ہوئے خطرے کی بو محسوس
کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ساتھ ہی اپنی دم کو بھی زور زور سے ان مکھیوں کو

بھگانے کے لئے ہلاتا جارہا تھا جو اسے پریشان کر رہی تھیں۔ تو نے اسی کو اپنا شکار بنانا طے کیا۔

غار میں رہنے والا نوجوان بہت ہی آہستہ آہستہ خودرو جھاڑیوں اور گھاس کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھنے لگا اور پھر جب اس سے پچاس فٹ کے فاصلے پر رہ گیا تو ٹھہر گیا۔ کیونکہ اب وہ زیبرا اپنی حرکتوں سے ظاہر کر رہا تھا جیسے اسے خطرے کا احساس ہو گیا ہے ــ ایک ایسے دشمن سے جسے وہ نہ دیکھ سکتا ہے نہ اس کے آنے کی آواز سن سکتا ہے اور نہ ہی اس کی بو کو محسوس کر سکتا ہے۔

اس نے پیٹ کے بل لیٹے لیٹے ہی اپنے بھالے کو ہاتھ میں مضبوطی سے اسے پھینکنے کے انداز میں پکڑ لیا۔ پھر بہت ہی ہوشیاری کے ساتھ اس نے اپنے پیروں کو آگے کھینچا اور بجلی کی سی پھرتی کے ساتھ کھڑے ہو کر اس نے اپنے پتھر کے بھالے کو اپنے شکار کی طرف پھینک دیا۔

زیبرا ایک تیز چیخ کے ساتھ فرار ہونے کے لئے گھوما لیکن اس وقت بھالا اسکے جسم میں پیوست ہو چکا تھا جب اس نے ایک آدمی کی شکل گھاس کے درمیان کھڑے ہوتے ہوئے دیکھی۔ جھنڈ کا باقی حصہ بھاگ نکلا جبکہ وہ خود منہ کے بل فرش پر گر پڑا۔ تو ہاتھ میں چاقو لئے تیزی سے اس جانور کی سمت دوڑا لیکن اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ جانور مر چکا تھا۔ اس کا بھالا اس کے جسم میں پیوست ہو کر دل کو چھیدتا ہوا جسم کے دوسری طرف نکل گیا تھا۔ اس نے اس کے جسم سے اپنا بھالا نکالا اور پھر گوشت کے کئی ٹکڑے کاٹ کر نکالے۔

وہ بار بار اس کام کے درمیان اپنے نتھنوں کو اٹھا کر اسی طرح خطرے کی بُو سونگھنے کی کوشش کرتا رہا تھا جس طرح کے اس کا شکار کرتا رہا تھا۔ وہ ابھی اپنے کام سے فارغ ہی ہوا تھا کہ اسے دور سے آدمیوں کی بو آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اسے اس

کا پورا پورا یقین تھا کہ بو آدمی کی ہی ہے لیکن وہ بو اس کے لئے کچھ عجیب سی تھی۔
وہ سمجھ رہا تھا کہ آدمی آرہے ہیں لیکن وہ آدمی کس طرح کے ہیں یہ اس کی سمجھ میں نہیں
آرہا تھا۔ اور آنا بھی کیسے ـــ خاکی کپڑے، بندوق، پسینے سے بھیگے ہوئے زین کے کمبل
بکائے ہوئے چمڑے کی زین ـــ یہ سب چیزیں تو کے لئے نئی ہی تھیں۔

اس نے سوچا اس کے لئے بہتر یہی ہوگا کہ وہ پھر جنگل میں واپس چلا جائے اور
اس جگہ رہ کر یہ دیکھے کہ اس کی طرف کس طرح کی اور کتنی مخلوق آرہی ہے۔ یہ سوچ
کر غار میں رہنے والا نوجوان جنگل کی سمت چل پڑا لیکن وہ خوفزدہ نہیں تھا۔ کیونکہ اس
نے دشمن کی موجودگی سے خوفزدہ ہونا سیکھا ہی نہیں تھا۔ اگر ان کی تعداد اتنی تھی کہ
کہ وہ ان سے تنہا مقابلہ نہ کر سکتا تو وہ اپنے کو ظاہر نہ کرتا۔

اس کے ہاتھ میں اب بھی ڈوڈو کا سر لٹک رہا تھا۔ وہ ایک درخت سے دوسرے
درخت پر چھلانگ لگاتا ہوا ان کو دیکھنے کے لئے آگے بڑھتا رہا۔ جو میدان کے دوسری
سمت سے آرہے تھے۔ اسی وقت اسے خیال آیا کہ وہ کس طرح ناطل کے پاس پہنچ کر
اپنے کامیابی کی ٹرافی کو اس قدموں میں رکھ کر اپنی بننے کے لئے کہے گا۔

گذشتہ رات کو ہی وہ ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے سمندر کے کنارے
ٹہلا کئے تھے اور اب اسے اس کا ذرا بھی احساس نہیں تھا کہ وہ سمندر کس جگہ پر ہے۔
سمندر کو میدان کے دوسری طرف ہونا چاہئے تھا کیونکہ وہ اسی طرف سے ڈوڈو کا شکار
کرنے کے لئے آیا تھا۔ لیکن اب سب کچھ تبدیل ہو چکا تھا۔ اس جگہ اس کی رہبری
کرنے والا ایک بھی نشان موجود نہیں تھا۔ اور نہ ہی چھوٹے بن مانس یہ جانتے تھے کہ
سمندر کہاں ہے۔ خود اسے بھی اس بات کا پوری طرح یقین نہیں تھا کہ وہ اپنی ہی دنیا
میں ہے یا دوسری دنیا میں پہنچ گیا ہے۔

چوتھا باب

پراسرار شکاری

زلزلے کے دوسرے دن صبح بھی دکٹوریہ کسٹر بستر پر پڑی ہوئی تھی۔ اس نے لیڈی گرے اسٹوک کو بتایا کہ وہ صدمے کی وجہ سے کمزوری محسوس کر رہی ہے۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ کرش سے پھر ملنے کے لئے تیار نہیں تھی کہ کہیں پھر گذشتہ رات کی باتیں دہرائی نہ جانے لگیں۔

جب اس کا بھائی اس کی خیریت دریافت کرنے کے لئے اس کے پاس آیا تو اس نے اس کے سر کو اپنے تکئے کے نزدیک کر کے بھسپھساتے ہوئے وہ باتیں بتائیں جو اسے گذشتہ رات سے پریشان کئے ہوئے تھیں۔

"اوہ باری!" وہ بولی "آخر وہ کیا ہے؟ کیا ہے۔ زمین کے نیچے پیدا ہونے والی پہلی گھڑگھڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی میں نے اپنے کو جیسے خواب سے بیدار ہوتے

ہوئے محسوس کیا تھا۔ اور پھر میں نے اپنے پاس بہت نزدیک اپنے خواب والے نیم برہنہ نوجوان کو کھڑے دیکھا تھا۔ میری نظر جیسے ہی اس پر پڑی میں نے ایسا محسوس کیا کہ میں مسٹر کرٹس سے شادی نہیں کر سکتی اور نہ ہی کسی اور سے ـــ اس کا تمہارے سامنے اعتراف کرنا بھی میرے لئے تکلیف دہ ہے ـــ لیکن سچ یہ ہے کہ اس پر نظر پڑتے ہی میں نے ایسا محسوس کیا تھا کہ میں اس سے پیار کرتی ہوں، میں صرف اس کی ہوں ـــ اس کی بیوی نہیں بارنی ـــ بلکہ اس کی عورت۔ اس کو دیکھتے ہی میرا دل چاہا تھا کہ میں دوڑ کر اس کی آغوش میں سما جاؤں لیکن میں نے ایسا کرنے سے اپنے کو بڑی مشکل سے روکا تھا اور پھر بھاگ کر یہاں آتے ہی تم لوگوں کے درمیان بیہوش ہو گئی تھی۔ گذشتہ رات کو میں نے خواب میں بھی اسے دیکھا تھا۔ وہ تن تنہا ایک اجنبی اور انجان علاقے میں مجھے ڈھونڈتا پھر رہا تھا تاکہ مجھے اپنا بنا سکے۔

"تم نہیں سمجھ سکتے بارنی وہ میرے لئے حقیقت سے کس قدر قریب ہے یہ بات دوسرے خوابوں کی طرح نہیں ہے بلکہ میں نے حقیقت میں اسے دیکھا تھا۔ اس کی چکنی تانبے جیسی رنگت کی جلد شاہانہ وقار رکھنے والا اٹھا ہوا سر، بالوں کے سیاہ گچھے۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے میں نے اس وقت ان بالوں پر اپنی انگلیاں پھیری تھیں جب وہ میرا بوسہ لینے کے لئے مجھ پر جھکا تھا۔

"وہ اپنے ساتھ ایک پتھر کی نوک والا لئے تھا۔ میں اسے دیکھتے ہی شناخت کر سکتی ہوں۔ اس کے علاوہ وہ پتھر کا چاقو اور کلہاڑا بھی اپنے ساتھ لئے تھا اور ایک ہاتھ میں کسی درندے کا کٹا ہوا بڑا سر بھی وہ لئے ہوا تھا۔

"وہ بہت ہی شریف لیکن کسی دوسری دنیا کسی دوسرے زمانے کا رہنے والا ہے جو مجھے تن تنہا تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ اس خیال سے ہی مجھے رونا آجاتا ہے اوہ

بارنی، یا تو وہ حقیقت ہے اور میں اسے پانے میں کامیاب ہو جاؤں گی یا پھر میں پاگل ہو جاؤں گی۔ کیوں بارنی، خدا کے لئے مجھے سچ سچ بتاؤ۔ کیا تمہیں میری ان باتوں پر یقین آتا ہے یا نہیں۔ تم مجھے ہوش و حواس میں سمجھتے ہو یا نہیں۔"

بارنی کسٹر نے اپنی بہن کے چہرے کو اپنے نزدیک کرتے ہوئے بہت ہی پیار سے اس کا بوسہ لیا۔

"تم پوری طرح اپنے ہوش و حواس میں ہو وک۔" اس نے اسے یقین دلانے والے لہجے میں کہا۔ "سچ تو یہ ہے کہ تم نے اپنے اس پرانے خواب کو اپنے حواس پر اس قدر چھا جانے دیا ہے کہ اب تمہیں اس پر حقیقت کا گمان ہونے لگا ہے اور تم اپنی خواہش کے نہ ہوتے ہوئے بھی اسے حقیقت تسلیم کرنے پر اپنے کو مجبور پا رہی ہو۔ اپنے کو سنبھالو اور کرٹس کے ساتھ گھومنے کے لئے کہیں چلی جاؤ۔ اس سے ان تمام باتوں کو بتاؤ جو تم نے مجھے بتائی ہے اور اس سے کہو کہ تم اس سے شادی کرنے کی خواہش مند ہو۔ مجھے یقین ہے حقیقت میں تم اسی کے خواب دیکھتی رہی ہو لیکن تم نے اسی کسی کہانی کے خیالی نوجوان سے ملا دیا ہے۔"

"میں اٹھ کر کرٹس کے ساتھ گھومنے جانے کو تیار ہوں بارنی۔ لیکن جہاں تک شادی کرنے کی بات ہے اس پر مجھے ایک بار پھر غور کرنا پڑے گا۔"

لیکن وہ اس پارٹی میں شامل نہیں ہوئی جو اس صبح میدان کی طرف شکار کھیلنے جا رہی تھی۔ اسے اس خیال سے بھی ایک انجانا سا خوف محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی نظروں کے سامنے زلزلے سے پیدا ہونے والی تبدیلیاں آئیں گی۔ دوسروں نے اسے مجبور بھی نہیں کیا۔ اس نے خود ہی زور دے کر مسٹر کرٹس کو ان لوگوں کے ساتھ جانے کے لئے کہا اور اس طرح وہ لیڈی گریے اسٹوک کے ساتھ مکان پر تنہا رہ گئی۔

وہ پارٹی پہاڑ کی طرف بڑھ رہی تھی جب انھیں زبرا کا ایک جھنڈ تیزی سے بھاگتا ہوا اپنی طرف آتا نظر آیا۔

"کوئی ہم سے آگے ان کا شکار کر رہا ہے" ایک آدمی نے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے کوئی شیر ان کے پیچھے ہے" دوسرے نے کہا۔

کچھ دور اور آگے جانے کے بعد انھیں ایک جوان زبرا کا جسم پڑا ہوا نظر آیا۔ بارنی اور باٹسن دونے گھوڑوں سے اتر کر اس کا معائنہ کیا۔ تاکہ یہ معلوم کر سکیں کہ اسے اس کے کس دشمن نے شکار کیا تھا۔ پہلی ہی نظر کے بعد بارنی نے ایک پرانے اور تجربہ کار شکاری کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال ہے" اس نے زبرا کے جسم سے کٹے ہوئے گوشت کے ایک حصے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کسی آدمی کا شکار کیا ہوا ہے" دوسرے نے جواب دیا۔ "اس کے دل کے اوپری حصے میں چھید دیکھ رہے ہو۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کسی نے چاقو سے اسکے گوشت کو کاٹا ہے۔ اس کا جسم ابھی گرم ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ ہی منٹ پہلے اسے شکار کیا گیا تھا۔"

"پھر تو یہ کسی آدمی کا کام نہیں ہو سکتا" ایک نے کہا۔ "کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ہم نے ضرور ہی گولی چلنے کی آواز سنی ہوتی۔ لیکن ٹھہرو گرے اسٹوک آگئے۔ ہمیں ان کا خیال معلوم کرنا چاہئے۔"

مارزن — جو پارٹی سے کوئی سو گز پیچھے ایک بوڑھے آدمی کے ساتھ باتیں کرتا آرہا تھا اب ان کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے" اس نے پوچھا۔

"برادن کا کہنا ہے کہ یہ کسی آدمی کا شکار کیا ہوا معلوم ہوتا ہے" بارنی نے کہا۔

"لیکن ہم میں سے کسی نے بھی گولی چلنے کی آواز نہیں سنی۔"

ٹارزن نے زبرا کو اگلے پیروں سے پکڑا اور دھکا دے کر اسے اس کے دوسرے پہلو پر گرا دیا۔

"وہ جو بھی شے تھی اس کے جسم کو پار کر گئی ہے۔" بانڈو نے اس کے دوسرے پہلو میں شانے کے پاس ایک سوراخ دیکھتے ہی کہا۔ "وہ ضرور ہی گولی رہی ہو گی جس کے چلنے کی آواز ہم میں سے کوئی بھی سننے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔"

"مجھے اس پر یقین نہیں ہے۔" ٹارزن نے کہتے ہوئے زبرا کے آس پاس کی زمین کو دیکھا اور پھر اپنے تربیت یافتہ نتھنوں کو زمین کے نزدیک لے جا کر وہاں کی گھاس اور آس پاس کی زمین کو سونگھنے کی کوشش کرنے لگا۔ جب وہ اٹھ کر سیدھا کھڑا ہوا تو دوسرے اسے استفہامیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

"زبرا کے مرنے کے وقت ایک آدمی یہاں موجود تھا۔" اس نے کہا۔ "اسی نے اس کے جسم سے گوشت کاٹا تھا۔ لیکن چونکہ زخم پر بارود کی ہلکی سی بو بھی موجود نہیں ہے اس لئے اس جانور کی موت بھی بارود سے چلنے والی گولی سے نہیں ہوئی ہے۔ تیر سے اتنا گہرا اور چوڑا زخم نہیں آ سکتا۔ اب صرف ایک دوسرا ہتھیار بھالا رہ جاتا ہے جو اس طرح کا زخم پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن بھالا اس کے جسم کو پار کر گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو پھینکنے والا بہت ہی طاقتور اور یکتا نشانہ باز تھا۔"

"تمہارا خیال ہے ...." براؤن نے کہنا چاہا۔

"میرا کچھ بھی خیال نہیں ہے۔" ٹارزن نے اس کی بات کاٹ دی۔ "سوا اس کے کہ میرے حواس مجھے دھوکا دے رہے ہیں۔ وزیری کے اس ملک میں کوئی بھی برہنہ انسان شکار نہیں کھیلتا پھر رہا ہے۔ چلو۔ ہمیں پہاڑی کی طرف چلنا چاہیے۔

ممکن ہے ہمیں وہ درندہ مل جائے جو میری بھیڑوں کو شکار کیا کرتا ہے۔ اس کی بو سے میں نے محسوس کیا ہے جب ہم اسے شکار کر لیں گے تو وہ کوئی بہت ہی بڑا شیر ثابت ہوگا۔"

پانچواں باب

نگراں

پارٹی جس وقت پہاڑی کے دامن کی طرف بڑھی دو سیاہ آنکھیں جنگل کے ایک محفوظ مقام سے انھیں دیکھ رہی تھیں۔ نو ایک عجیب الجھن میں پھنسا ہوا تھا۔ یہ کس قسم کے آدمی ہیں جو ایسے جانور پر سوار ہیں جن کا تصور بھی نو کے ذہن میں کبھی نہیں آیا تھا۔ شروع شروع میں اس نے ان کے خاکی لباس اور سر کی ہیٹ کو ان کے جسم کا ہی ایک حصہ سمجھا تھا۔ لیکن جب ایک نے اپنی ہیٹ اتاری اور دوسرے نے اپنی قمیض کے بٹن کھولے تب نو کو معلوم ہوا کہ وہ سر اور جسم کو ڈھانکنے کے کام میں آنے والی چیزیں ہیں۔ وہ کیوں اپنے جسم و سر کو اس طرح ڈھانکتے تھے یہ بات

نو کے سمجھ میں نہ آسکی۔

پارٹی جیسے جیسے پہاڑی کے دامن کی طرف بڑھتی گئی نو بھی ان کے ساتھ لگا رہا وہ تمام دن ان کے تعاقب میں لگا رہا جو شیر کی تلاش میں مارے مارے پھرتے رہے تھے اور ناکامیاب رہے تھے۔ پھر جب وہ دو پہر ڈھلنے کے بعد بنگلے کی طرف واپس ہوئے تو اس وقت بھی نو ان کے پیچھے لگا ہوا تھا۔

اپنی زندگی میں اس نے اس عجیب مخلوق سے زیادہ دلچسپی کبھی کسی اور چیز میں نہیں لی تھی۔ پھر جب واپسی میں اس پارٹی نے انٹیلوپ کے ایک جھنڈ کو دیکھا اور ان میں سے ایک نے اپنی سیاہ چھڑی ان کی طرف اٹھائی تو نو نے ایک تیز آواز سنی اور پھر اس کے ساتھ ہی اس نے ایک انٹیلوپ کو ہوا میں اچھل کر زمین پر مردہ ہو کر گرتے ہوئے دیکھا تو دلچسپی کے ساتھ ساتھ ان کے لئے اس کے دل میں قدر بھی پیدا ہو گیا۔ اور ساتھ ایک طرح کی گھبراہٹ بھی، کیونکہ وہ خوفزدہ ہونا تو جانتا ہی نہیں تھا۔

بنگلے سے قریب چوتھائی میل کے فاصلے پر نو ایک جھاڑی کے پاس ٹھہر گیا۔ اس وقت اس کے نتھنوں میں جو بو پہنچی تھی اس نے اسے ہوشیاری سے کام لینے پر مجبور کر دیا تھا۔ بنگلے میں کام کرنے والے سیاہ نوکر، جنگجو وزیری۔ جو اکثر ٹارزن کے پاس آیا کرتے تھے۔ ان کی بو نو کے نتھنوں کو بہت ہی عجیب سی محسوس ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی نو کے نتھنوں تک ایک اور بھی خوشگوار سی بو کبھی کبھی پہنچ جاتی تھی جس سے اس کی رگوں میں خون تیزی سے گردش کرنے لگتا تھا۔

اسے ایک لمحے کے لئے بھی یہ احساس نہیں ہوا کہ اس کے خواس اسے دھوکا دے رہے ہیں۔۔۔۔ اس تمنا کے نتیجے میں، جو کسی کے لئے اس کے دل میں ایک عرصے سے کروٹیں لے رہی تھی۔ اندھیرا ہونے کے بعد وہ بنگلے کے قریب گیا لیکن

اس لئے اس بات کا خاص طور سے خیال رکھا کہ وہ ہوا کے مخالف سمت پر ہی رہے۔

کھلی ہوئی کھڑکی سے وہ اندر روشنی میں لوگوں کو حرکت کرتے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔ لیکن ابھی وہ اتنا نزدیک نہیں گیا تھا کہ ان کے خدوخال کو شناخت کر سکے اس نے دیکھا میز کے پاس، مرد اور عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں جو عجیب قسم کے ہتھیاروں سے ان چیزوں کو اٹھا اٹھا کر کھا رہے ہیں جو ان کے سامنے پتھر کی گول گول سی چیزوں پر رکھی ہوئی تھیں۔

وہ سب ہنس رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے جس کی آواز کھلی ہوئی کھڑکی کے ذریعے غار میں رہنے والے نوجوان کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔ لیکن وہ اس کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔ پھر کھانا ختم کرنے کے بعد وہ سب باہر نکل کر اپنے عجیب سے غار کے دہانے کے پاس سائے میں بیٹھ گئے اور پھر ہنسنے اور باتیں کرنے لگے۔ حالانکہ وہ سب آدمی اس کے لئے ایک عجیب مخلوق تھے لیکن پھر بھی وہ سب قریب قریب اسی قسم کی حرکتیں کر رہے تھے جو نوا اس کے اپنے قبیلے کے لوگ کیا کرتے تھے۔ اس کے دل میں ایک تیز خواہش ابھرنے لگی کہ وہ بھی ان انجانے لوگوں کی پارٹی میں شامل ہو جائے۔

اب نو رینگتا ہوا برآمدے کے بہت نزدیک پہنچ چکا تھا۔ یکایک اس کے نتھنوں میں ایک ایسی بو پہنچی جس نے اسے ایک ایسی لمبی چوڑی کہانی سنا ڈالی جو شاید الفاظوں میں کوئی بھی بیان نہ کر سکتا۔ اس بو نے اس تک یہ پیغام پہنچایا کہ ناطل ابھی ان اجنبی لوگوں کے ساتھ موجود ہے جو اپنے شاندار غار کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود بھی نو کو اپنے حواس کی اطلاع پر یقین نہیں آیا۔

آخر ناطل ان کے درمیان کیا کر رہی ہے۔ آخر اس نے ان اجنبیوں کی زبان اور ان کی طرح رہنے سہنے کا طریقہ کس طرح سیکھا۔ یہ اسے ناممکن نظر آرہا تھا۔ اسی وقت ورانڈے میں ایک شخص نے۔ جو دکٹوریہ کسٹر کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ سگریٹ جلانے کے لئے دیا سلائی جلائی۔ اس سے اس لڑکی کے خدو خال اجاگر ہو گئے۔ اسے دیکھتے ہی غار میں رہنے والا نوجوان حیرت سے اچھل پڑا اور اس کے منہ سے ایک دبی ہوئی چیخ نکل گئی۔

"ناطل!"

"وہ کیا تھا" بارنی نے چونکتے ہوئے کہا "میرا خیال ہے کہ میں نے ادھر گلاب کی جھاڑیوں سے ایک آواز آتے ہوئے سنی ہے"

وہ اس بات کی تصدیق کرنے کے لئے اس طرف جانے کے لئے اٹھا لیکن اس کی بہن نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"مت جاؤ بارنی" وہ پھسپھسائی۔

اس نے گھوم کر استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیوں" اس نے پوچھا "اس میں کوئی خطرے کی بات نہیں ہے۔ کیا تم نے وہ آواز نہیں سنی تھی"

"سنی تھی" وہ آہستہ سے بولی "لیکن بارنی مجھے چھوڑ کر اس وقت نہ جاؤ"

اس نے اپنے ہاتھ پر رکھے ہوئے اپنے بہن کے ہاتھ میں لرزش سی محسوس کی۔ ایک اور آدمی نے انھیں باتیں کرتے ہوئے سنا۔ لیکن وہ یہ سمجھ ہی نہیں سکا کہ ان کی باتوں کا پوشیدہ پہلو کیا ہے۔

"اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے مس کسٹر" اس نے کہا "میں جا کر دیکھتا ہوں۔ مجھے یقین ہے وہ کوئی آوارہ بکر گھسا ہوگا"

وکٹوریہ نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ بات آگے بڑھ رہی ہے اس نے اسے یہیں پر ختم کر دینے کے لئے زور سے ہنسی اور کہا کہ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس کے کانوں میں اب بھی وہ مانوس نام گونج رہا تھا جو اس نے اکثر اپنے خواب کے آدمی کے لب سے نکلتے ہوئے سنا تھا۔

لیکن جب وہ شخص جانے کے لئے تیار ہی ہوگیا اور دوسرے نے اسے رائفل ساتھ لینے کی رائے دی۔ کہ ممکن ہے وہی شیروں کو چھلاوے جانے والا شیر آیا ہو۔ تو وکٹوریہ اس پر احتجاج کرنے کو اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر اس نے محسوس کیا کہ اس کا اس طرح کی بات کہنا کچھ عجیب سا ہوگا اور اس کے لئے اپنے احتجاج کی وجہ بتانا کٹھن ثابت ہوگا تو وہ گھوم کر مکان کے اندر چلی گئی۔

کئی آدمی باغ میں اترے اور قریب نصف گھنٹے تک ادھر ادھر گھومتے رہے لیکن انھیں کوئی بھی ایسا نشان نہیں ملا جس سے ثابت ہو سکتا کہ کوئی درندہ اس جگہ آیا تھا۔ وہ جدھر بھی جاتے تھے ان کے آگے ایک بے آواز چلنے والا آدمی بھی موجود ہوتا تھا۔ اور آخر میں جب وہ پھر واپس آکر برانڈے میں بیٹھے تو ایک بار پھر نو واپس آکر اسی گلاب کی جھاڑی کے پاس چھپ گیا۔ وہ اس وقت تک اس جھاڑی میں بے حرکت بیٹھا رہا جب تک کہ تمام لوگ اٹھ کر اندر جانے کے بعد اپنے اپنے بستروں پر نہیں لیٹ گئے۔

نواب پھر بھوک محسوس کر رہا تھا۔ کسی قسم کے قانون سے واقف نہ ہوتے ہوئے جب اس نے گریسٹوک کی بھیڑوں کی بو محسوس کی تو اس کی بھوک اور بھی تیز ہوگئی۔ کسی پھرتیلے چیتے کی طرح اس نے اس باڑھ کو پار کیا جس کے اندر بھیڑوں کو رکھا گیا تھا۔ اس کے اندر پہنچتے ہی بھیڑوں میں ایک کھلبلی سی پھیل گئی اور وہ باڑے کے دوسری طرف خوفزدہ ہو کر بھاگنے لگیں۔ لیکن نو تو اپنا شکار

کر چکا تھا۔ اس نے خوب شکم سیر ہو کر اپنے شکار کو کھایا اور پھر باڑے کو پھلانگ کر باغ میں اندھیرے بنگلے کے قریب پہنچ گیا۔

دوسری طرف میدان کی طرف سے ہوا کے مخالف سمت سے ایک سایہ بہت ہی ہوشیاری کے ساتھ ان بھیڑوں کی طرف بڑھ رہا تھا جن میں سے ایک کو کچھ دیر پہلے تو اپنا شکار بنا چکا تھا۔ وہ ایک بہت بڑا شیر تھا۔ کبھی کبھی وہ ٹھہر کر اپنے سر کو اوپر اٹھاتے ہوئے نتھنوں کو جنبش دیکر ہوا کو سونگھنے لگتا تھا۔ اس حرکت میں جب اس کے ہونٹ سکڑتے تھے تو اس کے دانت صاف نظر آنے لگتے تھے۔ لیکن اس کے منہ سے کسی قسم کی آواز نہیں نکلتی تھی۔ کیونکہ وہ بوڑھا ہو چکا تھا اور اس میں لومڑی کی سی عقلمندی آگئی تھی۔

کبھی وہ بھی اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح چنگھاڑتا اور گرجتا رہا تھا لیکن آدمی کے ساتھ کے تجربے نے۔ اور ان کی گرجنے والی سیاہ چھڑی نے اس پر یہ بات اچھی طرح واضح کر دی تھی خاموشی سے شکار کرنے والا زیادہ عرصے تک شکار کر سکتا ہے۔

چھٹا باب

لو اور شبیر

وکٹوریہ کسٹر اپنے معمول سے بہت پہلے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی لیکن سونے کے لئے نہیں۔ اس نے لباس تک تبدیل نہیں کیا۔ وہ کمرے میں کھڑکی کے پاس بیٹھی ہوئی باہر فاصلے پر پھیلے اندھیرے جنگل اور اس سے آگے پہاڑیوں کی دھندلی سی لائن پھیلی ہوئی دیکھتی رہی۔

وہ اس کوشش میں مصروف تھی کہ اپنے ذہن سے ان خیالات کو پوری طرح نکال دے جو برسوں سے اس کی پریشانی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ جب سے اس نے

جوانی کے دہلیز پر قدم رکھا تھا اسی وقت سے اسے وہ عجیب خواب نظر آنے لگے تھے،
جواب اس کے لئے روزانہ رات میں پیش آنے والا ایک واقعہ بنتا جارہا تھا۔ شروع
میں اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی تھی ۔ سوائے اس کے کہ یہ کتنی عجیب
بات ہے اسے ایک ہی خواب بار بار نظر آتا ہے۔ لیکن ادھر کچھ دنوں کے خوابوں نے
خواب سے کہیں زیادہ حقیقت کی صورت اختیار کرلی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہونے لگا
تھا جیسے کوئی بہت بڑا حادثہ ظہور میں آنے والا ہے۔ کیونکہ اب دن کے وقت بھی
اس کی آنکھوں کے سامنے اس سیاہ بالوں والے توانا نوجوان کی صورت موجود رہتی
تھی۔ اور آج رات تو یہ بات اپنی حد سے گذر گئی تھی جب اس نے اس جھاڑی کے پاس
سے آتی ہوئی اس کی آواز سنی تھی۔ اسے اس بات کا احساس تھا کہ وہ صرف اس کے
خواب کی ایک مخلوق ہے۔ اور یہی بات اس کی پریشانی کا باعث تھی کہ اس کے ذہن
پر کوئی ایسا بار آگیا ہے جو وہ اسے اس طرح کی تکلیف پہنچا رہا ہے۔
اس نے طے کیا کہ وہ اپنی تمام قوتوں کو بروئے کار لاکر اس ذہنی بوجھ سے ہمیشہ
کے لئے نجات حاصل کرے گی۔ اسے ایسا کرنا ہی چاہئے، ضرور کرنا چاہئے۔ یہ سوچتے
ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور کمرے میں ادھر ادھر ٹہلنے لگی پھر کمرے کی تنہائی سے
گھبرا کر اس نے ایک اسکارف اٹھایا اور شانے پر ڈالتے ہوئے باہر نکل کر باغ میں
پہنچ گئی۔
بنگلے کے کونے والے کمرے میں اس کا بھائی باربی اور کرٹس بیٹھے ہوئے سگریٹ
پی رہے تھے۔ کرٹس اپنی رائفل کو صاف کر رہا تھا جسے آج دن میں اس نے استعمال
کیا تھا۔ ان دونوں میں سے کسی نے اس لڑکی کے ہلکے قدموں کی آواز نہیں سنی اور
وہ کچھ دور جانے کے بعد آڑ میں ہو کر ایسی جگہ پہنچ گئی جہاں تک انکی نظریں نہیں پہنچ
سکتی تھیں۔

دکٹوریہ کرسٹر گلاب کی جھاڑی کے پاس پہنچ کر ٹہلنے لگی جہاں چاند کی روشنی میں ہر شے صاف نظر آرہی تھی۔ اس جگہ ٹہلتے ہوئے وہ کوئی ایک درجن بار اس فیصلے پر پہنچی کہ کل صبح موقع ملتے ہی وہ کرٹس کو اس کے اس سوال کا اثبات میں جواب دیدیگی جو اس نے اس رات پوچھا تھا جب زلزلہ آیا تھا۔ لیکن ہر بار جب وہ اس فیصلے پر پہنچ جاتی تھی وہ کرٹس کا موازنہ اپنے خواب کے توانا نوجوان سے کرنے پر مجبور ہو جاتی تھی۔ اور اس طرح ایک بار پھر اسے نئے سرے سے اپنے کئے ہوئے فیصلے تک پہنچنے کیلئے کوشش کرنی پڑتی تھی۔

اس درمیان بیس بار نونے ارادہ کیا کہ وہ اچھل کر اپنے چھپنے کے مقام سے باہر نکلے اور اسے اپنی باہوں میں لے لے۔ کیونکہ وہ تو اس کے لئے تاکی بیٹی ناطل تھی۔ اور اس کے لئے ایک لاکھ سال نہیں گذرے تھے بلکہ یہ تو اس کے لئے کل کی ہی بات تھی جب اس نے اس کے ساتھ سمندر کے کنارے اپنا کچھ وقت گذارا تھا۔ لیکن ہر بار کوئی شے اس ٹھہر جانے پر مجبور کرتی۔ ایک عجیب طرح کا خوف۔ کہ وہ لڑکی ناطل ہوتے ہوئے بھی ناطل نظر نہیں آرہی تھی۔

وہ عجیب سی شے جس نے اس کے جسم کو ڈھانپ رکھا تھا جیسے ان دونوں کے درمیان دیوار بن گئی تھی۔ گذشتہ بار جب وہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیے ٹہلتی رہی تھی تو اس کے خوبصورت جسم پر چمڑے کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا رہا تھا جس نے اس کے کمر سے نچلے حصے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ پھر ان اجنبیوں کے ساتھ اس طرح گھل مل کر رہنا اور انھیں کی زبان میں گفتگو کرنا بھی ایک ایسی بات تھی جو ناطل کو اس سے دور کرتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ نو بہت ہی غمگین اور اپنے کو تنہا محسوس کر رہا تھا۔ اس جگہ ناطل کی موجودگی اس کی مسرت کا باعث بننے کے بجائے غم کا باعث بن رہی تھی۔ دھیرے دھیرے اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھنے لگی کہ ناطل

اب نو کے بیٹے نو کے لئے نہیں رہ گئی ہے۔ کیوں؟ اس کا اندازہ وہ نہ لگا سکا۔

اب وہ لڑکی اس کے بہت نزدیک تھی اور گھوم کر ان جھاڑیوں کی سمت جا رہی تھی جو وہاں سے بیس گز کے فاصلے پر تھی۔ اور اب اس جھاڑی کے پیچھے وہ بوڑھا شیر اپنی دم لپیٹ کر اور پنجے پھیلا کر چھلانگ لگانے کے لئے تیار بیٹھا تھا۔ اس انتظار کے درمیان اس کے منہ سے ایک ہلکی آواز نکل گئی۔ وہ ہلکی آواز بیسویں صدی کی اس لڑکی کے کند حواس کو محسوس نہیں ہوئی لیکن بیس قدم کے فاصلے پر گلاب کی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے آدمی کو وہ آواز بہت ہی تیز اور خطرے سے بھری ہوئی سنائی دی۔

بجلی کی سی چمک کی طرح۔ کیونکہ اس کی حواس پر اس کے اعضا اتنی ہی تیزی سے کام کرتے تھے۔ غار میں رہنے والا ایک ہی چھلانگ میں اس گلاب کی جھاڑی سے باہر نکلا اور اپنا بھالا اٹھا کر تیزی سے اس بے خبر لڑکی کی طرف دوڑا۔ شیر نے اسے دیکھ لیا اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ کہیں اس کا شکار اس سے چھن نہ جائے وہ جھاڑی سے نکل کر چاند کی روشنی میں آگیا تاکہ دوڑ کر اپنے شکار کو حاصل کر سکے۔

اس درندے کے منہ سے نکلنے والی بھیانک گرج کی آواز نے اس لڑکی کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کو جما دیا۔ اور پھر اسی خوفزدہ حالت میں اس نے ایک برہنہ آدمی کو اپنے پاس سے گزرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے ایک طاقتور ہاتھ کو اٹھتے ہوئے دیکھا جس میں بھالا دبا ہوا تھا۔ وہ بھالا اس نے اس درندے کی سمت پھینکا۔ وہ اتنا ہی دیکھ پائی تھی کہ بیہوش ہو گئی۔

رات کے اس گہرے سناٹے میں جیسے ہی اس خوفناک درندے کے گرجنے کی آواز گونجی باربی اور کرٹس اچھل کر کھڑے ہوئے اور بنگلے کے اس حصے کی طرف دوڑ چلے جدھر سے وہ آواز آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ کرٹس کے ہاتھ میں اس کی وہ رائفل تھی

جسے چند ہی منٹ پہلے اس نے صاف کرکے توڑ دیا تھا۔ وہ جیسے ہی عمارت کے کونے کے پاس پہنچے انھیں کوئی پچاس گز کے فاصلے پر جھاڑیوں کے پاس کوئی سایہ بھاگتا نظر آیا۔ کرٹس نے اپنی رائفل اٹھا کر فائر کر دیا۔

مکان میں رہنے والے سبھی لوگ شیر کے دھاڑنے اور رائفل کی تیز آواز سے بیدار ہو گئے تھے۔ اس لئے بارنی اور کرٹس کو بےہوش پڑی وکٹوریہ کے پاس پہنچے ابھی ایک منٹ بھی نہیں ہوئے تھے کہ درجنوں آدمی ان کے پاس پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔

وکٹوریہ کرسٹر سے کوئی بیس فٹ کے فاصلے ایک شیر کا مردہ جسم پڑا ہوا تھا۔ انھوں نے جلدی جلدی لڑکی کو دیکھا اور یہ دیکھ کر اطمینان محسوس کیا کہ اسے کوئی زخم نہیں آیا ہے۔ بارنی اسے اٹھا کر اس کے کمرے میں لے گیا جبکہ دوسرے اس مردہ درندے کے جسم کا معائنہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اس کی پسلیوں میں ایک بھالا دھنسا ہوا تھا اور جب انھوں نے اسے کھینچ کر نکالا — اس کے لئے چار آدمیوں نے مل کر زور لگایا تھا — تو انھیں معلوم ہوا کہ اس میں پتھر کی نوک لگی ہوئی ہے جو اس درندے کے دل کو پار کر گئی تھی۔

”زبردست کاری!“ براؤن نے گہرے اسٹوک سے کہا۔ ٹارزن نے سر ہلا دیا۔

”ہمیں اسے تلاش کرنا چاہیئے“ اس نے کہا۔ ”اس نے ہمارے لئے ایک بہت بڑا کام انجام دیا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو مس کرسٹر ہمیں زندہ نہ ملتی“

قریب بیس آدمیوں نے ایک گھنٹے تک اس بوڑھے شیر کو ہلاک کرنے والے کی تلاش میں گذارا لیکن وہ انھیں نہ مل سکا۔ اور ملتا بھی کیسے بلکہ وہ ان کے بہت ہی قریب کی ایک جھاڑی میں سر میں آئے ہوئے گولی کے زخم کی وجہ سے بےہوش پڑا ہوا تھا — اور وہ اسے دور دور تلاش کر رہے تھے۔

ساتواں باب

تیمارداری

دوسرے دن صبح سب لوگ ناشتے کے بعد دوالانڈے میں بیٹھے ہوئے اس پتھر کے بھالے کا معائنہ کر رہے تھے۔

"اپنی قسم کا یہ سب سے بڑا ہتھیار ہے جو میری نظر سے گذر رہا ہے۔" اس نے کہا۔ "میں یہ بات تو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اسے زمانہ حال کے کسی بھی افریقی قبیلے نے نہیں بنایا ہے۔ میں نے اس طرح کے کچھ بھالے ضرور برطانیہ کے عجائب گھر میں دیکھے ہیں۔ وہ زمانہ ماقبل کے غار میں رہنے والوں کے ہتھیار ہیں جو کھدائی میں نکلے تھے۔"

ان کے عقب کی کھڑکی میں کھڑی ہوئی لڑکی حیرت سے آنکھیں پھیلائے

اس عجیب ہتھیار کو دیکھ رہی تھی۔ جو یہ ظاہر کر رہا تھا کہ پچھلی رات اس نے بیہوش ہونے سے پہلے جو کچھ دیکھا تھا وہ اس کے دماغ کی پیداوار نہیں تھا بلکہ حقیقت تھا۔ اس نے حقیقت میں اپنے پاس سے ایک برہنہ آدمی کو گزر کر شیر کیطرف اپنا بھالا پھینکتے ہوئے دیکھا تھا۔ ایک آدمی گھوما تو اس کی نظر اس پر پڑ گئی۔

"اوہ مس کسٹر" اس نے کہا "گزشتہ رات کے واقعے کے بعد اب آپ بہتر نظر آ رہی ہیں۔ آپ کو بچانے والا اس بوڑھے شیر کے جسم میں یہ نشانی چھوڑ گیا ہے۔ دیکھئے"

لڑکی اپنے صحیح جذبات کو مسکراہٹ کے پردے میں چھپائے ہوئے کھڑکی سے باہر آئی۔ اس نے نوکیلے نوکا بھالا اپنے ہاتھ میں لیا ہی تھا کہ اس کا دل ایک وحشیانہ فخر و خوشی سے بھر اٹھا اور تیزی سے دھڑکنے لگا۔

"کتنا طاقتور انسان ہوگا جو اس طرح کا ہتھیار استعمال میں لاتا ہے" اس کی آواز سے از حد مسرت کا اظہار ہو رہا تھا۔ بارنی اپنی بہن کو بہت ہی غور سے دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ شیر کے جسم میں پائے جانے والے بھالے کو دیکھ کر اسے وہ تمام باتیں یاد آگئیں تھیں۔ جو وکٹوریہ کسٹر نے اپنے خواب کے آدمی کے بارے میں بتایا تھا۔ اس نے بتایا تھا "وہ ایک بھالا رکھتا ہے جس میں پتھر کی نوک لگا ہوا ہے۔ میں اسے دیکھتے ہی شناخت کر لونگی"

اس وقت سے بارنی اس لئے پریشان رہا تھا کہ کہیں اس کی بہن کے ذہن میں کوئی خلل تو نہیں پیدا ہو رہا ہے۔ اور اب اس بھالے نے اسے اس پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ اپنی بہن کی بات کو مان لے یا پھر یہ سمجھ لے کہ وہ خود ہی پاگل ہو گیا ہے۔ اور اگر وہ اپنے ہوش و حواس میں تھا تو یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک وحشی انسان وکٹوریہ کی تلاش میں گھومتا پھر رہا ہے۔ اب جبکہ اس نے اسے پا لیا ہے کیا وہ اسے حاصل کرنے کی

کوشش نہیں کرے گا۔ اس خیال سے ہی وہ کانپ اٹھا۔ اسے اس حادثے کو روکنے
کے لئے فوراً ہی کچھ کرنا چاہئے۔ وہ لارڈ گرے اسٹوک کو ایک طرف لے گیا۔
"میں وکٹوریہ کے ساتھ فوراً ہی یہاں سے واپس جانا چاہتا ہوں۔" اس نے
کہا۔ "زلزلے کے صدمے اور گزشتہ رات کے واقعے سے وکٹوریہ پر اتنا گہرا اثر پڑا ہے
کہ اگر میں جلد ہی اسے یہاں سے لیکر واپس نہیں چلا جاؤنگا تو وہ بیمار ہو جائے گی۔"
گرے اسٹوک نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ خود بھی یہ محسوس کر رہا
تھا کہ وکٹوریہ کسٹر کا اپنے ملک واپس چلا جانا ہی بہتر ثابت ہوگا۔ اس نے اس بیچ
پیدا ہونے والی ایک قسم کی بے چینی کو دیکھ لیا تھا۔ اس لئے یہ طے ہو گیا کہ وہ کل اس
جگہ سے روانہ ہو جائیں گے۔ اس جگہ کام کرنے والے پچاس سیاہ آدمی بھی واپس ساحل
پر جانے کے لئے بے چین تھے۔ کرٹس اور باٹیز بھی خوشی سے ان کے ساتھ بنراسکا واپس
جانے کو تیار ہو گئے۔
جس وقت بارنی اپنے فیصلے سے وکٹوریہ کو آگاہ کر رہا تھا ایک گھبرایا ہوا سیاہ نوکر
لارڈ گرے اسٹوک کے پاس آیا۔ اس نے بتایا کہ باڑے میں ایک بھیڑ مری ہوئی اسے ملی
ہے جس کی گردن ٹوٹی ہوئی ہے اور چاقو سے اس کے جسم پر کا گوشت کئی جگہ سے کاٹا ہوا
ہے۔ اور اس جگہ کی زمین پر ایک ایسے آدمی کے پیروں کے نشان موجود ہیں جس نے
جوتے یا چپل نہیں پہن رکھے تھے۔"
گرے اسٹوک مسکرایا۔ "پھر وہی نبرا تنگاری۔" اس نے کہا۔ "خیر اس کے لئے
اجازت ہے وہ جتنا چاہے کھا سکتا ہے۔"
ابھی اس نے اپنا جملہ ختم ہی کیا تھا کہ اسے براؤن کی آواز سنائی دی جو اس
جھاڑی کے پاس کچھ دیکھا بھر رہا تھا جہاں گذشتہ رات کو انھیں شیر کا مردہ جسم پڑا
ہوا ملا تھا۔

"ذرا دیکھنا کلیٹن" اس نے کہا " کل رات۔ کے اندھیرے میں ہماری نظر اس پر نہیں پڑ سکی تھی"

درانڈے میں بیٹھے ہوئے سبھی لوگ گرے اسٹوک کے ساتھ اس طرف بڑھے۔ ان کے پیچھے پیچھے دکوریہ کسٹر بھی اس طرح چل رہی تھی جیسے کوئی مقناطیس اسے زبردستی اپنی طرف کھینچے لئے جارہا ہے۔

اس جھاڑی میں ایک جگہ پر ڈھیر سا خشک خون پڑا تھا۔ اور جہاں پر کی زمین جھڑ دن سے کچھ صاف تھی وہاں پر کسی کے ننگے پیروں کے نشان بنے ہوئے تھے۔

"وہ ضرور ہی کرنس کی گولی سے زخمی ہو گیا ہے" اس نے کہا " یہ بات تو کہی نہیں جا سکتی کہ شیر نے اسے مجروح کیا ہو گا کیونکہ بھالے کے جسم میں پیوست ہوتے ہی وہ درندہ مر گیا ہو گا۔ لیکن وہ غائب کہاں ہو گیا ہے"

دکوریہ کسٹر جھاڑی سے کچھ فاصلے پر کی زمین کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے اس چیز کو دیکھ لیا جسے دوسرے نہ دیکھ سکے تھے۔ وہ خون کے قطرے تھے جو تھوڑی تھوڑی دور پر پڑے ہوئے تھے۔ اور جنوب کی سمت واقع پہاڑی کی طرف جاتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ اس کو دیکھتے ہی اس کے دل میں ایک عجیب سی اتھل پتھل پیدا ہو گئی ۔ اس تنہا اور زخمی نوجوان کے لئے۔ جس نے اس کی جان بچائی تھی اور پھر خون ٹپکاتا، لڑکھڑاتا، زخمی حالت میں پھر اس جنگل کی طرف واپس لوٹ گیا تھا جہاں سے وہ آیا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کہیں پر پڑا ہوا اسے بلا رہا ہے اور اسے اس کے پاس ضرور ہی جانا چاہئے۔

اس نے اپنی دریافت کی طرف دوسروں کی توجہ نہیں دلائی اور وہ سب لوٹ کر پھر درانڈے میں واپس آ گئے۔ جہاں بارنی نے پھر کل کی روانگی کے بارے میں بات چیت شروع کر دی۔ لڑکی نے کسی طرح کا اعتراض نہیں کیا۔ بارنی کو یہ

دیکھ کر بہت ہی خوشی محسوس ہوئی کہ جس طرح وہ واپس جانے کے لئے بے چین ہے اسی طرح اس کی بہن بھی ہے۔ حالانکہ اس کو اس بات کا خوف تھا کہ اس کی بہن جانے سے انکار کر دے گی۔

بارنی واپس جانے سے پہلے ایک جنگلی بھینسے کو شکار کرنے کی خواہش رکھتا تھا اس لئے جب صبح کے وقت وزیری لوگ یہ خبر لے کر آئے کہ ان کا ایک جھنڈ شمال کی سمت کچھ میل کے فاصلے پر موجود ہے تو وکٹوریہ نے اسے رائے دی کہ وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ شکار پر جائے۔

"میں سامان سفر سب کچھ درست کر لونگی۔ تمہارے نہ جانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔" اس نے کہا۔

اس لئے وہ چلا گیا اور وکٹوریہ اپنے سامانوں کو ایک جگہ جمع کرنے لگی۔ دوپہر تک گھر میں کافی چہل پہل رہی کیونکہ سبھی اپنے اپنے کام میں معروف رہے تھے۔ لیکن لنچ کے بعد بنگلے میں اس قدر گہرا سناٹا چھا گیا جیسے وہاں کوئی جاندار موجود ہی نہ ہو۔ لیڈی گرے اسٹوک آرام کرنے چلی گئی تھیں اور گھر میں کام کرنے والے نوکر بھی۔

وکٹوریہ کسٹرنے اپنا کام کرتے کرتے ٹھہر کر کھڑکی سے باہر دور یہ جنوب کی سمت پھیلے ہوئے پہاڑی سلسلے کی طرف دیکھا۔ اس کے پہلو میں لارڈ گرے اسٹوک کا ایک شکاری کتا موجود تھا جو اس کے ہاتھ کو چاٹ رہا تھا۔ اس نے پہلے ہی دن سے وکٹوریہ کو پسند کرنا شروع کر دیا تھا اور جب کبھی بھی وہ موقع دیتی تھی وہ اسی کے پاس آکر رہتا تھا۔

پہاڑیوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے دل میں ایک تیز خواہش ابھری۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اسے اس طرف بلا رہا ہے۔ اس نے اپنی پوری طاقت سے اپنے ذہن میں ابھرنے والے اس خیال کو دبا دینا چاہا لیکن وہ اس میں کامیاب

نہ ہو سکی۔

یکایک کتے کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے اس کے ذہن میں ایک خیال ابھرا۔ اس نے اپنا کام جہاں کا تہاں چھوڑ کر اپنی رائفل اور اس کے کارتوس اٹھائے اور کمرے سے نکل کر ورانڈے میں آ گئی۔ اس جگہ اسے ایک مقام پر کئی چمڑے کے تسمے لٹکتے نظر آئے۔ اس نے ان میں سے ایک کو کتے کے پٹے میں پھنسا یا اور بہت ہی ہوشیاری کے ساتھ جھاڑی کے پاس باغ میں اس مقام پر پہنچی جہاں اس نے خشک خون کے قطرے دیکھے تھے۔ اس جگہ اس نے مٹی کے ساتھ ہی اس بھورے قطرے کو اٹھا کر ٹرکوز کے نتھنے سے لگا دیا۔ پھر اس نے اپنی انگلی زمین کی طرف اشارہ کیا جہاں سے خون کے قطرے جنوب کی سمت جاتے تھے۔

"چلو ٹرکوز!" وہ دھیرے سے پھسپھسائی۔

کتے کے نتھنوں میں جیسے ہی نئے خون کی بو پہنچی اس کے گلے سے ایک غراہٹ کی آواز نکلی اور وہ زمین کو سونگھتا ہوا پہاڑیوں کی طرف بڑھنے لگا۔

اس کے پیچھے پیچھے وکٹوریہ چل رہی تھی۔ اس کے شانے سے اس کی رائفل لٹک رہی تھی اور اس کے بائیں ہاتھ میں پتھر کی نوک والا بھالا تھا۔ اس کے اس ساتھی کا جس کی تلاش میں وہ نکلی تھی۔

وہ ایسا کیوں کر رہی تھی اس پر اس نے لمحہ بھر کے لئے بھی توجہ نہیں دی۔ اس کا انجام کیا ہوگا اس کی بھی اسے ذرا فکر نہیں تھی۔ اسے تو اپنے تنہا اور زخمی آدمی کی تلاش میں نکلنا ایک فطرتی بات معلوم ہو رہی تھی۔ اس کی جگہ اس کے پہلو میں تھی۔ اسے اُس کی ضرورت تھی۔ یہ ہی ایک خیال اس کے لئے بہت تھا۔ اس وقت وہ ایک تہذیب یافتہ ملک کی تہذیب یافتہ شہری نہیں رہ گئی تھی۔ اور نہ ہی اسے اس کا احساس تھا۔

میدانی علاقے پر اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا لیکن ٹوکوز اب بھی پہاڑی کی طرف
بڑھتا جا رہا تھا، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ لڑکی بھی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ اب
دور پر گرجنے والے شیروں کی ہلکی آوازیں بھی اس کے کانوں تک پہنچنا شروع ہو گئی تھیں
اس کے ساتھ ساتھ چیتوں کی غراہٹ اور لکڑ بگھوں کی چیخیں بھی ابھرنے لگیں۔
یکایک کہیں قریب سے ہی شیر کی ہلکی غراہٹ سنائی دی جسے سن کر کتے کی گردن
کے تمام بال کھڑے ہو گئے۔ وکٹوریہ نے کتے کے تسمے کو بھالے والے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے
شانے سے اپنی رائفل اتار لی۔ لیکن وہ خوفزدہ نہیں تھی۔ اچانک اینٹیلوپ کا ایک خوفزدہ
جھنڈ اس کے سامنے سے تیزی سے بھاگتا ہوا گزرا۔ پھر ایک تیز گرجدار آواز گونجی وہ
ایک بھاری جسم ہوا میں اچھل کر اس جھنڈ پر گرا۔ خوفزدہ جانور کے منہ سے ایک تیز چیخ کی آواز
نکلی۔ پھر غراہٹ اور ہڈیوں کے چرچرانے کی آواز۔ اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔
وہ لڑکی تھوڑا سا راستہ کاٹ کر۔ تاکہ شیر اور اس کے شکار سے اس کا سامنا
نہ ہو۔ پھر آگے بڑھنے لگی۔ چاند کی روشنی میں شیر نے کتے اور اس لڑکی کو دیکھا
وہ اپنے شکار کے پاس چمکتی ہوئی آنکھیں لئے کھڑا غراتے ہوئے انھیں دھمکی دیتا ہوا
نظر آ رہا تھا۔ وکٹوریہ کتے کا تسمہ کھینچتے ہوئے آگے بڑھ گئی اور درندوں کے شہنشاہ
اپنا شکار تناول کرنے میں مصروف ہو گئے۔
ٹوکوز قریب پندرہ منٹ بعد دوبارہ اپنے تعاقب کرنے والی بو کو پانے میں کامیاب
ہو سکا اور پھر ایک بار آگے بڑھنے لگا۔ پہاڑی کے دامن سے ایک قدیم راستہ اوپر جاتا
ہوا سا تھا جس پر کتا بڑھتا رہا اور آخر میں ایک غار کے اندھیرے دہانے کے پاس
پہنچ کر کھڑا ہو گیا اور دھیرے دھیرے اپنی دم کو ہلانے لگا۔
وکٹوریہ نے کتے کو پیچھے کرتے ہوئے اندر جھانکا۔ اس کی آنکھیں وہاں پھیلے ہوئے
اندھیرے میں کچھ نہ دیکھ سکیں۔ اس وقت یکایک اس کے ذہن میں خیال آیا کہ اس

لے خون کے ان قطروں کو اس آدمی کا خون سمجھ لیا تھا جس کی تلاش میں وہ یہاں آئی تھی۔ لیکن یہ بھی تو ممکن تھا کہ کراس کی گولی سے اس بوڑھے شیر کے ساتھ کی شیرنی زخمی ہوئی رہی ہو۔ اور کتا اسی کی بو کو سونگھتا اس جگہ تک آیا ہو۔

اس نے جھک کر اندر کی طرف کان لگا دیے۔ آخر تھوڑی دیر بعد اسے کسی جسم کے حرکت کرنے کی آواز سنائی دی۔ پھر ایک لمبی اور بھاری سانس کی۔

"تو کیا تم ہو" وہ پھسپھسائی "میں آگئی ہوں"

اسے اس بات پر ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی کہ وہ ایک عجیب زبان بول رہی ہے۔ جس کا ایک لفظ بھی اس نے آجتک زندگی میں نہیں سنا تھا۔ کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ پھر غار کے اندر کی خاموشی سے ایک کمزور آواز جواب میں سنائی دی۔

"ناطل" آواز پھسپھساہٹ سے بھی کچھ ہلکی تھی۔

آواز کو سنتے ہی وہ بہت تیزی سے ہاتھ کو آگے پھیلائے ہوئے غار کے اندر داخل ہوئی اور اس وقت تک ٹٹولتی آگے بڑھتی رہی جبتک سرد و سخت چٹان پر پڑے ہوئے ایک انسانی جسم کے پاس نہیں پہنچ گئی۔ وہ بڑی مشکل سے غراتے ہوئے کتے کو چپ کرانے میں کامیاب ہو سکی۔ ٹرکو نے اس شکار کو تلاش کر لیا تھا جس کے تعاقب میں اسے لگایا گیا تھا۔ اب جبکہ وہ مل گیا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیوں ہلاک کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے۔ لیکن وہ ایک تربیت یافتہ جانور تھا۔ اس لئے آخر میں دکوریہ کے سمجھانے پر وہ غار کے دہانے پر پہرہ داری کرنے کے لئے جا کر بیٹھ گیا۔

دکوریہ فرش پر پڑے ہوئے تو کے جسم کے پاس بیٹھ گئی۔ اس وقت وہ ننا کی بیٹی ناطل تھی جو اپنے چاہنے والے کے پہلو میں بیٹھی تھی۔ اس نے بہت ہی آہستگی سے اپنی سبک انگلیاں اس کی پیشانی پر رکھا۔ وہ تیز بخار کی وجہ سے آگ کی طرح تپ رہی تھی اس نے سر کے پہلو میں آئے زخم کو محسوس کیا اور لرز اٹھی پھر اس نے ... اس کا سر

آہستہ سے اٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا اور جھک کر اس کے گالوں کو چوم لیا۔

لسے یاد آیا کہ پہاڑی سے نیچے جانے والے راستے پر وہاں سے کچھ دوری پر لسے صاف پانی کا ایک تالاب نظر آیا تھا۔ اس نے اپنی شکاری جیکٹ کو اتار کر اسے لپیٹ کر تکیے کی جگہ اپنے بیہوش آدمی کے سر کے نیچے رکھا اور ٹرکوز کو ساتھ لے کر پہاڑی سے نیچے اترنے لگی۔ تالاب کے پاس پہنچ کر اپنی ہیٹ میں اس نے پانی بھرا اور پھر غار میں واپس پہنچ گئی۔ وہ تمام رات اس کے بخار سے تپتے ہوئے سر کو پانی سے تر کرتی رہی۔ اس نے زخم پہلے ہی صاف کر دیا تھا۔ کبھی کبھی وہ دو چار قطرے اس کے جلتے ہوئے ہونٹوں کے درمیان بھی ڈال دیتی تھی۔

آخر بیہوش آدمی نے بے چینی سے کروٹیں لینا بند کر دیا۔ لڑکی نے محسوس کیا کہ وہ قدرتی نیند کی آغوش میں پہنچ گیا ہے اور یہ کہ اس کا بخار بھی کم ہو گیا ہے۔ جب سورج کی پہلی کرن نے غار کے اندر روشنی پھیلائی تو دہانے پر بیٹھے ہوئے ٹرکوز نے پہلو بدل کر اندر دیکھا۔ اسے سیاہ بالوں والا ایک تندرست نوجوان آرام سے سوتا نظر آیا۔ اس کے سر کے نیچے خاکی جیکٹ کا تکیہ تھا۔ اس کے پہلو میں وکٹوریہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے بال کھل کر اس کے اپنے شانے اور اس نوجوان کے سینے پر بکھرے ہوئے تھے — جہاں تکان کی وجہ سے وہ خود سر رکھ کر سو گئی تھی۔ ٹرکوز نے ایک لمبی جمائی لی اور پھر سر کو زمین پر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔

آٹھواں باب

قدس

کچھ دیر بعد وہ بیدار ہوئی۔ پہلے تو اسے اس پر یقین ہی نہیں آیا کہ وہ جو کچھ دیکھ رہی ہے وہ حقیقت ہے۔ اس نے سوچا کہ یہ بھی اس کے خوابوں میں سے ایک خواب ہے۔ اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر بہت ہی آہستہ سے سونے والے کی پیشانی کو مس کیا۔ وہ روز روشن کی طرح حقیقت تھا۔ اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ اب بخار نہیں رہ گیا ہے۔ وہ کچھ دیر تک خاموش بیٹھی اپنے اس نئے اور عجیب ماحول سے اپنے کو مانوس کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی دو ہستی ہے۔ ایک امریکن لڑکی وکٹوریہ کسٹر اور دوسری ناطل کی۔ لیکن ناطل کون تھی اور کہاں کی رہنے والی تھی اس کا اسے ذرا بھی احساس نہیں تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ نوکی محبوبہ رہی تھی اور یہ کی جواب مین وہ بھی اس سے محبت کرتی تھی۔

اسے اس پر ذرا بھی حیرت نہیں تھی کہ اس نے اپنی آرام کی زندگی کو چھوڑ دیا ہے، جہاں پھر واپس جانے کا اس کا قطعی ارادہ نہیں تھا۔ لیکن وہ بیسویں صدی کی لڑکی تھی اور اسے اس کا احساس تھا کہ اس نے جو قدم اٹھایا ہے اس سے اس کے تمام موجودہ رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ پھر بھی وہ بہت خوش تھی۔ اس نے آہستہ سے جھک کر سونے والے کے لبوں کا بوسہ لیا اور باہر نکل گئی۔ پھر وہ ٹرکوز کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے جھیل کی طرف بڑھنے لگی کیونکہ اسے پیاس محسوس ہو رہی تھی۔

نہ تو لڑکی نے اور نہ ہی کتے نے اس سفید لبادے والے آدمی کو دیکھا جو انھیں دیکھتے ہی فوراً ایک چٹان کی عقب میں چھپ گیا تھا۔ اور نہ ہی انھوں نے اسے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کرتے دیکھا جو اس سے کچھ دور پر تھا اور اسی کی طرف آ رہے تھے۔

وکٹوریہ کسٹر اپنی ہیٹ میں پانی بھرنے کے لئے جھکی۔ سب سے پہلے اس نے اپنی پیاس بجھائی۔ پھر دوبارہ پانی بھرنے کے لئے جھکی ہی تھی کہ ٹرکوز کے منہ سے نکلنے والی ایک غراہٹ کو سنکر اس نے چونکتے ہوئے اپنا سر اٹھایا۔ اس نے دیکھا کہ اس سے دس قدم کے فاصلے پر سفید عبا والے دس عرب موجود ہیں جن کے عقب میں قریب پچاس سیاہ آدمی بھی کھڑے ہیں۔ وہ سب مسلح تھے اور ان کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ان کا ارادہ نیک نہیں ہے۔ ایک عرب نے اسے اپنی بندوق سے نشانے پر لے رکھا تھا۔

پھر اس نے کچھ کہا جو وہ قطعی نہ سمجھ سکی۔ ویسے اس نے یہ اندازہ کر لیا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ اس کے لئے کوئی اچھی بات ثابت نہ ہوگی۔ حقیقت میں وہ اسے دھمکی دے رہا تھا کہ وہ اپنی اس رائفل کو اٹھانے کی کوشش نہ کرے جو اس کے قدموں کے پاس پڑی ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس نے اپنے پیچھے والوں سے کچھ کہا جس کے نتیجے میں دو آدمی آگے بڑھنے لگے۔ وہ اب بھی اپنی بندوق اٹھائے کھڑا رہا۔

وہ جب بہت ہی قریب آ گئے، تو وکٹوریہ نے ٹرکوز کے منہ سے ایک خطرناک غراہٹ

کی آواز نکلتے ہوئے سنی اور پھر اس نے سب سے نزدیکی عرب پر چھلانگ لگا دی۔
اس عرب نے اپنی بندوق کو لاٹھی کی طرح گھمایا جو ٹرکوز کے سر پر پڑی اور وہ وفادار
جانور ایک خاموش ڈھیر کی صورت میں اس کے قدموں کے پاس گر پڑا۔ پھر دونوں
نے لپک کر وکٹوریہ کی رائفل اٹھالی۔ دوسرے لمحے وہ بے دردی سے وکٹوریہ کو گھسیٹتے
ہوئے گروہ کے سردار کی طرف لے جا رہے تھے۔

ایک سیاہ آدمی کے ذریعے ـــ جو مغربی ساحل پر رہنے والا ایک نیگرو تھا اور
اسی لئے کچھ ٹوٹی پھوٹی انگریزی جانتا تھا ـــ سردار نے لڑکی سے سوال اور جواب
کیا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ لارڈ گرے اسٹوک کی ایک مہمان ہے۔ یہ سن کر اس عرب کے
چہرے پر خطرناک مسکراہٹ آگئی۔ اسے یاد آگیا تھا کہ اس انگریز اور اس کے وزیری
آدمیوں سے دوسرے عرب غلاموں کی تجارت کرنے والوں کو کسقدر نقصان پہنچایا تھا۔
یہ انتقام لینے کا ایک اچھا موقع تھا اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ وہ اسے
اپنے ساتھ لائیں کیونکہ دشمن کے اس مقام پر رہنا خطرے سے خالی نہیں تھا جہاں
وہ اتفاقیہ طور پر راستہ بھول جانے کی وجہ سے قریب ایک مہینے تک ادھر اُدھر بھٹکنے
کے بعد پہنچ گئے تھے۔

وکٹوریہ نے ان سے دریافت کیا کہ وہ اس کے ساتھ کس قسم کا سلوک کرنے
کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے جواب میں اسے صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ وہ سے
شمال کی سمت لے جائیں گے۔ اس نے ان سے کہا کہ اگر وہ اسے اس کے دوستوں
کے پاس واپس جانے کی اجازت دیدیں تو وہ انھیں اس کے بدلے میں ایک بڑی
رقم دینے کو تیار ہو سکتی ہے۔ اس عرب نے قہقہہ لگایا۔

" فولاد کے سلطان کے دربار سے تمہارے بدلے ہمیں ایک اچھی قیمت مل جائے
گی" اس نے کہا۔" اس کے ساتھ ہی اس انگریز سے انتقام لینے کی تھوڑی سی ہمیں

خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔"

اور اس طرح ڈکوڈریہ ان کی قید میں ایک ایسے راستے کی طرف چلی گئی جسے صرف اس کو قید کرنے والے ہی جانتے تھے۔

جب نو کے بیٹے لو نے اس نیند سے آنکھ کھولی جس نے اس میں ایک نئی تازگی پیدا کر دی تھی اس نے امید بھری نظروں سے چاروں طرف اس چہرے کو دیکھنے کیلئے دیکھا جسے وہ دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن غار میں اس کے علاوہ اور کوئی بھی موجود نہیں تھا اس کے منہ سے مایوسی میں ایک سرد آہ نکل گئی۔ کیونکہ اس نے یہی سمجھا کہ ناطل صرف خواب میں ہی اس کے پاس آئی تھی۔

لیکن وہ خواب حقیقت سے کسقدر قریب تھا۔ وہ اب بھی اس کی سرد انگلیوں کا لمس اپنی پیشانی پر محسوس کر رہا تھا۔ اور اس کی سبک انگلیاں بالوں میں کنگھی کرتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ اس کے ہونٹوں پر اس کے بوسے کی گرمی موجود تھی اور اسے اس جگہ اس کی موجودگی کی تیز بو کا بھی احساس ہو رہا تھا۔ اس مایوسی کی وجہ سے ایک بار پھر اس پر بخار کا غلبہ ہو گیا اور نیم بیہوشی کی حالت میں وہ اس آدمی کو نہ دیکھ سکا جو خاکی لباس پہنے ہوا تھا اور بہت ہی ہوشیاری کے ساتھ غار کے اندر قدم بڑھا رہا تھا۔

وہ بارنی کسٹر تھا اور اس کے عقب میں کرٹس، باٹزوا اور چھ دوسرے سیاہ آدمی تھے جو ڈکوڈریہ کو تلاش کرنے نکلے تھے۔ انھیں جھیل کے کنارے نیم مردہ سا پڑا ہوا ٹرکوز

نظر آیا تھا اور اسی جگہ انھیں وکٹوریہ کسٹر کی ہیٹ بھی پڑی ہوئی ملی تھی۔ اسی جگہ سے انھیں ایک راستہ غار کی طرف جاتا ہوا نظر آیا تھا۔

جب بارنی نے یہ دیکھا کہ غار کے اندر پڑے ہوئے جسم میں حرکت نہیں ہو رہی ہے تو اس کے ذہن میں خوف کی ایک تیز لہر دوڑ گئی۔ غار کے اندر پھیلے ہوئے اندھیرے میں وہ اسے شناخت نہیں کر پا رہا تھا اس لئے وہ یہی سمجھا کہ وہ اسکی بہن کا مردہ جسم ہے۔ لیکن پھر جب دھیرے دھیرے اس کی آنکھیں وہاں کے اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ یہ دیکھ کر اسے پہلے تو ایک طرح کا اطمینان محسوس ہوا۔ پھر وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کاش وہ جسم وکٹوریہ کا ہوتا ۔ کیونکہ وحشی افریقہ کے وحشی آدمی عورتوں کے ساتھ موت سے بھی بری طرح پیش آتے تھے۔

دوسرے اس کے گرد آ کر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے خشک ٹہنیوں سے ایک مشعل بنا کر جلائی جس سے غار کے اندر کا اندھیرا چند ثانیے کے لئے دور ہو گیا۔ اس چند سکنڈ کی روشنی میں انھوں نے دیکھا کہ غار کے اندر وہی تنہا شخص پڑا ہے جو بخار کی بیہوشی میں ہے۔ اس کے پہلو میں وہ پتھر کا بھالا پڑا تھا جس سے اس نے بوڑھے شیر کو شکار کیا تھا۔ اسے سب نے ہی شناخت کر لیا۔ آخر وہ اس تک کس طرح پہنچا۔

"زبرا شکاری تھا!" براؤن نے کہا "اس کے سر کے نیچے کیا ہے۔ کوئی خاکی کوٹ معلوم ہوتا ہے۔"

بارنی نے اسے اٹھا کر دیکھا۔

"یا خدا!" کرٹس نے کہا "یہ تو وکٹوریہ کا ہی ہے!"

"یہ ضرور وہی اس جگہ ہمارے شکار پہ جانے کے بعد پہنچا ہوگا۔ جہاں سے اس نے اپنا بھالا حاصل کیا اور تمہاری بہن کو بھی اٹھا لایا تھا" براؤن نے کہا۔

کرشن نے اپنا پستول نکال لیا اور دو سروں کے درمیان سے بے ہوش نو کی طرف بڑھا۔

"دیکھئے!" وہ غرایا۔ "تم ہٹ جاؤ باری۔ اس کے لئے میرے چیمبر کی چھ گولیاں ہیں"۔

"نہیں" باری نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"کیوں" کرشن نے کہتے ہوئے باری کسٹر کو راستے سے ہٹا کر آگے بڑھنا چاہا۔

"اس لئے کہ مجھے اس کا یقین نہیں ہے کہ اس نے وکٹوریہ کو کسی طرح کا نقصان پہنچایا ہوگا" باری نے جواب دیا "اس لئے جب تک ہمیں کسی بات کا یقین نہ ہو جائے انتظار کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ میں ایک بے ہوش آدمی کو اس طرح ہلاک کیا جانا کبھی دیکھنے کو تیار نہیں ہو سکتا!"

"لیکن یہ ایک پاگل درندے کے علاوہ کچھ نہیں ہے!" کرشن نے زور دے کر کہا۔ "اس نے جو کچھ کیا ہے اسے اس کا مزہ چکھنا ہی چاہئے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تم کیوں اس آدمی کو بچانے کی کوشش کر رہے ہو جس نے تمہاری بہن کو ہلاک کیا ہے خدا ہی بہتر جانتا ہے اس نے اسے ہلاک کرنے سے پہلے اور کون سے جرم کئے ہیں!"

"بے وقوفی نہ کرو کرشن" باری نے تیز لہجے میں کہا "ہمیں یہ تک نہیں معلوم کہ وکٹوریہ مرچکی ہے یا زندہ ہے۔ اس کی حالت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کافی دیر سے بخار کی بے ہوشی میں مبتلا ہے۔ اس کے سر میں زخم ہے جو شائد تمہاری اس گولی کا ہو جو تم نے گذشتہ رات چلائی تھی۔ اگر یہ ہوش میں آجائے تو ممکن ہے کہ وکٹوریہ کے غائب ہونے کی بات پر کچھ روشنی ڈال سکے۔ اگر یہ ظاہر ہوا کہ اس نے اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی کی ہے تو میں اس سے سمجھونگا — تم نہیں۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں اس آدمی نے میری بہن کا ایک بال بھی بیکا نہ کیا ہوگا!"

"آخر تم اس کے بارے میں کیا جانتے ہو؟" کرٹس نے پوچھا۔

"میں نے اسے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا" بارنی نے جواب دیا "میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ....... لیکن خیر اسکو بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں کیا جانتا ہوں۔ میں صرف اتنا واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اسے بارنی کسٹر کے علاوہ اور کوئی ہلاک نہیں کر سکے گا"

"کسٹر ٹھیک ہی کہہ رہا ہے" براؤن نے دخل دیا "اس شخص کو ہلاک کرنا قتل عمد کا جرم ہوگا۔ اور کرٹس تم نے یہ نتیجہ نکالنے میں بہت جلدی کی ہے کہ مس کسٹر مرچکی ہے۔ اگر ہم اسے ہلاک کرنے کی اجازت تمھیں دیدیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ ہم اس آخری امید کی کڑی کو بھی توڑ دیں جو ہمیں اس کا پتہ لگانے میں مدد دے سکتی ہے"

وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ٹرکوز لڑکھڑاتا ہوا دھیرے دھیرے ان کے پاس آیا۔ وہ اس عرب کی پہنچائی جانے والی چوٹ سے مرا نہیں تھا اور اس کے سر پر ڈھیرے پانی چھوڑنے نے اس کو جلدی ہوش میں آنے میں مدد دی تھی۔ وہ اس غار میں رہنے والے آدمی کے چاروں طرف اس طرح گھومتے ہوئے چکر لگانے لگا جیسے وکٹوریہ کو تلاش کر رہا ہے۔ سب اسے خاموشی سے دیکھتے رہے۔

"اگر اس آدمی نے اسے ہلاک کیا ہوتا" براؤن نے خاموشی توڑی "تو کیا تم سمجھتے ہو یہ انتقام لینے کو تیار نظر نہ آتا۔ اگر اسی نے تمھاری بہن کو ہلاک کیا ہے تو ہم میں سے کسی کو بھی ہاتھ ہلانے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔ یہ وولف ہاؤنڈ خود ہی سمجھ لے گا"

"دیکھئے، ٹرکوز کیا کرتا ہے" بارنی نے کہا۔

کتے نے پہلے غار کے ایک ایک کونے کو سونگھا اور پھر وہاں موجود سب ہی لوگوں میں سے ایک ایک کے پاس جاکر انھیں سونگھا پھر آخر میں وہ بےہوش نوکے پاس گیا اور اس کے گالوں کو چاٹنے کے بعد اس کے پہلو میں بیٹھ کر اس کے سینے پر

اپنا سر اس طرح رکھ دیا جیسے اس سے اس کی بہت پرانی جان پہچان ہے۔ اسی طرح بیٹھے بیٹھے وہ وہاں کھڑے لوگوں کی طرف دیکھنے لگا۔

"اوہ" براؤن نے جھک کر اس کے سر کو تھپتھپایا۔

کتا اس کے پیروں کو چاٹنے لگا۔ لیکن جب کرٹس نے اس کے پاس پہنچنے کی کوشش کی تو وہ اس کے اور لوکے درمیان کھڑا ہو کر غرانے لگا۔

"تم اس سے دور ہی رہو کرٹس" بارنی نے اسے آگاہ کیا "اس کے پسند اور ناپسند کے طریقے عجیب ہیں۔ اور جب اسے غصہ آجاتا ہے تو اسے سنبھالنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ یہ ایک دو مولی بھالے باز کو ہلاک کر چکا ہے جس نے گزشتہ سال شمالی علاقے میں گرے اسٹوک کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ اب ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ دوسروں کے بارے میں اس کا کیا خیال ہے" ٹرکوز نے ایک ایک کر کے سب کو لو کے پاس آنے کی اجازت دی سوائے کرٹس کے۔ جسے دیکھ کر اس کی درندگی بیدار ہو جاتی تھی۔

پھر جس وقت وہ آگے کے بارے میں پلان بنا رہے تھے لونے ہوش میں آتے ہوئے آنکھیں کھولدیں۔ اپنے گرد اجنبیوں کو دیکھ کر وہ پھرتی سے اٹھ کر بیٹھا اور اپنے ہاتھ کو بھالے کی طرف بڑھایا۔ لیکن بارنی نے اس کا اندازہ پہلے ہی سے لگا لیا تھا۔ اس لئے اس نے بھالے کے ساتھ ساتھ اس کا پتھر کا چاقو اور کلہاڑا بھی اس کے پاس سے ہٹا دیا تھا۔

غار میں رہنے والا انسان جیسے ہی بیٹھنے کی پوزیشن میں آیا بارنی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"ہم تمھیں کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچائیں گے" اس نے کہا "اگر تم ہمیں یہ بتا دو کہ میری بہن کے ساتھ کیا گذرا ہے" پھر اس نے اس کے کان کے قریب اپنے منہ کو لے جاتے ہوئے آہستہ سے کہا "ناطل کہاں ہے"

تو صرف ایک لفظ ناطل سمجھا۔ لیکن اس کا دوستانہ لہجہ اور شانے پر رکھے ہوئے ہاتھ سے اس نے یہ اندازہ لگا لیا کہ وہ آدمی اس کا دشمن نہیں ہے۔ اس نے نفی میں اپنا سر ہلا دیا۔

"تو اس اجنبی زبان سے واقف نہیں ہے" اس نے اپنی زبان میں کہا۔ اور پھر اس نے بھی وہی سوال بارنی سے پوچھا "ناطل کہاں ہے" لیکن بارنی بھی صرف ایک لفظ ناطل ہی سمجھ سکا۔ اس سے اس پر ایک بات یہ بھی ظاہر ہو گئی کہ یہی اسکی بہن کے خوابوں کا آدمی ہے۔

جب یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ وہ آدمی اُن لوگوں کی کہی بات کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھ سکتا اور یہ کہ وہ اس قابل نہیں ہے کہ اپنے پیروں سے چل سکے تو یہ طے کیا گیا ہے کہ اسے مقامی لوگوں کے ساتھ بنگلے کی طرف بھیج دیا جائے اور دوسرے لوگ وکٹوریہ کی تلاش جاری رکھیں۔

مقامی سیاہ لوگ اسے اٹھا کر غار سے باہر لائے جہاں دو بھالوں سے جو وزیری شکاریوں کے تھے۔ اور زین کے ایک کمبل سے اسٹریچر بنایا گیا اور اسے اس پر لٹا دیا گیا۔

بارنی نے سوچا کہ یہ آدمی اسکی بہن کی کھوج میں ایک اہم چیز ثابت ہو سکتا ہے۔ اور اس ڈر سے کہ کہیں وہ فرار نہ ہو جائے اس نے مناسب یہی سمجھا کہ وہ بھی اسکے ساتھ واپس ہو جائے۔ اسے یقین تھا کہ جس طرح اسکی موجودگی میں اسکی بہن کو تلاش کیا جائے گا اسیطرح اسکی غیر حاضری میں بھی تلاش جاری رکھی جائے گی۔ اس درمیان ممکن ہے کوشش کر کے وہ وہ کوئی ایسا راستہ تلاش کرے جس سے وہ لوئے باتیں کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

اسلئے وہ لوئیسا تھ ہی بنگلے کیطرف واپس ہوا۔ چار نیم برہنہ سیاہ آدمیوں نے اسٹریچر اٹھا رکھا تھا۔ اسکے ایک پہلو میں ترکوز چل رہا تھا اور دوسرے پہلو پر بارنی۔ ساتھ میں چار وزیری جنگجو اور تھے۔

نواں باب

فرار

کمزور اور بیمار سا نو اس سے لاپرواہ تھا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اگر اسے دشمنوں نے گرفتار کیا ہے تو وہ جانتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ موت یا غلامی۔ کیونکہ ان آدمیوں کا جنھیں وہ جانتا تھا۔ یہی چلن تھا۔ اگر غلامی ملتی تھی تو اس میں فرار ہونے کے مواقع تھے اور اگر موت ملتی تھی تو پھر اسے ایک اجنبی دنیا کی تکلیفوں سے نجات مل جائے گی۔ جہاں کے آدمی اس کے اپنے آدمیوں سے اور اس کی بے مثال ناطل سے مختلف تھے۔ جسے اس نے کچھ دیر پہلے خواب میں دیکھا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اس عجیب طرح کی چیزیں پہننے والے کو ناطل کے بارے

میں کیا معلوم ہے۔ اس آدمی نے یقینی طور پر اس کا نام لیا تھا۔ کیا ایسا تو نہیں کہ وہ
بھی ان اجنبی آدمیوں کی قیدی رہی ہو۔ اس نے اسے اپنی آنکھوں سے اس عجیب غار
کے سامنے باغ میں اس جھاڑی کے پاس ٹہلتے دیکھا تھا۔ جہاں اس نے زورو کو ہلاک
کیا تھا۔ وہ خواب نہیں تھا۔ اسکا اسے پوری طرح یقین تھا۔ اسلئے وہ ضرور ہی ان لوگوں
کی قیدی ہوگی۔

شیر کی یاد آتے ہی اسکے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔ وہ درندہ واقعی خطرناک
تھا لیکن ڈوڈو ۔۔۔ ڈوڈو کے منہ سے نکلنے والی ایک ہلکی غراہٹ کو سن کر ہی وہ دور کسی ایسی
جگہ بھاگ کر پہنچ گیا ہوتا جہاں ڈوڈو اپنے بھاری بھرکم جسم کی وجہ سے نہ پہنچ سکتا۔ یہ ایک
عجیب دنیا تھی جس میں لو اپنے کو پا رہا تھا۔ اسے یہ ملک اجاڑ سا نظر آرہا تھا۔ جبکہ وہ
ٹراپیکل افریقہ کے درمیان میں تھا۔ یہاں کے جانور اسے چھوٹے اور خوبصورت نظر
آرہے تھے۔ جبکہ وہ شیر جسے اس نے شکار کیا تھا براؤن اور گرے اسٹوک کی نظر
میں اتنا بڑا شیر تھا جو کبھی ان کی نظر سے نہیں گذرا تھا۔

اس کے دل میں تیز خواہش ابھری کہ وہ اپنے ملک میں پہنچ جائے جہاں اسکے
جانے پہچانے طاقتور درندے۔ اسکے بڑے بڑے درخت و جھاڑیاں، اسکی گرمی سب کچھ
موجود ہوں۔

وہ ایک ہفتے تک لو کی تیمار داری گرے اسٹوک کے بنگلے پر کرتے رہے۔ کبھی کبھی
ایسا وقت بھی آجاتا تھا جب وہ اسکی زندگی سے مایوس ہو جاتے تھے کیونکہ سر میں آئے
زخم نے خطرناک صورت اختیار کرلی تھی لیکن آخر کار وہ اچھا ہونا شروع ہوا تو بہت
تیزی سے زخم بھرنے لگا۔

کئی تلاش کرنے والی پارٹیاں ایک ایک کرکے واپس آگئیں۔ کسی کو بھی اس کا
سراغ نہیں لگ سکا کہ ڈکٹر یہ کسٹر کہاں ہے۔ پارٹی جانتا تھا کہ جو کچھ ہو سکتا ہے وہی

اس کے دوست کر رہے ہیں۔ لیکن اسکے ساتھ ہی وہ اس یقین پر بھی پوری طرح جما ہوا
تھا کہ اس کی بہن کی گمشدگی کا حل اس نوجوان سے جڑا ہوا ہے جو اس کے کمرے کے
ایک بستر پر پڑا ہوا ہے۔ بارنی کی خواہش پر نو کو اسی کے کمرے میں رکھا گیا تھا۔ کرٹس
کو دوسرا کمرہ دیدیا گیا تھا۔ بارنی دن رات اپنے کمرے کے مریض کے پاس موجود رہتا۔
ایسا کرنے کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ وہ نہیں چاہتا کہ وہ آدمی فرار ہونے میں
کامیاب ہو جائے۔ اسکی یہ خواہش کہ اس اجنبی سے باتیں کرنے کا کوئی راستہ نکالے اب
کچھ کچھ پوری ہوتی نظر آرہی تھی۔ کیونکہ اب نو اپنی معمولی ضروریات کو انگریزی میں بتانے
لگا تھا۔ اور پھر جس شوق سے وہ اس بات کو سیکھتا تھا جسے بارنی اسے بتاتا تھا۔ اسے
دیکھتے ہوئے امریکن کو یقین ہو گیا کہ جلد ہی وہ اپنے مطلب کی بات اس سے کر سکے گا۔
کرٹس اب بھی اس اجنبی کو مشتبہ اور کینہ توز نظروں سے دیکھتا۔ اسے اس بات کا
یقین تھا کہ اس آدمی نے ڈکٹوریہ کسٹر کو ہلاک کر دیا ہے۔ اسی لئے جب اسکی اس بات پر
کسی نے توجہ نہیں دی۔ کہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیکر اسے سزائے موت دیدی جائے۔
تو اس نے اس بات پر زور دینا شروع کر دیا کہ اسے کسی ایسے نزدیکی مقام پر پہنچا کر
قانون کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ اس کے ساتھ انصاف کر سکے۔

دوسری طرف بارنی اپنے اس فیصلے پر جما ہوا تھا کہ انھیں اس وقت تک انتظار
کرنا چاہیئے جب تک کہ وہ اچھی طرح انگریزی بولنے نہ لگے۔ تاکہ وہ اس سے باتیں کرنے کے
بعد کسی نتیجے پر پہنچ سکیں اور اسی کے مطابق عمل کریں۔ وہ اس بات کو فراموش نہیں کر سکتا تھا
کہ اس نوجوان اور اس کی بہن کے درمیان ایک انجانا سا نہ ٹوٹنے والا رشتہ قائم تھا۔
وہ اس بات کو بھی نہیں بھول سکا تھا کہ اسی نوجوان نے ایک بار شیر کو شکار کر کے اس کی
بہن کی جان بچائی تھی۔

بارنی نے ایک لڑکی سے محبت کی تھی اور اس میں اس لئے ۔۔لا کامیاب رہا تھا کہ

وہ اسکی پہنچ سے بہت آگے کی رہی تھی۔ اسی لئے اسکی ہمدردیاں اس نوجوان کے ساتھ
تھیں جسکے بارے میں اسے یقین تھا کہ وہ اس کی بہن سے محبت کرتا ہے۔ وکٹوریہ کے
خواب خواہ کتنے ہی بے معنی رہے ہوں لیکن اب بارنی یہ یقین کرنے پر مجبور ہو رہا تھا کہ وکٹوریہ
یا اس نے اس بارے میں جو کچھ بھی سوچا تھا۔ بات اس سے بھی آگے کی کچھ اور تھی۔ اور
اب وکٹوریہ کیخاطر وہ اپنا فرض سمجھ رہا تھا کہ اسکے خواب کے آدمی کی پوری طرح دیکھ بھال کرے۔

بارنی نے سب سے پہلے جو بات اس نوجوان کے ذہن میں بٹھانی چاہی وہ یہ تھی کہ
وہ اپنے کو اس جگہ قیدی سمجھے۔ اور اگر وہ اسکے سوتے میں رات کے وقت فرار ہونے کی کوشش
کرے گا تو گرے اسٹوک اپنے کتے ٹرکوز کو اسکی نگرانی پر مقرر کر دے گا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا
تو کے ذہن میں فرار ہونے کی بات ہی نہیں ہے۔ اسکی ایک ہی سب سے بڑی خواہش تھی کہ
وہ اپنے قید کرنے والے کی زبان کو اچھی طرح سیکھ لے۔ دو ہفتے بعد۔ جبکہ وہ بستر پر سے اٹھنے
کے قابل ہو گیا۔ اس نے اپنا زیادہ وقت انگریزی سیکھنے میں صرف کرنا شروع کر دیا۔ اسے باہر
نکل کر گھومنے کی آزادی تھی لیکن اسکے ہتھیار۔ گرے اسٹوک کی اسٹڈی میں محفوظ تھے ویسے
وہ جب کبھی بھی بنگلے سے باہر نکلتا تھا بارنی یا کوئی دوسرا آدمی اسکے ساتھ ضرور رہتا تھا۔

تو نا ملی کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ اپنے غار کی طرف ضرور واپس آئیگی جسے
اس کے نئے ساتھی بنگلے کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ بارنی انتظار کر رہا تھا کہ وہ اسکی بہن کا ذکر
شروع کرے۔ ایکدن کرٹس کی اس سے ملاقات اس وقت ہو گئی جبکہ وہ ورانڈے میں بیٹھا
ہوا تھا۔ اسکے قدموں کے پاس ٹرکوز بیٹھا تھا۔ تو ایک خاکی لباس پہنے ہوئے تھا جو گرے اسٹوک
کا تھا۔ یہ کپڑا اس جگہ سب سے بڑا تھا پھر بھی اسکے جسم کیلئے چھوٹا ثابت ہوا تھا۔ کرٹس جیسے
ہی اسکے پاس پہنچا کتے نے اپنی نظریں اپنے سر کو اس جگہ سے ہٹائے بغیر جہاں وہ رکھا تھا۔
اسکی طرف اٹھائیں اور دھیرے سے غرایا۔ تو نے اپنا پیر۔ جس میں اس نے بوٹ پہن رکھے تھے
۔ آگے بڑھا کر اسکی گردن پر رکھ دیا تاکہ وہ سر نہ اٹھا سکے۔

کتے کی اس غراہٹ پر کرش کو طیش آگیا۔ وہ اس جانور سے اسی طرح نفرت کرتا تھا جسطرح کہ نوبے یکوں، اسکی وجہ اسے نہیں معلوم تھی۔ وہ اس غار میں رہنے والے نوجوان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"میں تم سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں" اس نے سرد لہجے میں کہا "میں کافی عرصے سے یہ سوال پوچھنے کیلئے انتظار کر رہا ہوں لیکن ہر وقت کوئی نہ کوئی تمہارے ساتھ لگا ہی رہتا ہے۔"

نوبے نے اپنا سر ہلایا "نوبے تم کیا پوچھنا چاہتے ہو" اس نے پوچھا۔

"مجھے بتاؤ کہ مس کسٹر کہاں ہے" کرش نے سوال کیا۔

"مس کسٹر۔ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔ میں نے کبھی مس کسٹر کے بارے میں نہیں سنا"

"تم جھوٹ بولتے ہو" کرش آپے سے باہر ہو کر چیخا "میں ان باتوں کو نہیں مانتا جو دوسرے لوگ کہتے رہیں"

"تم جھوٹ بولتے ہو" وہ آپے سے باہر ہوتے ہوئے چیخا "اس کی جیکٹ اس غار میں تمہارے سر کے نیچے پائی گئی تھی"

نوبے دھیرے دھیرے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"جھوٹ کے کیا معنی ہوتے ہیں" اس نے پوچھا "میں ان تمام باتوں کو نہیں سمجھ پاتا جو لوگ مجھسے کہتے ہیں۔ لیکن میں لب و لہجے سے بہت کچھ اندازہ لگا لیتا ہوں۔ اور مجھے تمہارا لہجہ قطعی پسند نہیں ہے کرش"

"میرے سوال کا جواب دو" کرش چیخا "دکوڑ یہ کسٹر کہاں ہے۔ اور جب مجھے مخاطب کرو تو سمجھ لو میں مسٹر کرش ہوں۔ سمجھے نیگرو کے بچے"

"جھوٹ کے کیا معنی ہوتے ہیں" نوبے نے دوبارہ پوچھا "نیگرو کسے کہتے ہیں۔ اور میں تمہیں مسٹر کیوں کہوں۔ مجھے تمہارا لہجہ پسند نہیں ہے کرش"

اسی وقت باربی وہاں پہنچ گیا۔ ایک ہی نظر میں دونوں آدمیوں کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا

کہ ٹھیک وقت پر پہنچ گیا ہے۔ سیاہ بالوں والا نوجوان اپنے چہرے پر غصے کے اثرات لئے کھڑا تھا۔ اس سے کہیں زیادہ خطرناک اس وقت کتا نظر آرہا تھا جسکے جسم کے سارے بال کھڑے ہو چکے تھے اور وہ کسی چیتے کی طرح چھلانگ لگانے کیلئے تیار نظر آ رہا تھا۔ کرٹش اپنی کمر سے لٹکتے پستول کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا۔ بارنی ان دونوں کے درمیان آکر کھڑا ہو گیا۔

"اس کا کیا مطلب ہے کرٹش" وہ تیزی سے بولا۔ کرٹش کئی سال سے اس کا بہترین دوست تھا اور بہت ہی اچھی طبیعت کا مالک رہا تھا۔ لیکن جب سے کرٹش کو اس معاملے میں مایوسی کا سامنا کرنا پڑا تھا وہ اس وحشی انسان سے اتنی گہری نفرت کرنے لگا تھا کہ بارنی کو ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ اس نے اسکی شخصیت کا اندازہ لگانے میں غلطی کی تھی۔

کرٹش نے بارنی کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ گھوم کر واپس چلا گیا۔ نو نے امریکن کے شانے پر اپنا ایک ہاتھ رکھ دیا۔

"جھوٹے کے کیا مطلب ہوتے ہیں کسٹر" اس نے پوچھا۔

بارنی نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"اوہ" نو نے کہا "اور نیگرو کسے کہتے ہیں۔ اور مسٹر کیا ہوتا ہے"

بارنی نے پھر اسے سمجھایا۔

"مس کسٹر کون ہے" نو نے پوچھا۔

بارنی نے اس کی طرف حیرت سے دیکھا۔

"کیا تم نہیں جانتے"

"میں کیوں جانوں گا"

"وہ میری بہن ہے" بارنی نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بہن" نو نے کہا "مجھے نہیں معلوم تھا تمہاری بہن بھی ہے کسٹر"

"تم میری بہن ناطل کو نہیں جانتے" بارنی نے کہا۔

"ناطل ؟" نو نے چونکتے ہوئے کہا۔ "ناطل تمہاری بہن ؟"

"ہاں۔ میں تو سمجھتا تھا کہ تم جانتے ہو۔"

"لیکن تم تو غا کے بیٹے آہت نہیں ہو۔" نو نے کہا۔ "اور ناطل کے اور کوئی بھائی نہیں تھا۔"

"میں اس لڑکی کا بھائی ہوں جس کی جان تم نے ادھر باغ میں بچائی تھی۔" بارنی نے بتایا۔ "کیا اسی کو تم ناطل کو نام سے جانتے ہو۔"

"ہاں۔ وہ ناطل ہی تھی۔"

"کہاں ہے وہ۔" بارنی نے تیزی سے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔" نو نے جواب دیا۔ "میں نے تو سوچا تھا وہ تم لوگوں کے درمیان قید ہے۔ میں عرصے سے اس کے یہاں واپس آنے کا انتظار کر رہا تھا۔"

"تم نے اسے آخری بار دیکھا تھا۔" بارنی نے کہا۔ اس نے طے کیا کہ اسی وقت سب باتیں ہو جانا چاہئیں۔ "تم نے اسے آخری بار دیکھا تھا۔ وہ تمہارے ساتھ پہاڑی کے غار میں رہی تھی۔ ہمیں اس کی جیکٹ وہاں ملی تھی اور جھیل کے پاس یہ کتا بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ وہ کہاں ہے ؟"

نو کے چہرے کی کیفیت بدل گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا یہ سن کر اسے گہرا صدمہ پہنچا ہے۔

"وہ وہاں تھی۔" آخر اس نے بہت ہی آہستگی سے کہا۔ "وہ میرے ساتھ وہاں غار میں تھی اور میں نے اسے صرف ایک خواب سمجھا تھا۔ وہ چلی گئی اور میں اتنے دنوں تک یہاں بیکار پڑا رہا۔ جبکہ وہ خطرناک جنگل میں تنہا بھٹکتی پھر رہی ہو گی۔ کوئی اسکی حفاظت کرنے والا بھی نہ ہو گا۔ کاش ؟" اسکے لہجے میں امید کی ایک جھلک پیدا ہو گئی۔ "اسے وہ راستہ مل گیا ہو جس نے اسے جناب سمندر کے کنارے غار میں رہنے والے اپنے آدمیوں کے درمیان پہنچا دیا ہو۔ لیکن وہ راستہ اسے کیسے مل سکتا ہے جبکہ میں ایک مرد اور ماہر شکاری ہونے کے باوجود

بھی یہ اندازہ لگانے میں ناکامیاب رہا ہوں کہ میرے باپ ٹو کا ملک کس طرف

ہے۔ شائد تم مجھے کچھ بتا سکو۔"

بارنی نے نفی میں اپنا سر ہلایا۔ ٹو کی باتیں سن کر اسے گہری مایوسی ہوئی تھی۔ اسے امید تھی کہ ٹو اس پر ضرور کچھ روشنی ڈال سکے گا کہ وکٹوریہ کہاں ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ کیا وہ سچ بول رہا ہے۔ اس کے دل میں شبہات نے گھر پیدا کرنا شروع کر دیا۔ یہ بات سمجھ میں نہ آنے والی تھی کہ وکٹوریہ اس کے انجانے میں اس کے ساتھ غار میں رہی ہو۔ وہ وہاں موجود تھی اس بارے میں تو کسی طرح کا شبہ کیا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ اس نے سوچا کہ کہیں کرٹس کا یہ کہنا صحیح ہی نہ ہو کہ اس نے اس کی بہن کو ان کی غیر موجودگی میں آ کر بنگلے سے اغوا کیا۔ اپنے ہتھیار حاصل کئے پھر غار کے پاس لے جا کر اسے قتل کر کے کہیں پھینک دیا۔ لیکن کتے کا اس کے ساتھ وفاداری ظاہر کرنا اس بات کو جھٹلاتا نظر آ رہا تھا۔

ٹو گھوم کر بنگلے کے اندر چلا گیا تھا۔ بارنی بھی اندر گیا۔ غار میں رہنے والا کمرے میں کچھ تلاش کر رہا تھا

"کیا تلاش کر رہے ہو؟" امریکن نے

"اپنا بھالا" ٹو نے جواب دیا۔

"کیوں؟"

"میں ناطل کی تلاش میں جا رہا ہوں۔"

"نہیں"۔ بارنی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔ "جب تک میری بہن نہیں مل جائیگی تم یہاں سے نہیں جا سکو گے۔ تم ایک قیدی ہو سمجھ گئے؟"

غار میں رہنے والا انسان تن کر کھڑا ہو گیا۔ اسکے چہرے پر ایک تیکھی مسکراہٹ تھی۔

"مجھے کون روکے گا؟"

بارنی نے اپنا پستول نکال لیا "یہ!" اس نے جواب دیا۔

ایک لمحے کے لئے وہ سوچ میں ڈوب گیا۔ اس کی نظر پستول پہ جمی تھی۔ پھر اس نے کھڑکی سے باہر دور کی پہاڑیوں کی سمت دیکھنا شروع کر دیا۔

"میں اسکی بھلائی کے لئے یہاں نہیں ٹھہر سکتا" اس نے کہا۔

"فرار ہونے کی کوشش نہ کرنا" بارنی نے اسے آگاہ کیا "تمھاری کڑی نگرانی ہوگی۔ ٹرکوز اگر تمھیں روکنے میں کامیاب نہ بھی ہو سکا تو ہم لوگوں کو ضرور ہی ہوشیار کر دے گا۔ ویسے حقیقت میں وہ تمھیں آسانی سے روک سکتا ہے۔ اگر میں تمھاری جگہ ہوتا تو کبھی ایسی کوشش نہ کرتا کہ ٹرکوز روکنے کی کوشش کرے۔ جب اسے غصہ آتا ہے تو وہ ایک شیر کی مانند درندہ بن جاتا ہے۔"

بارنی نے اس وحشی کے ہونٹوں پر آنے والی مسکراہٹ کو نہیں دیکھا کیونکہ اسی وقت وہ پھر گھوم کر ورانڈے میں بیٹھنے کے لئے چلا گیا۔ بعد میں بارنی نے دوسروں کو بتایا کہ نو کا ارادہ یہاں سے فرار ہونے کا ہے۔ اس رات بارنی نے دروازے میں قفل لگا کر اس کی چابی اپنے تکیے کے نیچے رکھی اور اپنا بستر کھینچ کر کمرے کی کھڑکی کے پاس کر لیا۔ اسے یقین تھا کہ اب کمرے سے فرار ہونے میں کوئی ایسا ہی شخص کامیاب ہو سکتا ہے جو ہلکی سی آواز بھی پیدا کرنے کا اہل نہ ہو۔ جبکہ ٹرکوز بھی اس جگہ موجود ہو۔

قریب نصف رات کو غار میں رہنے والے نے اپنی آنکھیں کھولیں امریکن کے سانس لینے کی آواز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ سو رہا ہے۔ نو نے دھیرے سے اپنے بستر کے پاس لیٹے ہوئے ٹرکوز کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اپنے منہ سے ایک بہت ہی ہلکی آواز نکالی۔ کتے نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

"شو" نو پھسپھسایا پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور بہت ہی آہستگی سے اس نے بستر کے نیچے

پیر رکھا۔ پھر کھڑے ہو کر اس نے کتے کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔ کتے نے اپنا سر اٹھا کر اس کے گالوں کو چاٹنا شروع کر دیا۔ وہ مسکرایا۔ اسے کنٹر کے الفاظ یاد آ گئے "ٹرکوز اگر تمھیں روکنے میں ناکامیاب بھی رہا تو ہمیں ضرور ہی ہوشیار کر دے گا۔"

غار میں رہنے والا بہت ہی آہستگی سے اس بستر کے پاس پہنچا جس پر بارنی سو رہا تھا۔ اس نے سونے والے پر جھک کر ایک ہاتھ کھڑکی کی چوکھٹ پر رکھا۔ کتا اس کے دوسرے ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔ پھر ہلکی سی آواز کئے بغیر وہ چھلانگ لگا کر بستر کو پار کرتے ہوئے کھڑکی سے باہر کی طرف جا کر گرا۔ اس گرنے میں بھی ہلکی سی آواز اس نے پیدا نہیں ہونے دی۔ باغ میں پہنچ کر اس نے ٹرکوز کو ایک مقام پر ٹھہرنے کے لئے کہا اور پھر بنگلے کی بیٹھک میں آیا تاکہ اپنا بھالا چاقو اور کلہاڑا حاصل کر سکے۔

کچھ دیر بعد ایک تندرست و توانا برہنہ نوجوان ایک کتے کے ساتھ چاندی کی روپہلی روشنی میں دور جنوب کی سمت نظر آنے والی پہاڑیوں کی طرف تیزی سے بڑھ رہا تھا۔

دسواں باب

تعاقب

بارنی گسٹر کی آنکھ جس وقت کھلی دن کی روشنی پھیل چکی تھی۔ اس کا سب سے پہلا خیال اپنے قیدی کی طرف گیا۔ اس کے بستر کو خالی دیکھ کر وہ اچھل کر اپنے بستر سے نیچے آیا اور پھر تیزی سے کمرے سے نکل کر اس نے دوسروں کو آگاہ کیا کہ کیا ہو گیا ہے۔ دوسرے لمحے سب اس کو تلاش کر رہے تھے لیکن اس کا یا اسکے نگران ٹرکوز کا کوئی بھی نشان نہ مل سکا۔

"اس نے ضرور ہی ٹرکوز کو ہلاک کر ڈالا ہو گا۔" گرے اسٹوک نے کہا لیکن انھیں

اس جانور کی لاش بھی کہیں نہ مل سکی۔ اور ملتی بھی کیسے جبکہ اسی وقت ٹوگوز زندہ و
صحیح سلامت اس مقام کو سونگھتا پھر رہا تھا جہاں آج سے قریب ایک ماہ پہلے اس پر
ایک عرب نے وار کیا تھا۔ کیونکہ وہ اس شخص کی محبوبہ کو تلاش کرنے جا رہا تھا جس سے
اس نے اپنے کو منسلک کر دیا تھا۔

اس مقام پر پہنچنے کے بعد اسی کی طرح کا اس کا وحشی ساتھی تیزی سے غار کی طرف
گیا اور اپنے چاقو سے ایک جگہ کی نرم زمین کو کھود کر اس میں سے وو کے سر کو نکالا۔
جسے اس نے اس لئے دفن کر دیا تھا کہ گم نہ ہو جائے۔ اب اس سر کا گوشت سڑنے
لگا تھا اور ٹو نے محسوس کیا وہ اسے اپنے ساتھ اپنی محبوبہ کے قدموں میں رکھنے کیلئے
نہیں رکھ سکے گا۔ لیکن اس کے بڑے بڑے دانت تو اس کے کام آ ہی سکتے تھے۔
اس نے ان دانتوں کو نکال کر اپنے کمر کی پیٹی سے باندھ لیا اور سر کو غار کے باہر لا کر
رکھ دیا تاکہ گدھ اس کے گوشت کو کھا کر اسے صاف کر دیں اور جب ٹو پھر واپس آئے
تو وہ اسے صاف ستھرا ملے۔ ٹو ناطل کی تلاش میں اس بوجھ کو اپنے ساتھ لئے لئے نہیں پھرنا
چاہتا تھا۔

ٹوگوز کے منہ سے نکلنے والی ایک تیز غراہٹ نے ظاہر کیا کہ اس نے تعاقب شروع
کرنے کے نقش پا پائے ہیں۔ ٹو تیزی سے اتر کر اس جگہ پہنچا جہاں وہ جانور بےچینی
کا اظہار کرتے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے وہ وحشی ان عربوں کی بو کے تعاقب
میں آگے بڑھ رہے تھے جن کا کام غلاموں کی تجارت کرنا تھا۔ حالانکہ اس واقعہ کو
کافی عرصہ گزر چکا تھا پھر بھی ان دونوں کے لئے کافی تھا۔

وہ خاموشی اور تیزی سے جنگلی وادی بل کھاتی پہاڑیوں کو طے کرتے آگے بڑھتے
رہے۔ ایک دن ہی میں انھوں نے اتنا راستہ طے کر لیا جتنا ان سے آگے جانے والے گروہ
نے ایک ہفتے میں طے کیا ہوگا۔ اسی طرح وہ آگے بڑھتے رہے۔ رات کے وقت وہ کسی

بڑے درخت کے سائے میں لیٹ جاتے، جب پہاڑیوں پر ہوتے تو کسی غار میں پڑ رہتے اور اگر میدانی علاقہ ہوتا جہاں شیر وغیرہ کا خطرہ رہتا تو کسی درخت پر پلیٹ فارم بنا لیتا تاکہ وہ اور اس کے ساتھ کا جانور اس پہ بے خوف ہو کر رات گزار سکیں۔

ٹوکو عجیب و حیرت انگیز مناظر نظر آئے جن سے اسے اس بات کا پوری طرح یقین ہو گیا کسی معجزے سے کسی دوسری دنیا میں پہنچ گیا ہے۔ وہاں سیاہ آدمیوں کے گاؤں تھے جہاں کچھ دنوں پہلے ہونے والی لڑائی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ جلے ہوئے جھونپڑے سڑتی ہوئی لاشوں کے علاوہ صرف موجود ہونے والے چند بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں۔

اسے زراف کا ایک جھنڈ بھی نظر آیا۔ جو اس کی اپنی دنیا میں نہیں پایا جاتا تھا۔ اس نے کئی ہاتھی بھی دیکھے جنھیں دیکھ کر اسے اپنی دنیا کے گینڈے یاد آگئے، جو ایک دودھ پلانے والا جانور تھا۔ لیکن یہ تمام جانور ان جانوروں سے چھوٹے تھے جنھیں وہ جانتا تھا اور ان کی طرح خطرناک بھی نہیں تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ درندے اپنے سے دوسرے طرح کی مخلوق کو دیکھ کر حملہ کرنے کے لئے کیوں نہیں جھپٹتے۔ حالانکہ اس کی دنیا میں چھوٹے جانور بھی پائے جاتے تھے لیکن وہ بھی اس دنیا کی جانوروں سے خطرناک ہوا کرتے تھے۔

اور اسی لئے ٹوکو افریقہ کے جنگل سونے اور ویران نظر آتے تھے۔ وہ درندے۔ جو واقعی میں خطرناک تھے۔ وہ بھی صرف اسی وقت حملہ کرتے تھے۔ جب انھیں بھوک محسوس ہوتی تھی یا جب ان کے بچوں پر کسی طرح کی آنچ آتی ہوتی تھی۔ وہ ان خطرناک درندوں سے صرف ایک درجن قدم کے فاصلے پر دہ کر گزرا تھا۔ لیکن وہ بھی اپنی جھکتی نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھنے کے بعد پریشان کرنے والی مکھیوں کو دم اور کان ہلا کر اڑانے میں مشغول ہو گئے تھے۔

جہاں تک بن مانسوں کا سوال تھا وہ اسے اپنے نزدیک آتے دیکھ کر خوفزدہ ہو کر

بھاگ جاتے تھے۔ یہ سب اس کے لئے حیرت انگیز باتیں تھیں۔ اس طرح کی دنیا میں رہنا اس کے لئے تکلیف دہ تھا کہ میلوں سفر کرنے کے بعد بھی اسے ایک بھی خطرے کا مقابلہ کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔

اس کے عقب میں عربوں کے تعاقب میں قریب ایک درجن سفید آدمی دوڑ رہے تھے۔ بارنی کسٹر کو جب یہ معلوم ہوا تھا کہ ٹو غائب ہوگیا ہے تو اس کے ایک گھنٹے بعد ہی ایک مقامی شخص شمال کی سمت سے آکر اس جگہ پہنچا تھا۔ اور لارڈ گرے اسٹوک سے التجا کی تھی کہ وہ انھیں ان غلاموں کی تجارت کرنے والوں سے نجات دلائے جو راستے میں آنے والے ہر گاؤں کے بچوں، جوان مرد اور عورتوں کو پکڑ رہے ہیں تاکہ انھیں غلاموں کی طرح لے جاکر فروخت کرسکیں۔

گرے اسٹوک نے اس سے ان عربوں کے بارے میں بہت سی باتیں پوچھیں اور اس شخص نے باتوں ہی باتوں میں یہ بھی بتایا کہ ان عربوں کے ساتھ ایک جوان سفید لڑکی بھی ہے۔ اس اطلاع کے ساتھ ہی اس جگہ ایک کھلبلی سی پھیل گئی۔ سفید آدمی اپنا شکاری لباس پہننے لگے اور اپنے آتشی اسلحوں کو دیکھنے لگے کہ کہیں سیاہ نوکر کسی ضروری شے کو بھول نہ جائیں۔ گھوڑے پر زین کسی جانے لگی اور ساتھ جانے والے وزیری جنگجو اپنے بھالے اور تیر کمان دیکھنے لگے۔

کچھ لمحے کے لئے ان لوگوں کے ذہن سے ٹو کے فرار ہونے کی بات نکل گئی تھی لیکن جب انھوں نے پیش قدمی شروع کی تو اس وقت انھیں اس کی یاد آئی —— وہ ان سے بہت آگے ان عربوں کے تعاقب میں روانہ ہوچکا تھا۔ سب سے پہلے انھیں اس کے گزرنے کی نشانی ایک جنگلی بیل نظر آیا جس کے جسم میں ایک

گول سوراخ بنا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی وہ سمجھ گئے کہ وہ زخم اسی پتھر کے نوک والے بجائے کا ہے۔ اس کے جسم سے چاقو کے ذریعے گوشت کے چھلکے کاٹے گئے تھے۔ براؤن نے گھوڑے سے اتر کر اس جگہ کا معائنہ کیا اور پھر جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو گرے اسٹوک کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"میرا خیال ہے تم نے کہا تھا کہ اس نے کتے کو ہلاک کر دیا ہے۔" اس نے کہا۔ "اسے دیکھو۔ دونوں نے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر اپنے شکار کو کھایا تھا۔"

گیارھواں باب

اغوا

دکٹوریہ کسٹر گراب شیخ ابن اسود کی قید میں رہتے ہوئے تین ہفتے گذار رہے تھے۔ لیکن سفر کی تکلیف کے علاوہ اسے ابھی کسی قسم کی تکالیف کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ اسے ایک گدھے پر سواری کرنے کی اجازت بھی دیدی گئی تھی اور اسے ابن اسود کی طرح ہی اچھا کھانا کھانے کو ملتا تھا۔ کیونکہ چالاک شیخ جانتا تھا کہ اس کی قیدی جس قدر تندرست رہے گی اتنی ہی اچھی قیمت اسے فولاد کے سلطان سے مل سکے گی۔

ابوالمکرم — جو ابن اسود کا داہنا ہاتھ اور تیز قسم کا عرب نوجوان تھا۔ اس حسین قیدی پر ترچھی نظر ڈالا کرتا تھا۔ اور آخر میں ایک دن جب اس نے شیخ پر اپنے دل کی بات ظاہر کر کے اسے حاصل کرنا چاہا تھا تو شیخ نے قطعی طور پر انکار کر دیا تھا۔

اس کے بعد سے ابوالمکرّم ہر دن گزرنے کے بعد یہ محسوس کرنے لگا تھا کہ اس لڑکی کو پانے کی خواہش اس کے دل میں شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔

وکٹوریہ نے ضرورت سے مجبور ہو کر ریگستان کے ان بیٹوں کی زبان تھوڑی بہت سیکھ لی تھی تاکہ ان سے گفتگو کر سکے۔ ابوالمکرّم زیادہ تر اس کے ساتھ ہی رہ کر ادھر ادھر کی باتیں کرتا۔ لیکن جب ایک دن اس نے اس پر اپنی محبت کا اظہار کیا تو اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور وہ اپنے گھوڑے کو یہ کہتے ہوئے آگے بڑھا لے گئی کہ اب اس کے ساتھ کبھی نہیں چلے گی۔

ابن اسود نے دور سے یہ سب کچھ دیکھا۔ پھر جب اس نے وکٹوریہ کے پہلو میں چلتے ہوئے اس سے حقیقت معلوم کی تو اس نے ابوالمکرّم کو بہت برا بھلا کہا اور اسے کارواں کے عقب میں بھیج کر ایک دوسرے عرب کو قیدی کی نگرانی پر مقرر کر دیا۔ ابوالمکرّم نے پیچھے کی طرف جاتے ہوئے وکٹوریہ کو ایسی زہریلی نظروں سے دیکھا کہ وہ کانپ اٹھی۔ اسے یقین ہو گیا کہ اس نے ایک خطرناک آدمی کو اپنا دشمن بنا لیا ہے۔

ابن اسود نے اشاروں میں اسے سمجھا دیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے اور وکٹوریہ نے طے کر لیا تھا کہ اس زندگی کے مقابلے میں اس کے لیے موت ہی زیادہ بہتر ثابت ہو گی۔ وہ ہر لمحہ یہی سوچتی رہتی کہ کس طرح فرار حاصل کرے۔ لیکن اسے کوئی ایسا راستہ نظر نہیں آ رہا تھا جس سے وہ اپنے ارادے میں کامیابی حاصل کر سکتی۔

اگر وہ کسی طرح کارواں والوں کو دھوکا دے کر نکل بھی پڑتی تھی تو افریقہ کے اس خطرناک جنگل میں کتنے دنوں تک تنہا گزار سکتی تھی۔ اور اگر وہ کسی طرح مہینوں زندہ بھی رہ جائے تو کس طرح گرے اسٹوک کے بنگلے تک پہنچ سکے گی جس کا راستہ اسے نہیں معلوم تھا۔

سفر کی تکلیفات کے علاوہ جو دوسری باتیں اس کی نظروں کے سامنے سے گزرتیں انھیں دیکھ کر وکٹوریہ کا کلیجہ منہ کو آنے لگتا۔ ان غلاموں کی بے رحمی سے پٹائی جو خیمے

اور دوسری کام میں آنے والی چیزوں کا بار لیکر ساتھ چلتے تھے۔ اور اس وقت تو اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے جب یہ کارواں کسی گاؤں میں پہنچ کر قتل عام شروع کر دیتا اور وہاں کے جوان مردوں اور عورتوں کو اپنی قید میں غلام کی حیثیت سے بیچنے کے لئے لیتا۔ وہ گاؤں والے بیچارے ان کا مقابلہ بھی نہ کرتے۔

لیکن آخر وہ کارواں ایک ایسے گاؤں میں بھی پہنچا جہاں فوراً ہی کامیابی نے ان کے قدموں کو نہیں چوما۔ وہاں کے لوگوں نے جم کر ان کا مقابلہ کیا جس سے گھبرا کر ابن اسود نے آخر میں یہ فیصلہ کیا کہ وہ اس گاؤں سے کترا کر گذر جائے۔

اس لڑائی اور پھر پیچھے ہٹنے کے درمیان ابوالمکرم کو وہ موقع مل گیا جس کی تلاش میں وہ رہا کرتا تھا۔ تمام قیدیوں کو۔ جن میں وہ سفید فام لڑکی بھی تھی۔ پیچھے کی طرف ہٹنے والے لوگوں کے آگے کر دیا گیا تھا جبکہ عرب اور ان کے سیاہ فام ساتھ عقب میں لڑتے ہوئے پیچھے ہٹ رہے تھے۔

ابوالمکرم کو ایک ایسا راستہ معلوم تھا جس پر دو آدمی آسانی سے سفر کر کے شمال کی سمت جا سکتے تھے۔ لیکن پورا کارواں اس طرف سے نہیں گزر سکتا تھا کیونکہ یہ راستہ انگریزوں کے علاقے سے گذرتا تھا۔ اگر لڑکی خوشی سے اس کے ساتھ جانے کو تیار ہو جاتی ہے تو پھر ٹھیک ہی ہے اور اگر نہیں تو پھر وہ اکیلے ہی جائے گا۔ لیکن جانے سے پہلے وہ اس لڑکی سے اپنا انتقام لے چکا ہوگا جس کا پلان وہ پہلے بنا چکا ہے۔ اسی لئے وہ جنگ کرنے والوں کی لائن سے نکلا اور ان خوفزدہ قیدیوں کے گروہ کے پاس پہنچا جن میں وکٹوریہ بھی شامل تھی۔ اس نے وکٹوریہ کی نگرانی کرنے والے عرب سے کہا۔

"ابن اسود کے پاس جاؤ۔ وہ تمہیں بلا رہا ہے۔"

دوسرا عرب چند ثانئے تک اس کے چہرے کو غور سے دیکھتا رہا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو ابوالمکرم۔" آخر اس نے کہا۔ "ابن اسود نے خاص طور پر مجھے

یہ ہدایت دی ہے کہ میں اس لڑکی کو تمہارے ساتھ تنہا کسی بھی حالت میں نہ چھوڑوں۔"
"بیوقوف!" ابوالمکرم نے غراتے ہوئے اپنی بندوق کا گھوڑا دبا دیا جو نکل سے اس آدمی سے ایک فٹ کے فاصلے پر تھی۔ وہ آدمی ایک چیخ کے ساتھ اپنے گدھے پر سے نیچے گر پڑا۔
"آؤ!" ابوالمکرم نے دکٹوریہ کے گدھے کا لگام پکڑ کر کھینچتے ہوئے مغرب کی سمت کے جنگل کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

دکٹوریہ نے گدھے سے اتر جانا چاہا لیکن ایک مضبوط ہاتھ نے آگے بڑھ کر اسے مضبوطی سے کمر سے پکڑ لیا اور اس طرح ان دونوں کے گدھے بڑھنے لگے۔ ایک بار دکٹوریہ مدد کے لئے چیخی بھی لیکن لڑائی میں ہونے والی چیخ و پکار میں اس کی آواز دب کر رہ گئی۔
پندرہ منٹ بعد وہ پھر اس راستے پر تھے جس پر چل کر وہ لوگ اس گاؤں میں پہنچے تھے جہاں انھیں مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ اب وہاں ہونے والی لڑائی کی آواز بہت ہی ہلکی ہلکی سنائی دے رہی تھی جو دھیرے دھیرے کر کے معدوم بھی ہو گئی۔

دکٹوریہ کسٹر کا ذہن بہت تیزی سے کام کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کس طرح اپنے ساتھ کے اس آدمی سے نجات حاصل کر سکتی ہے۔ ایک ریوالور یا چھرا تو سے اس کا کام بن سکتا تھا لیکن اس کے پاس ان دو میں سے ایک بھی چیز نہیں تھی۔ اس بات سے اس پر گہری مایوسی کا غلبہ ہو گیا کہ اس کے پاس اپنی جان لینے کے ذرائع بھی موجود نہیں ہیں۔ اب صرف ایک ہی راستہ رہ گیا تھا کہ وہ اپنے دانت اور ناخنوں سے اس وقت تک مقابلہ کرے جب تک کہ وہ آدمی غصے میں بھر کر خود ہی اسے نہ ہلاک کر دے۔
ابوالمکرم قریب دو گھنٹے تک اپنے مالک کی چیز کو ساتھ لئے خاموشی سے آگے بڑھتا رہا۔ کبھی کبھی جب وہ بولا بھی تو اس کا لہجہ اسی طرح کا تھا جیسے مالک اپنے

غلاموں سے بات کرتے ہیں۔ دوپہر کے قریب وہ جنگل کے ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں
پر درخت کافی فاصلے فاصلے پر تھے جس سے وہ جگہ کھلی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اس
جگہ سفر میں کچھ آسانیاں پیدا ہو گئیں اور اس سے اس نے فائدہ اٹھایا۔ وہ اب
بھی اس راستے پر سفر کر رہے تھے جس پر سفر کرتا ہوا کارواں گیا تھا۔ ابھی کل صبح تک
انھیں اسی راستے پر سفر کرنا تھا۔ اس کے بعد انھیں وہ راستہ ملنے والا تھا جس سے وہ
شمال کی سمت جانے والے تھے۔

ایک جھیل کے کنارے ابوالمکرم ٹھہر گیا۔ اس نے گدھے سے اترتے ہوئے لڑکی
کی طرف دیکھا۔ "آؤ" اس نے کہا۔ اور اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے شانے پر رکھ دیا۔

بارھواں باب

ملاقات

ہر گذرنے والے دن کے ساتھ نو کو یہ احساس ہوتا جارہا تھا کہ وہ اُن لوگوں کے نزدیک ہوتا جارہا ہے جن کے ساتھ ناطل ہے۔ اس دوسری زندگی کے بارے میں اس کا خیال تھا کہ وہ ضرور ہی ایک قیدی کی زندگی ہوگی۔ لیکن اسے اس پر پوری طرح یقین نہیں تھا کیونکہ پہلی بار اس نے اسے جن لوگوں کے درمیان دیکھا تھا اور سمجھا تھا کہ وہ ان کی قیدی ہے۔ انھیں میں سے ایک کہتا تھا کہ وہ اس کا بھائی ہے۔ نو کے لئے یہ تمام باتیں حیرت انگیز تھیں۔ اس کی سمجھ سے باہر تھیں۔ ناطل کو کرٹز کی بہن نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن پھر بھی وہ ان اجنبیوں کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گذارتی نظر آتی تھی اور کرٹز حقیقت میں اس کے بارے میں اسی طرح سوچتا تھا جس طرح کہ ایک بھائی اپنی بہن کے بارے میں سوچ سکتا تھا۔ کرٹش۔ یہ صاف ظاہر تھا کہ ناطل سے محبت کرتا ہے۔ اس کا اندازہ اس نے ان باتوں سے لگایا تھا جو اس نے کرٹش اور بارنی کے درمیان ہوتی سنی تھی۔ آخر وہ آکری دد

دن میں کس طرح ناطل سے ..... اتنا گھل مل گیا تھا۔ نو کے خیال سے اسے دو ہی دن تو گذرے تھے جب وہ اسے چھوڑ کر وہ گوتنگار کرنے کے لئے نکلا تھا۔ پھر جب وہ صبح کے وقت زمین کے ہلنے کی وجہ سے بیدار ہوا تھا تو اس نے اپنے کو ایک عجیب و غریب دنیا میں پایا تھا۔ نو نے اس بات پر کافی غور کیا تھا اور اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ ضرور ہی اس سے کہیں زیادہ لمبے عرصے تک سوتا رہا تھا جتنا کہ اس کا خیال ہے۔ لیکن ایک لاکھ سال گذر جانے کے بارے میں تو وہ سوچ ہی نہیں سکتا تھا اور سوچتا بھی کیسے جبکہ انسانی ذہن کے لئے اس طرح کی کوئی بات قابل قبول ہو ہی نہیں سکتی تھی۔

اس نے ان لوگوں سے اپنے کا موازنہ بھی کیا تھا جن کے قریب پہنچنے کا اسے موقع ملا تھا۔ اسے جلد ہی یہ احساس ہو گیا تھا کہ انکے طور طریق اس طور طریق سے بہت ہی مختلف ہیں جو اس کی اپنی دنیا کے تھے۔ اور یہ کہ ان کے مقابلے میں ان کی خدمت کرنے والے سیاہ لوگ اس کی اپنی دنیا کے لوگوں سے کچھ ملتے جلتے ہیں جنھیں سفید فام اپنے سے کمتر سمجھتے ہیں اور انھیں اپنے ساتھ کھانے کی میز تک پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے۔

اس نے ان کے ساتھ رہتے ہوئے جلد یہ بات محسوس کر لی تھی کہ سیاہ آدمی جس عزت و احترام کی نظر سے سفید آدمیوں کو دیکھتے ہیں اسی نظر سے اس کو نہیں دیکھتے۔ اس نے نو اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ اسے کمتر درجے کا سمجھتے ہیں اور پھر بعد میں کرٹس نے اس کے اس خیال کی تصدیق بھی کر دی تھی جب اس نے اسے نیگرو کہا تھا۔

انھیں تمام باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے نو کو اس بات کا خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں ناطل بھی اس سے ملنے کے بعد ان کی طرح اپنی بڑائی کو اس پر ظاہر نہ کرنا چاہے اسے اپنا دوست سمجھے۔ اسے اپنے سے کمتر سمجھے۔

یہ تمام باتیں نو کو غمگین کرنے والی تھیں کیونکہ وہ ناطل سے اسی طرح محبت کرتا تھا

جس طرح ہم یا آپ — یا کوئی بھی ہوش و حواس میں رہنے والا انسان کسی سے محبت کرتا ہے۔ اسکے جذبات وحشیانہ نہیں تھے جیسا کہ عام طور پر کسی عورت کو حاصل کرنے کیلئے وحشی قبائل میں ہوتا رہتا ہے۔

ان تمام باتوں پر غور کرتے ہوئے بھی اس کی آنکھ اور کان چوکنے تھے اس سے کچھ میل کے فاصلے پر مشرق کی سمت گرے اسٹوک کی پارٹی تیزی سے ایک دوسرے راستے سے آگے بڑھ رہی تھی تاکہ ان عربوں سے آگے پہنچ جائے اور ان کا راستہ روک سکے ابن اسود نے ایک دوسرا راستہ اختیار کر لیا تھا اور آہستہ آہستہ سفر کرنے والے غلاموں کے کارواں کے ساتھ ساتھ اب ایسے مقام پر پہنچ رہا تھا جہاں ایک سیدھے راستے کے ذریعے صرف چند دن میں گرے اسٹوک کے بنگلے سے روانہ ہو کر پہنچا جا سکتا تھا۔ ان تعاقب کرنے والوں کو مدد کی درخواست لیکر آنے والے آدمی سے معلوم ہو گیا تھا کہ عرب کس راستے پر آگے بڑھ رہے ہیں لیکن انھوں نے اس راستے کو خود بھی اختیار نہیں کیا تھا۔ انھوں نے ایک دوسرے راستے کو اختیار کیا تھا جو انھیں ان عربوں سے آگے پہنچا دیتا تھا اور اس طرح وہ ان کا راستہ روکنے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔

اس طرح ابن اسود کے کارواں کو دو طرف سے گھیرا جا رہا تھا۔ ایک طرف ٹرکوز اور نوتھے اور دوسری طرف سفید فام اور ان کے وزیری ملازم۔ لیکن قسمت میں نو کیلئے اس جگہ پہنچنا منظور نہیں تھا جہاں اس وقت وہ عرب گاؤں والوں سے مقابلہ کر رہے تھے۔ کیونکہ کتے کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے اس کی تیز نظروں نے ایک ایسی چیز دیکھی جسے کتے نے اپنے تیز حواس کے باوجود نظر انداز کر دیا ہوتا۔ وہ زمین پر بنے ہوئے دو گدھے کے کھروں کے نشان تھے۔ جو اس راستے پر واپس ہوئے تھے جس سے کارواں گذرا تھا۔

وہ گدھے عربوں کے ہی تھے اس میں اسے ذرا بھی شبہ نہیں ہوا۔ کیونکہ گذشتہ تین دنوں سے وہ ان نشانوں کو دیکھتا چلا آ رہا تھا اور یہ نشان اس کے ذہن میں ماں کے

پتھر کی طرح جم گیا تھا۔ آخر وہ اس راستے پر واپس کیوں ہوئے جس راستے سے آگے بڑھے تھے۔ نو نے ٹھہر کر اپنی گردن اونچی کی اور کچھ سونگھنے کچھ سننے کی کوشش کرنے لگا۔ اس سمت سے آنے والی آواز کو جدھر وہ دونوں گدھے گئے تھے۔

لیکن ہوا مخالف سمت کو چل رہی تھی۔ اس لئے اس کی کوئی امید نہیں تھی کہ نو کوئی آواز کو سن سکے گا یا کسی طرح کی بو سونگھ سکے گا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ کارواں کے تعاقب میں جائے یا ان دو واپس ہونے والے گدھوں کے۔ ان گدھوں کے کھروں کے نشان کی گہرائی اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ ان پر کوئی سوار بھی تھا۔ لیکن ایسا کوئی نشان نہیں تھا جس سے ظاہر ہو سکتا کہ ان میں سے کسی پر ناطل بھی سوار تھی۔

کچھ لمحے ہچکچاہٹ کے بعد آخر وہ اسی نتیجے پر پہنچا کہ اسے کارواں کے تعاقب میں ہی جانا چاہیئے کیونکہ ناطل اگر قید میں ہے تو وہ زیادہ آدمیوں والی طاقت کے ساتھ ہوگی اور کسی تنہا نگراں کے ساتھ مخالف سمت کو سفر نہ کر رہی ہوگی۔ لیکن وہ جیسے ہی آگے قدم بڑھانے کیلئے گھوما اسے اپنے بائیں سمت کے جنگل کی طرف سے ایک بہت ہی ہلکی انسانی آواز آتی سنائی دی۔ وہ ایک عورت کی چیخ تھی۔

کسی ہرن کی طرح نو گھوم کر اس جانی پہچانی آواز کے آنے والی سمت کو دوڑنے لگا۔ اب کتے کو اس کا ساتھ دینے میں بڑی دشواری پیش آ رہی تھی کیونکہ غار میں رہنے والے اس آدمی نے زمین کو چھوڑ دیا تھا اور درختوں کی شاخوں پر پھلانگتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک درخت سے دوسرے درخت پر وہ اتنی تیزی سے گزر رہا تھا کہ ٹرکوز کے منہ سے دوڑتے دوڑتے بھیں نکلنے لگا۔ اور نو بے خوف۔ کبھی کبھی ایک درخت سے دوسرے درخت تک پہنچنے کے لئے بیس گز تک ہوا میں چھلانگ لگاتا آگے بڑھ رہا تھا۔

جنگل کے اختتام پر نو ایک پارک نما جنگل کے قریب پہنچا جہاں اس نے ایک سفید عبا والے عرب کو دیکھا جو ایک عورت کا مقابلہ کر رہا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ

سے اس کا گلا پکڑ رکھا تھا اور دوسرے کو اس طرح اٹھائے تھا جیسے تھپڑ مارنے جا رہا ہو۔
نے محسوس کیا کہ اس کے پاس اتنا وقت نہیں رہ گیا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اس کے چہرے پر پڑنے والے تھپڑ کو روک سکے۔ لیکن وہ اس کی توجہ تو اپنی طرف کھینچ ہی سکتا تھا۔ اس کے منہ سے ایک تیز وحشیانہ چیخ نکلی۔ وہ چیخ جو جنگ کے وقت اس کی اپنی دنیا کے لوگ نکالتے تھے۔ جسے سن کر ہزاروں قسم کے جنگلی مخلوق خوفزدہ ہو کر اپنے اپنے رہنے کے مقاموں پر جا کر چھپ جاتے تھے کہ کہیں ان پر ہی کسی طرح کی مصیبت نہ آ جائے اور اس چیخ نے ابوالمکرم کا بھی خون خشک کر دیا۔ کیونکہ اپنی زندگی میں اس نے کبھی بھی اس طرح کی خون خشک کر دینے والی چیخ آج تک نہیں سنی تھی۔
پھر جو کچھ اسے دیکھنے کو ملا اس سے اس نے اس لڑکی کو چھوڑ دیا اور اپنے گدے کی طرف بھاگا جہاں اس کی لمبی نال والی رائفل رکھی ہوئی تھی۔ وکٹوریہ کسٹر نے بھی اسے دیکھا اور اسے دیکھتے ہی اس نے ایک طرح کے اطمینان اور خوشی کا احساس کیا۔ اسی وقت عرب اپنی بندوق اٹھائے گھوما اور غار میں رہنے والے نے اس پر چھلانگ لگائی۔ گولی چلنے کی ایک تیز آواز ہوئی۔ پھر رائفل ایک جھٹکے سے ابوالمکرم کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری۔ گولی نے اپنا کام نہیں کیا تھا۔ اس کے دوسرے لمحے دونوں ایک دوسرے سے گتھے ہوئے فرش پر لڑھک رہے تھے۔ وہ عرب اپنے مقابل کے چہرے اور سینے پر گھونسے برسا رہا تھا لیکن غار میں رہنے والا اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کی گردن تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔
اور ان دونوں سے کچھ فاصلے پر اپنے جسم کے تمام بال کھڑے کئے ہوئے کتا کھڑا تھا۔ اور اس موقعے کا انتظار کر رہا تھا جب اسے اپنے مالک کے مقابل پر حملہ کرنے کا موقع ملے وکٹوریہ کسٹر اپنی مٹھیوں کو بھینچ کر باندھے ہوئے ان دونوں آدمیوں کو لڑتے دیکھ رہی تھی جو اسی کے لئے لڑ رہے تھے۔ اس نے اپنے وحشی آدمی کے سیاہ سر کو دھیرے دھیرے اپنے دشمن کی گردن کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ پھر جب اس کے سفید تیز دانت اپنے دشمن کے نرخرے

میں پیوست ہوئے تو اس نے بناکسی ہچکچاہٹ کے بڑے شوق سے اس وحشیانہ کام کو دیکھا،

اس نے نو کی بھیڑیے جیسی غراہٹ سنی جب اس نے انسانی خون کو چکھا۔ اس نے اس عرب کے زخموں کو کھینچ کر باہر آتے دیکھا جس طرح کوئی شکاری کتا اپنے شکار کو جھنجھوڑتا ہے۔ اور یہ سب دیکھ کر اس کا سر اپنے آدمی کی بہادری پر فخر سے اونچا ہو گیا۔

اب وہ دکٹوریہ کسٹر نہیں رہ گئی تھی۔ وہ ناطل تھی۔ ایک وحشی انسان کی عورت نے جیسے ہی اپنے شکار کے بے جان جسم کو پھینکتے ہوئے اپنی باہوں کو پھیلایا وہ دوڑ کر اس کی آغوش میں سما گئی۔ وہ ناگی بیٹی ناطل تھی۔ وہ ناطل جو نو کے قبیلے سے تعلق رکھتی تھی اور جو بے چین سمندر کے کنارے پہاڑی غاروں میں رہتی ہے۔ اسی ناطل نے اس وقت اپنے مالک کی گلے میں باہیں ڈالی تھیں اور اس کے ہونٹوں کو اپنے گرم رخسار کی طرف جھکا یا تھا۔

وہ قدیم زمانے کی ناطل تھی جو نو اور خطرناک کتے کو مردہ عرب کی لاش کے گرد چکر لگاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ غار میں رہنے والا انسان اپنے قبیلے کا وہ ناچ ناچ رہا تھا جو فتح کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ وہ کبھی جھک جاتا کبھی ہوا میں اچھلتا اور کبھی اپنے بھالے کو اچھالتا۔ ساتھ ہی وہ اس دفن ہو جانے والے زمانے کا گیت بھی گاتا جا رہا تھا جو فتح کے وقت اس کے قبیلے کے لوگ گاتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسی کی طرح وحشیانہ انداز میں دکٹوریہ بھی اپنے نازک سفید ہاتھوں سے تالیاں بجاتے ہوئے اچھل رہی تھی۔

رقص ختم کرنے کے بعد نو ناطل کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ لڑکی نے بھی اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا اور پھر کافی دیر تک دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ اس حیرت انگیز حادثے کے بعد۔ جس نے انھیں الگ کر دیا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا جو انھیں ایک دوسرے کو اس قدر قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ نو نے محسوس کیا کہ ناطل میں کچھ غیر معمولی تبدیلیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ اس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں تھا کہ وہ ناطل تھی لیکن پھر بھی اسکے گرد ایک ایسا سحر چھایا ہوا معلوم ہوتا تھا جس سے نو کو خوف محسوس ہوتا تھا۔ وہ پہلے کے مقابلے

میں اب زیادہ حسین اور پرکشش بھی ہو گئی تھی۔

مقابلے اور رقص کے درمیان پیدا ہونے والے جوش کا اثر۔ جس نے ڈکٹوریہ کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ اب دھیرے دھیرے کر کے دور ہو رہا تھا اس سیاہ بالوں والے نوجوان کے رقص کے انداز نے اسکے دل میں پوشیدہ کسی ایسے تار کو چھیڑ دیا تھا جس سے وہ خود بھی ایک لاکھ سال پہلے کے زمانے میں پہنچ گئی تھی۔ اس تھوڑے عرصے کیلئے وہ بھول گئی تھی کہ وہ ڈکٹوریہ کسٹر ہے بیسویں صدی کی رہنے والی ہے اور تہذیب یافتہ ہے۔

لیکن اب جبکہ دھیرے دھیرے کر کے اسکے یہ سب احساس واپس آرہے تھے وہ اپنے کو ایک عجیب سی الجھن میں پھنسی ہوئی پانے لگی۔ اس کے سامنے ایک وحشی اور ابتدائی دور کا نوجوان کھڑا تھا۔ اسکی آنکھوں میں محبت کی وہ تیز چمک تھی جسے کافی عرصے تک نہیں بھلایا جاسکتا تھا۔ اس نے اپنے چاروں طرف بھیانک و خوفناک جنگل کو پھیلے دیکھا۔ جن کے دوسری طرف شہر تھے گھر تھے اور اس کے اپنے جاننے پہچاننے والے شہر کے تہذیب یافتہ لوگ تھے۔ اسے اپنے ماں باپ اور دوستوں کی یاد آئی ــــ وہ کیا سوچیں گے۔

ایکبار پھر اس نے اس نوجوان کی طرف دیکھا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے دل میں اٹھنے والی اس خواہش کو دبایا کہ دوڑ کر اس کی آغوش میں سما جائے اور اس کی چوڑی چھاتی سے لگ کر اپنے تمام خوف وہراس کو دل سے نکال کر اپنے کو اسکے طاقتور بازوؤں کی پناہ میں دیدے۔ لیکن اس خواہش کے ساتھ ہی پھر اسکے ذہن میں یہ سوال ابھرا۔ وہ کیا سوچیں گے اور وہ لرزتی ہوئی اپنی جگہ پر خوفزدہ سی کھڑی رہ گئی۔

نوجوان نے اس کے چہرے کے اثرات سے اندازہ لگایا کہ وہ کس الجھن میں پھنسی ہوئی ہے۔ لیکن ایک بات کا اندازہ اس نے غلط لگایا۔ ڈکٹوریہ جبکہ اپنے بارے میں خوفزدہ تھی وہ یہ سمجھا کہ وہ اس سے خوفزدہ ہے۔

"تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے ناطل!!" اس نے کہا۔ "کیا تمہیں ان اجنبیوں نے میرے

خلاف کر دیا ہے۔ کیا ان میں سے کسی میں اتنی ہمت ہے جو تمہارے لئے مردم خور لمبے دانتوں والے ودو کو شکار کر سکے۔ دیکھو۔ نہ اس نے اپنے فر کی بیچ سے بندھے ہوئے ودو کے دو لمبے دانتوں کی طرف اشارہ کیا۔! اس ودو کا سر اسی دو کے غار کے دہانے کے پاس دفن ہے۔ اور اب جبکہ میں تمہیں اپنی عورت بنانے کے ارادے سے آیا ہوں میں تمہاری آنکھوں میں خوف دیکھ رہا ہوں یہ کیا بات ہے ناطل۔ کیا اجنبیوں نے میری محبت تم سے چھین لی ہے ؟"

وہ نوجوان ایک ایسی زبان بول رہا تھا جس کا سمجھنے والا اس دنیا میں کوئی بھی نہیں تھا۔ نہ ہی کوئی ایسا تھا جس نے کبھی اس زبان کا ایک لفظ بھی سنا ہو۔ اس کے باوجود بھی ڈاکٹر ریو گسٹر کیلئے وہ زبان اسی طرح سمجھ میں آنے والی تھی جسطرح کہ اسکی اپنی مادری زبان انگریزی۔ اسے اس بات پر ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی کہ اس نے نوکوا کا کی زبان میں جواب دیا۔

"میرا دل کہتا ہے کہ میں تمہاری ہوں نو!" اس نے کہا! "لیکن میرا تربیت یافتہ ذہن مجھے روک رہا ہے کہ میں دل کی خواہش کا احترام نہ کروں۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ لیکن میں اپنی باقی زندگی برہنہ حالت میں جنگلوں میں بھٹکتے ہوئے گذار کر خوش نہ رہ سکوں گی۔ اگر میں تمہارے ساتھ ایک دن کیلئے بھی چلی چلوں تو پھر کبھی اپنے آدمیوں کے درمیان واپس نہ جا سکونگی۔ اور نہ ہی تم اس زندگی میں رہ کر خوش رہ سکو گے جو اس وقت میں گذار رہی ہوں۔ اس میں تمہارا دم گھٹ جائے گا۔ تمہارے لئے یہ صرف کچھ دن کی بات ہے جب تم اپنی ناطل کو چھوڑ کر ودو کو شکار کرنے گئے تھے۔ لیکن حقیقت میں اس دن کو گذرے بے شمار زمانے گذر چکے ہیں اور قسمت کے کسی انجانے ذریعے سے ان تمام زمانوں کے گذرنے کے بعد بھی تم میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں آسکی ہے۔ اب تم اپنی اس لمبی نیند کے بعد اس غاروں کے رہنے والے زمانے سے بیسویں صدی میں آکر بیدار ہوئے ہو۔ اور اس میں تو شبہ نہیں کہ میں بار بار — ہزاروں بار پیدا ہوتی اور مرتی رہی حتیٰ یہاں تک کہ ایک بار پھر ہمارا ملن ہو گیا ہے۔ اگر تم بھی ان بیتے زمانوں میں مرتے اور پیدا ہوتے رہے ہوتے تو ہمارے درمیان اس وقت ان گذرے ہوئے لمبے زمانوں کی خلیج حائل نہ ہوتی اور

ہم ایک دوسرے سے اسی طرح مل سکتے جس طرح کے دوسرے اس زمانے میں ملتے ہیں۔ لیکن تم نے موت و زندگی کے قانون سے انحراف کیا ہے، تم نے مرنے سے انکار کر دیا تھا اس لئے اب جبکہ ہم ملے ہیں ہمارے درمیان ایک لاکھ سال کا فاصلہ کھڑا ہوا ہے — یہ ایک ایسی خلیج ہے جسے پار کر کے میں واپس اس زمانے میں نہیں جا سکتی۔ تم کو بھی اسی راستے سے مجھ تک آنا چاہئے تھا جسے میں نے اختیار کیا تھا — موت اور اس کے بعد کی زندگی کے سلسلے سے،،

دکٹوریہ نے جو کچھ کہا اس میں سے بہت سی باتیں نوک کے سمجھ سے باہر کی تھیں خود دکٹوریہ بھی ان باتوں کا اظہار کرنے میں اپنی قدیم زبان میں الفاظ کی کمی کی وجہ سے اپنی بیسویں صدی کی زبان استعمال میں لاتی رہی تھی۔ لیکن نوک نے مختصر طور پر اس کی باتوں کو سمجھ لیا تھا۔ کہ ناطل اس سے اس لئے دور ہو گئی ہے کہ اس کے سونے کے درمیان ایک لمبا زمانہ گذر چکا ہے، اور یہ کہ وہ مرنے کے بعد ہی اس لمبے زمانے کی خلیج کو پار کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے اور اسی وقت اسے اپنی عورت بنا سکتا ہے۔

اس نے اپنے بھالے کی لکڑی زمین سے ٹکائی اور اس کے پتھر کی نوک پر اپنے سینے کو رکھ دیا۔

۔ میں جا رہا ہوں ناطل،، اس نے سادگی سے کہا،، تاکہ میں اسی طرح واپس آ سکوں جس طرح تم آئی ہو۔ تمہارے بغیر میری زندگی بیکار ہے،،

وہ لڑکی اور نوجوان اپنی باتوں میں اس قدر محو تھے کہ وہ ڈکوز کے بے چینی سے ٹہلنے کے انداز کو نہ دیکھ سکے۔ اور نہ ہی اس کی اس غراہٹ کو سن سکے جو اس کے منہ سے عقب کے جنگل کی سمت دیکھتے ہوئے نکلی تھی —

تیرھواں باب

جنگل میں

دکوٹریہ کو تلاش کرنے والی گرے اسٹوک کی پارٹی ابن اسود تک اس قدر اچانک پہنچی کہ ایک گولی بھی چلنے کی نوبت نہ آئی۔ حقیقت میں پیچھے سے انھیں گاؤں کے لوگ بھگاتے ہوئے آرہے تھے اور وہ لوگ پیچھے ہٹتے ہوئے خود ہی ان سفید فام آدمیوں کے درمیان پہنچ گئے تھے۔

جب گرے اسٹوک نے کہا کہ وہ سفید فام لڑکی کو فوراً اس کے حوالے کر دیں تو ابن اسود قسم کھا کر کہنے لگا کہ اس کے ساتھ کوئی بھی سفید فام لڑکی نہیں ہے۔ لیکن ان پکڑے گئے غلاموں میں سے ایک نے کچھ دوسری ہی بات بتائی۔ جب اس پارٹی کو یہ معلوم ہوا کہ دکوٹریہ کو ابن اسود کے پاس سے اس کا ایک ساتھی کچھ گھنٹے پیشتر اغوا کر کے

لے گیا ہے تو وہ بڑی تیزی سے اس کی تلاش کیلئے جنگل میں چاروں طرف پھیل گئے۔

اس علاقے کے زیادہ سے زیادہ حصے کو دیکھنے کے لئے ہر سفید آدمی نے کچھ وزیری اپنے ساتھ لئے اور جنگل میں اس سمت مختلف سمت کو پھیل گئے جدھر غلام کے کہنے کے مطابق ابوالمکرم وکٹوریہ کو لے کر فرار ہوا تھا۔

اس تلاش کے دائرے کو اور وسیع کرنے کے لئے سفید آدمیوں نے اپنے ساتھ کے وزیری لوگوں کو اپنے سے الگ کر کے اپنے داہنے بائیں پھیلا دیا تھا۔ اسی لئے جب ولیم کرنش اتفاق سے جنگل کے اختتام پر پارک نما جنگل کے پاس تنہا پہنچا اور اس نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا تو ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا اور چھپ کر اس طرف دیکھنے لگا۔

اس کے سامنے وہ لڑکی کھڑی تھی جس سے وہ پیار کرتا تھا اور جسے وہ تلاش کر رہا تھا۔ اس کی حالت سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا ہے انھیں کے قریب دو گدھے کھڑے تھے اور ایک عرب کی لاش پڑی ہوئی تھی جبکہ ٹرکوز اس کے چھپنے کے مقام کی طرف دیکھ کر غرا رہا تھا۔ وکٹوریہ کے سامنے وہ وحشی انسان کھڑا تھا۔ وہ آگے بڑھنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اس نے اس نوجوان کو بھالے کی لکڑی زمین پر ٹیک کر اس کی نوک اپنے دل کے پاس سینے پر رکھتے دیکھا۔ اس کی اس کی اس حرکت اور چہرے پر چھائی کیفیت سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس لئے کرنش پھر پیچھے ہٹ کر اس کام کو انجام پر پہنچتے دیکھنے کا انتظار کرنے لگا جس کا اندازہ اس نے لگا لیا تھا۔ اس کے امریکن ہونٹوں پر خوشی کی مسکراہٹ تھی۔

وکٹوریہ کیشر نے بھی اندازہ لگایا کہ نو کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کے منطقی دلائل کی روشنی میں نو کے لئے ہی ایک راستہ اختیار کرنے کو وہ جانتا تھا۔ لیکن محبت کا منطق سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے جب محبت نے یہ دیکھا کہ کیا ہونے والا

ہے تو اس کے پاس سے منطق دور چلی گئی اور خوف کی ایک تیز چیخ کے ساتھ وکٹوریہ دوڑ کر بھاگنے کو ٹھوکر مارتے ہوئے نوے لپٹ گئی۔

"نہیں نہیں" وہ چیخی "تم ایسا نہیں کر سکتے۔ میں تمھیں نہیں جانے دے سکتی۔ مجھے تم سے محبت ہے ٹو.... اوہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے" اور پھر جب مضبوط باہوں نے اسے اپنے گھیرے میں لیا تو اس کے منہ سے اطمینان کی ایک لمبی سانس نکلی اور اس نے اپنا سارا بوجھ اس شخص کے سینے پر ڈال دیا جو بے شمار زمانوں کو پھلانگ کر اسے حاصل کرنے کے لیے آیا تھا۔

اس نوجوان نے اس کی کمر کے گرد اپنا ایک ہاتھ ڈالا اور دونوں گھوم کر مغرب کی سمت چلنے لگے جدھر ابوالمکرم جا رہا تھا۔ ان دونوں نے اس سفید آدمی کو نہیں دیکھا جس کے چہرے پر گہرے نفرت کے آثار تھے اور جو ان کے عقب کے جنگل سے نکل کر اپنی رائفل سے سیاہ بالوں والے نوجوان کی پشت کا نشانہ لے رہا تھا۔

انھوں نے کتے ٹرکوز کو چھلانگ لگاتے ہوئے بھی نہیں دیکھا اور نہ ہی وہ دیکھا جو اس کے بعد جنگل کی خاموشی میں ظہور میں آیا۔

دس منٹ بعد بارنی جنگل کو پار کرنے کے بعد جب ایک کچھ کھلے ہوئے مقام پر پہنچا تو اسے ایک ایسا منظر دیکھنے کو ملا جس سے اس کی چلتی ہوئی سانس رک گئی — وہاں وہ دونوں جبردار گدھے کھڑے اپنی دموں کو کانوں کو ہلا رہے تھے۔ ان کے پہلو میں ابوالمکرم کی لاش پڑی ہوئی تھی اور جنگل کے کنارے پر اس کے قدموں کے پاس ولیم کرٹس کا مردہ جسم پڑا ہوا تھا۔ اس کے سینے اور گردن کو وحشی دانتوں نے نوچ ڈالا تھا۔ اور اس سے کچھ فاصلے پر ٹرکوز ایک کھلی جگہ پر کھڑا تھا۔ اس نے بارنی کے آنے کی آواز سن لی تھی اس لیے گھوم کر اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کا منہ خون سے رنگا ہوا تھا۔ اس نے دھمکی دینے والی غراہٹ منہ سے نکالی

اور پھر گھوم کر تیزی سے جنگل کی طرف بھاگ گیا۔

باربی نے آگے بڑھ کر اس جگہ کی نرم زمین کا معائنہ کیا جہاں وہ گدھے کھڑے اور عرب کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس جگہ اسے ایک آدمی کے ننگے پیروں کے نشان نظر آئے۔ اس کے ساتھ ہی ایک عورت کے جوتے کا بھی نشان۔ اس نے جنگل کی اس سمت کو دیکھا جدھر ڈگوز بھاگ کر گیا تھا۔

کیا اس کی بہن اس وحشی انسان کے ساتھ چلی گئی ہے۔ کیا اگر وہ اس کے تعاقب میں جائے تو اسے واپس لانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اسے اس پر شبہ تھا کہ وہ اپنے خواب کے آدمی کو چھوڑ کر واپس آجائے گی۔ لیکن کیا وہ اس کے ساتھ خوش رہ سکے گی۔ اس بے رحم جنگل میں یا اس سے بھی زیادہ بے رحم تہذیب یافتہ انسانوں کے درمیان۔

دوسرا حصّہ

پہلا باب

پھر وہی......

وکٹوریہ کسٹر یہ محسوس کر رہی تھی کہ اس کا بھائی جنگل میں راستہ بناتا اس کے عقب میں بڑھا چلا آرہا ہے۔ اور وہ اس لئے آرہا ہے تاکہ اسے ٹو سے الگ لے جائے۔

اس کی تہذیب یافتہ زندگی اس سے بار بار کہہ رہی تھی کہ وہ اس بیوقوفانہ خیال کو اپنے ذہن سے نکال دے۔ اپنے وحشی آدمی کو چھوڑ دے اور اپنے بھائی اور اپنی تہذیب کی پناہ میں واپس چلی جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک دوسری قوت اور بھی کام کر رہی تھی ــــ ایک ایسی قوت جو بے شمار زمانے قدیم کی وحشیانہ زندگی سے تعلق رکھتی تھی۔ اور یہی طاقت وکٹوریہ کسٹر کو جنگل کی گہرائیوں میں آگے ہی آگے لئے جا رہی تھی۔ ویسے وہ اپنے وحشی عاشق کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے ایک طرح کی ہچکچاہٹ بھی محسوس کر رہی تھی

اور بار بار پیچھے گھوم کر دیکھتی بھی جا رہی تھی۔ نو نے اس کی طرف گھوم کر دیکھا۔

"وہ آ رہے ہیں ناطل!" اس نے کہا "نو ان اجنبیوں سے مقابلہ نہیں کر سکتا جو دھات کو آسمان سے چراتی ہوئی گرج کے ساتھ پھینکتے ہیں۔ چلو! ہمیں تیزی سے ددکے غار میں پہنچ جانا چاہئے۔ کل ہم پھر نو کے قبیلے کے تلاش میں نکلیں گے جو ویران پہاڑی کی چوٹیوں پر سمندر کے کنارے آباد تھا۔ اپنی دنیا میں پہنچ کر ہم پھر سے ہنسی خوشی دن گذار سکیں گے۔"

لیکن لڑکی اب بھی ہچکچاہٹ محسوس کر رہی تھی۔ نو نے اسے اپنی مضبوط باہوں میں اٹھایا اور تیزی سے ددکے غار کی طرف بڑھنے لگا۔ لڑکی نے اپنے کو چھڑانے کیلئے ذرا بھی جدوجہد نہیں کی۔ وہ خاموشی سے اس کی باہوں میں پڑی رہی کیونکہ ایک لمبے عرصے بعد اب وہ ایک عجیب طرح کی خوشی و اطمینان کا احساس کر رہی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اسے اس کے گھر کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔

کبھی کبھی نو درختوں کی نچلی شاخوں کا سہارا لیکر آگے بڑھتا تھا۔ اس جگہ وہ گلہری کی سی پھرتی دکھاتا تھا لیکن اس کے ساتھ کی عورت ـ جس کے سینے میں اب بھی موجودہ دور کی وکٹوریہ کسٹر کا دل تھا اس کی چھلانگوں سے خوف زدہ ہو جاتی۔ پھر بھی بھاگتے ہوئے اس کا یہ خوف بڑھتا جا رہا تھا کہ کہیں تعاقب کرنے والے ان تک پہنچ نہ جائیں اور اسے کھینچ کر اس تہذیب یافتہ دنیا میں لے جائیں جہاں نو اس کے ساتھ نہ جا سکے گا۔

یہ تیسرے دن کی بات ہے جب شام کے وقت وہ ددکے غار کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ دونوں ایک ساتھ ہاتھ میں ہاتھ دئے پہاڑی کے اوپر چڑھے اور ایک ساتھ ہی غار کے اندر داخل ہوئے۔

"کل" نو نے کہا: "ہم اپنے قبیلے کے غاروں کو تلاش کریں گے اور ہم ضرور ہی انھیں پانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

رات کا اندھیرا جنگل، پہاڑ اور میدان پر چھا گیا۔ نو اور ناطل سو گئے کیونکہ اس تین

دن کے لمبے سفر نے انھیں بری طرح تھکا دیا تھا۔

اور پھر زمین کے نیچے سے ایک تیز گھڑ گھڑاہٹ کی آواز ابھری۔ جس سے زمین لرز اٹھی۔ چٹانیں ہل گئیں اور چٹانوں کے ٹوٹنے والے بڑے بڑے ٹکڑے تیز آواز پیدا کرتے ہوئے پہاڑی سے نیچے کی طرف جانے لگے۔

نو اچھل کر اپنے پیروں پر کھڑا ہوا لیکن دوسرے لمحے ہی جیسے اسے کسی نے اچھال دیا اور وہ دوبارہ غار کے فرش پر اس طرح گرا کہ بیہوش ہو گیا۔ اندر گھرا اندھیرا تھا۔ وہاں باہر کی ہلکی سی بھی روشنی نہیں آ رہی تھی۔ کچھ لمحے تک زمین اوپر نیچے ہوتی رہی۔ اس کے بعد گھڑ گھڑاہٹ کی آواز بند ہو گئی اور چاروں طرف گہرا سناٹا چھا گیا۔

اور نو اس جگہ بے ہوش پڑا تھا جہاں پر وہ گرا تھا۔

دوسرا باب

پتھر کا زمانہ

اس وقت صبح کی روشنی پھیل رہی تھی جب ناطل بیدار ہوئی۔ سورج جو ڈوبے سمندر کے کنارے سے اپنا سر ابھار رہا تھا جس سے روشنی غار کے اندر اس مقام تک پہنچ رہی تھی جہاں وہ نرم و ملائم کھالوں کے بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس کے پاس اس سے زیادہ عمر کی ایک عورت لیٹی ہوئی تھی۔ ان کے سامنے غار کے دہانے کے پاس دو مرد سو رہے تھے۔ ایک تو اس کا باپ اور دوسرا اس کا بھائی اہت تھا۔ اس کے پاس لیٹی ہوئی عورت اس کی ماں نوتان تھی۔ اب اس نے بھی اپنی آنکھیں کھولیں۔ اس نے اپنے سر کے نیچے اپنا ہاتھ رکھا اور سیدھی ہو کر لیٹ گئی۔ پھر اپنے سر کو دھیرے سے تھوڑا سا گھماتے ہوئے اس نے اپنی بیٹی ناطل کی طرف دیکھا۔ اس کی یہ حرکت کسی آرام کرنے والی شیرنی کی حرکت جیسی تھی۔ نوتان اپنی لڑکی کی طرف دیکھ کر مسکرائی تو اس کے سفید دانت چمک اٹھے ناطل بھی جواب میں مسکرائی۔

"میں خوش ہوں کہ دن کی روشنی پھر نظر آئی"! لڑکی نے کہا "کل رات زمین کے ہلنے نے مجھے بہت ہی خوفزدہ کر دیا تھا۔ اسی لئے میں ساری رات بہت ہی بھیانک خواب دیکھتی رہی ہوں" ناطل کہتے ہوئے کانپ اٹھی۔

تما نے آنکھیں کھولتے ہوئے دونوں عورتوں کی طرف دیکھا۔

"میں بھی خواب دیکھ رہا تھا" اس نے کہا "میں نے دیکھا کہ زمین پھر ہلی پہاڑ نیچے بیٹھ گیا اور بے چین سمندر کی لہریں ہم سب کو غرق کر کے اس کے اوپر سے گزر نے لگیں اب یہ جگہ رہنے کے لئے محفوظ نہیں رہ گئی ہے۔ کھانا کھانے کے بعد میں جا کر نو سے ملاقات کروں گا اور اس سے کہوں گا کہ وہ رہنے کے لئے کسی اور جگہ دوسرے غار تلاش کرے"۔

ناطل اٹھی اور دونوں آدمیوں کے درمیان سے گزر کر غار کے دہانے کے پاس باہر نکلی ہوئی چٹان پر جا کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر تھے جو اس کے جانے پہچانے تھے پھر بھی نئے سے معلوم ہو رہے تھے۔ اس کے نیچے چوٹی کے دامن میں ایک چھوٹی سے کھلی جگہ تھی جہاں چاروں طرف چھوٹے بڑے پتھروں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ سامنے کی طرف جنگل کا سلسلہ تھا جہاں بڑی بڑی پتیوں والے درخت سو فٹ کی اونچائی تک ہوا میں اپنا سر اٹھائے کھڑے تھے۔ اور سورج اس سمندر سے نکل کر اوپر کی سمت اٹھ رہا تھا جو اس جنگل کی دوسری طرف لہریں لے رہا تھا۔ وہ سورج بڑا اور سرخ تھا۔ فضا بھاری اور گرم تھی اور دوسری مخلوقیں ۔ ہزاروں قسم کے کیڑے مکوڑے ہوا میں اڑتے بھنبھناتے پھر رہے تھے اور سمندر کی سطح کو سیاہ بنا رہے تھے۔

ناطل نے اپنی پیشانی پر بل ڈال لئے۔ وہ سوچنے کی کوشش کر رہی تھی ۔ کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی ۔ کیا وہ اپنے خواب کے بارے میں سوچ رہی ہے یا یہ خواب ہے۔ اس نے اپنے سر کو جھٹکا دیا۔ پھر اس نے اپنے لباس پر نظر ڈالی۔ ایک لمحے کے لئے ایسا ظاہر ہوا جیسے وہ اپنے اس لباس کا مطلب سمجھنے سے قاصر ہے ۔ سرخ ہرن کی ایک

کھال جسم پر اوڑھا۔ بالکل ار گینڈے۔ کی موٹی کھال کی سینڈل اس کے پیروں میں
تھی جو چمڑے ہی کے تسمے سے اس کے خوبصورت پیروں میں بندھی تھی۔ اسے جلد ہی
احساس ہو گیا کہ وہ ہمیشہ سے اسی قسم کا لباس پہنتی آئی ہے۔ لیکن کیا حقیقت میں
ایسا ہے۔ اس سوال نے اسے الجھن میں ڈال دیا۔

اس کے ہاتھ مشینی انداز میں اٹھ کر سر پر چلے گئے اور پھر وہاں سے پھسلتے ہوئے
پشت پر گردن کی طرف۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار آگئے جب
اس نے اپنی گردن پر کھلے ہوئے لمبے بالوں کا احساس کیا جو اس کی کمر تک لٹک رہے
تھے۔ آخر وہ کون سی چیز تھی جسے اس کی انگلیاں چھونے میں ناکامیاب رہی تھیں
کیا بالوں کو باندھنے والی جالی۔ لیکن پتھر کے زمانے کی ناطل کو بالوں کو باندھنے والی
جالی کا کیا علم ہو سکتا تھا۔

دھیرے دھیرے اس کی انگلیاں سر پر پھسلتی رہیں اور جب وہ ایک چوڑے فیتے
سے مس ہوئیں۔ جو اس کے بالوں کو پیشانی سے پشت تک باندھے ہوا تھا۔ اس کے
چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ یہ فیتہ اسے نو کے بیٹے نونے دیا تھا جسے اس نے خود ہی
ایک بڑے سانپ کی کھال سے۔ جو سیاہ اور سرخ اور پیلے رنگ کا تھا۔ بنایا
تھا۔ اس چیز نے اس کے ذہن سے بہت سی الجھنیں دور کر دیں۔ وہ گھوم کر پھر غار
میں داخل ہوئی۔ اس نے ایک لکڑی کے طاق سے۔ جو ایک سوراخ میں رکھا ہوا
تھا مٹھی بھر رنگ برنگے پر نکالے اور انھیں پیشانی پر فیتے میں اڑس لیا۔ جہاں
وہ ہوا سے اس طرح جنبش کرنے لگے جیسے اپنی خوش قسمتی پر ناز کر رہے ہوں۔

اس وقت تک لونان، نا اور آہت بھی اٹھ چکے تھے۔ زیادہ عمر والی عورت غار
کے اندر خشک لکڑیوں کو ایک جلتی ہوئی لکڑی سے جلانے میں مصروف ہو گئی۔ نا
اور آہت غار سے باہر نکلے صبح کی تازی ہوا میں لمبی لمبی سانس لینے لگے۔ ناطل بھی
انھیں کے پاس آگئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک چمڑے کا جھولا سا تھا۔ وہ تینوں پہاڑی

سے نیچے اترنے لگے۔

اب دوسرے آدمی اور عورتیں بھی دوسرے غاروں سے نکلنا شروع ہو گئے تھے۔ انھوں نے ان تینوں کا مسکرا مسکرا کر استقبال کیا۔ ہر شخص گذشتہ رات آنے والے زلزلے کے سلسلے میں اپنی رائے کا اظہار کرنے لگا۔

ثنا اور آہت سمندر کی سمت کے جنگل کی طرف چلے گئے اور ناطل ایک جھیل کے پاس ٹھہر گئی جس میں صاف وسفید پانی زمین سے ابلتا ہوا نظر آرہا تھا۔ اس جگہ دوسری لڑکیاں بھی موجود تھیں جو اپنے جھولوں کو پانی سے بھر رہی تھیں۔ ان میں کور کی بیٹی رایل تھی جو سب سے بہترین بھالے کی نوک بنانے میں مشہور تھی۔ اور سردار نو کی بیٹی اور نو کے بیٹے نو کی بہن اونا تھی۔ ان کے علاوہ اور بھی چھ سات لڑکیاں تھیں جو کسی چیتے کی طرح چاق وچوبند اور پھرتیلی نظر آرہی تھیں۔ وہ پانی بھرتے ہوئے آپس میں ہنستی اور باتیں کرتی جا رہی تھیں۔

"ناطل، کیا تمہیں اس وقت خوف نہیں محسوس ہوا تھا جب زمین ہلی تھی؟" اونا نے پوچھا۔

"بہت ڈری تھی۔" ناطل نے جواب دیا۔ "لیکن مجھے تو اس سے زیادہ خوف اس خواب سے محسوس ہوا تھا جو میں نے زمین کا ہلنا بند ہونے کے بعد دیکھا تھا۔"

"کیا دیکھا تھا؟" کور کی بیٹی رایل نے دریافت کیا۔

"میں نے خواب دیکھا کہ میں ناطل نہیں ہوں۔" اس نے جواب دیا۔ "میں نے ایک عجیب دنیا اور عجیب لوگوں کو دیکھا اور اپنے کو بھی انھیں میں سے ایک پایا۔ میں ایسے لباس پہنے تھی جو کھال نہیں تھی۔ میں ایسے غار میں رہتی تھی جو غار نہیں تھا۔ وہ زمین پر ان چیزوں سے بنایا گیا تھا۔ جس سے درخت بنے ہوتے ہیں۔ اس ایک غار کے اندر کئی غار تھے۔

"ان میں مرد اور عورتیں سب ہی تھیں اور کچھ آدمی ان میں سے سیاہ رنگ کے بھی تھے۔"

"سیاہ!" ایک لڑکی نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں سیاہ۔" ناطل نے زور دے کر کہا۔ "اور صرف وہی ایسے لباس پہنتے تھے جو ہم سے کچھ ملتے جلتے تھے۔ سفید آدمی عجیب طرح کے لباس اپنے جسم اور سر کو ڈھانکنے کے لئے استعمال میں لاتے تھے اور ان کے داڑھیاں نہیں تھیں۔ ان کے پاس چھوٹے بھالے تھے جو آگ اگلتے تھے اور بہت تیز آواز پیدا کرتے تھے۔ ان سے وہ اپنے دشمن درندوں کو کافی فاصلے پر رہ کر ہلاک کر دیتے تھے۔"

"اور کیا نو کا بیٹا نو بھی اس جگہ موجود تھا؟" رایل نے پوچھا۔

"وہ آ کر مجھے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔" وہ رنجیدہ ہو کر بولی۔ "لیکن رات کے وقت جب ہم دُو کے غار میں سو رہے تھے زمین تھرتھلی تھی۔ اور جب میں بیدار ہوئی تو اپنے کو اپنے باپ تا کے ساتھ اپنے غار میں پایا۔"

"نو ابھی تک واپس نہیں آیا۔" اونا نے بتایا۔

ناطل نے اس کی طرف استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔

"نو کا بیٹا نو کہاں گیا ہے؟" اس نے دریافت کیا۔

"تا کی بیٹی ناطل کے علاوہ اس بات کو اچھی طرح اور کون جان سکتا ہے کہ نو کا بیٹا نو آدم خور دو کو شکار کرنے کے لئے گیا ہے تاکہ اسے ناطل کے غار کے دہانے کے سامنے رکھ سکے۔"

"وہ واپس نہیں آیا۔" ناطل نے پوچھا۔ "اس نے جانے کے لئے کہا تھا لیکن میں تو اسے مذاق سمجھی تھی۔ کیونکہ ایک تنہا آدمی آدم خور دو کو کسی طرح بھی ہلاک کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔"

سبھی لڑکیاں اپنی اپنی مشک پانی سے بھرنے کے بعد اپنے اپنے غاروں کی طرف واپس ہو گئیں۔ ناطل نے اپنے غار میں پہنچ کر مشک کو رکھا ہی تھا کر ناا در آہت بھی واپس آ گئے۔ ایک کے ہاتھ میں ایک اینٹیلوپ تھا اور دوسرا کافی تعداد میں پھل لئے ہوا تھا۔

غار کے دہانے کے پاس جہاں لکڑیاں جل رہی تھی چٹان کو کاٹ کر ایک چھوٹا سا گڑھا بنایا گیا تھا۔ اس میں ناطل نے کچھ پانی ڈالا جبکہ نوتان نے اینٹیلوپ کے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹے اور انھیں پانی میں ڈال دیا۔ اس کے بعد اس نے آگ کے اندر رکھے ہوئے ایک پتھر کے چھوٹے ٹکڑے کو اٹھایا۔ جو آگ میں رکھے رہنے کی وجہ سے کافی گرم ہو گیا تھا۔ اسے اس نے پانی میں ڈال دیا۔ پانی میں بڑبڑاہٹ کی ایک تیز آواز ہوئی۔ اس کے بعد وہ یکے بعد دیگرے پتھر کے ٹکڑے اٹھا اٹھا کر پانی میں ڈالتی گئی یہاں تک کہ پانی ابلنے لگا۔ اس کے بعد وہ ٹھہر گئی اور صرف اس وقت پتھر کا ٹکڑا پانی میں ڈالتی جب اس کے ابلنے میں کچھ کمی آنے لگتی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پانی میں ایک انگلی ڈال کر اس کے ٹمپریچر کا بھی اندازہ لگاتی جاتی۔ دوسرے خاموشی سے بیٹھے اپنے ابتدائی دور کے کھانے کے تیار ہو جانے کا انتظار کرتے رہے۔ آخر ایک بار نوتان نے انگلی سے اندازہ لگانے کے بعد مطمئن انداز میں نا کو اشارہ کیا کہ کھانا تیار ہے۔

اس آدمی نے اپنے پتھر کے چاقو کو نصف پکے ہوئے گوشت کے ایک ٹکڑے میں پیوست کر دیا اور اسے ابلتے ہوئے پانی سے نکال کر نوتان کے قریب فرش پر پھینک دیا۔ دوسرا ٹکڑا اس نے ناطل اور تیسرا آہت کی طرف پھینکا اور چوتھا خود اپنے لئے رکھ لیا۔ اس کے بعد وہ ہنستے اور باتیں کرتے ہوئے اسے کھانے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا اس غار میں رہنے والے آپس میں ایک دوسرے کے گہرے دوست ہیں۔

آہت نو کے بیٹے نوکے بارے میں ناطل سے مذاق کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وہ

کو شکار کرنے سے پہلے کسی لکڑ بگھے نے ہی اسے اپنا شکار بنا کر ہضم کر لیا ہو گا۔ لیکن نوتان اپنی بیٹی کی طرف سے بول اٹھی کہ نو کو ود کا ٹھکانا مل گیا ہو گا اور وہ اس کے پورے خاندان کو ختم کرنے کے لئے وہیں ٹھہر گیا ہو گا۔"

"مجھے نو کے لئے ود کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔" تکے نے کہا۔ "کیونکہ نو کا بیٹا تو اپنے باپ کی طرح ایک طاقتور شکاری ہے۔ مجھے تو اس بات کا خدشہ ہے کہ کہیں زمین کے ہلنے وقت کوئی چٹان اس کے سر پر نہ آ گری ہو اور اس کے خاتمے کا سبب بن گئی ہو۔ میں تو اسے واپس آتا دیکھ کر خوشی محسوس کروں گا۔ وہ میری بیٹی کو خوشی سے اپنی عورت بنا سکتا ہے چاہے ود کا سر لے کر واپس آئے یا نہ لے کر واپس آئے۔"

ناطی خاموش تھی اور متفکر تھی۔ وہ خوفزدہ تھی کہ طاقتور عناصر سے کوئی بھی انسان مقابلہ کر کے نہیں بچ سکتا خواہ وہ کتنا ہی بہادر اور طاقتور کیوں نہ ہو۔

کھانے کے بعد تا اپنے کہنے کے مطابق سردار نو کے غار کی طرف گیا۔ اس جگہ سے پہلے ہی سے کئی عمر رسیدہ اور نوجوان آدمی موجود نظر آئے۔ اس جگہ ان کی تعداد اس قدر تھی کہ وہ سب غار کے اندر اور غار کے دہانے کے باہر کی تلی جگہ پر نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ اس لئے نو کے کہنے پر وہ نیچے کی سمت ایک کھلے ہوئے مقام پر اترے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں قبیلے کے لوگ دعوت کھانے یا پھر کسی اہم مسئلے پر گفتگو کرنے کے لئے جمع ہوتے تھے یا پھر اسی طرح کے دوسرے مواقع پر جب زیادہ تعداد کے آدمیوں کی ضرورت پیش آتی تھی۔

نو ایک کھلی جگہ کی چپٹی چٹان پر بیٹھ گیا۔ اس کے سر پر غار میں رہنے والے لمبے بالوں والے ریچھ کی کھال تھی اور کمر کی پیٹی میں سے جس سے اس کے کمر کے نچلے حصے کو چھپانے والی کھال بندھی تھی۔ اس کا پتھر کا کلہاڑا اور چاقو لٹک رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبا بھالا تھا جسے اس نے اپنے دونوں پیروں کے درمیان زمین پر ٹیک رکھا تھا۔ اس کے سیاہ بال گچھے کی شکل میں تھے۔ اس کی پیشانی پر شیر کی کھال کا فیتہ بندھا تھا جس میں

ایک لمبا پر لگا ہوا تھا۔ اس کی گردن میں لمبے لمبے تیز دانتوں اور ناخنوں کی مالا تھی اس کے رخسار سے لیکر ایڑی تک جگہ جگہ زخموں کے مندمل نشان تھے جو انھیں ان خطرناک درندوں سے پہنچائے تھے جن کا اس نے شکار کیا تھا اور جو اس ابتدائی دور میں پائے جاتے تھے۔ اس نے اپنے شانے پر پڑی ہوئی کھال کو نیچے گرا دیا کیونکہ صبح گرم تھی۔ اس گرم آب و ہوا میں مشکل سے ہی کبھی کچھ جسم پر ڈالنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی لیکن اس کے باوجود بھی انسان فیشن کا غلام تھا۔ وہ ان کی بہادری کے نشان ہوتے تھے اور ان کی عورتوں پر گہرا اثر ڈالتے تھے۔

تا ـ جوان لوگوں کے درمیان نو کے بعد کی حیثیت رکھتا تھا۔ سب سے پہلے بولنے کے لئے کھڑا ہوا۔ چونکہ ابھی ان کے پاس تمام باتوں کا اظہار کرنے کے لئے الفاظ نہیں تھے اس لئے زیادہ تر باتیں اشاروں ہی اشاروں میں کہی جاتی تھیں۔ اس لئے تقریر کرنا ایک بہت ہی مشکل کام سمجھا جاتا تھا۔ اس کے لئے بڑے تجربے کی ضرورت ہوتی تھی کیونکہ اپنے خیالات کا اظہار اپنے دوسرے ساتھیوں پر کرنا ایک ایسا کام تھا جو سب آسانی سے نہیں کر سکتے تھے۔

تا نے جب اپنے قبیلے کے لوگوں اور سردار نو کے سامنے بولنا شروع کیا تو ساتھ ساتھ اسے مختلف قسم کے اشاروں اور نشانوں کو بھی ظاہر کرنا پڑا۔ ہاتھ جہاں یہ تا کے لئے ایک کڑی دماغی محنت تھی وہیں اس کے سننے والوں کے لئے بھی تھی۔ اس زمانے میں مرد باتیں سننے والے تھے کیونکہ ان کے لئے سننے کے مواقع بہت کم آتے تھے۔ اور جب آتے تھے تو وہ بہت ہی اہم ہوا کرتے تھے۔ اس کے لئے انھیں اپنے کان کھڑے رکھنے پڑتے تھے آنکھ کو بولنے والے پر جمائے رکھنا پڑتا تھا تاکہ اس کی کوئی حرکت نظر سے بچ نہ جائے۔ اس کے علاوہ انھیں اپنے خیالات کو یکجا کر کے صرف ایک جگہ مرکوز کرنا پڑتا تھا۔

تا اپنے قبیلے کے جنگجو لوگوں کے درمیان ایک ایسے مقام پر کھڑا تھا جو خاص اسی مقصد کے لئے بنائی گئی تھی۔ اس کے چاروں طرف عمر رسیدہ آدمی تھے۔ ان سے پیچھے ان میں کم عمر والے اور سب سے پیچھے قبیلہ کے نوجوان آدمی کھڑے ہوئے تھے۔

تا کہہ رہا تھا۔

"ہم جس جگہ رہتے ہیں وہاں کی زمین گرتی ہے اور ہلتی ہے۔ چوٹی گر سکتی ہے" اس نے اوپر کی سمت غاروں کی طرف اشارہ کیا اور پھر اپنی ایک مٹھی کو زمین کی طرف جھکایا۔ "ہم مر جائیں گے۔ ہمیں جانا چاہئے۔ ہمیں ایک نئی رہنے کی جگہ تلاش کرنی چاہئے جہاں کی زمین نہ ہلتی ہو۔ درندے ہر جگہ ہیں۔ پھل ہر جگہ ہیں۔ دانے ہر دریا کے کنارے پائی جانے والی وادی میں اگتے ہیں ہم جس طرح یہاں شکار کرتے ہیں اسی طرح دوسری جگہ بھی کر سکتے ہیں۔ ہمیں کھانے کو بہت مل سکتا ہے۔ ہمیں اپنی عورتوں اور بچوں کو لیکر کسی اور جگہ چلنا چاہئے۔"

بولنے کے درمیان اس نے شکار کرنیوالی آواز نکالی۔ غلہ اور پھل جمع کرنے کے انداز کا اشارہ کیا۔ نئے رہنے کے مقام کی تلاش میں نکلنے کے لئے تھوڑی دور چل کر اپنے خیال کا اظہار کیا۔ اس کی حرکات بہت ہی صاف تھیں۔ اس کی بات سننے والے خاموشی سے بیٹھے تھے۔ اپنی بات ختم کرنے کے بعد وہ عمر رسیدہ لوگوں کے درمیان چلا گیا۔ پھر دوسرا ــــ ایک بوڑھا آدمی اٹھا۔ وہ کھلی جگہ کے درمیان آیا اور اس نے اشاروں اور لفظوں میں بتایا کہ جگہ تبدیل کرنے میں کیا کیا خطرات ہیں۔ اس نے ان واقعوں کی طرف توجہ دلائی جب اجنبی لوگ چھوٹی اور بڑی تعداد میں ان کے رہنے کے مقام کی طرف آئے تھے اور کس طرح ان کے نوجوانوں نے ان پر حملہ کر کے اس طرح انھیں ختم کر دیا تھا کہ ان میں سے ایک بھی بچ کر واپس نہیں

جا سکا تھا۔

"دوسرے بھی ہمارے ساتھ بھاگ سکتے ہیں۔ اگر ہم ان کے رہنے کے مقاموں کی طرف گئے۔" اس نے کہا۔

جب وہ اپنی بات کہکر بیٹھ گیا تو نوجوانوں کے گروہ سے ہُد آگے آیا۔ ہر تا کی بیٹی ناطی کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اسی لئے اس نے دو خاص وجہ سے اس کے باپ کے باتوں کی تائید کی۔ پہلی وجہ یہ تھی کہ ممکن ہے قبیلہ فوراً ہی چل پڑے جبکہ نُو کا بیٹا وہاں موجود نہیں ہے۔ اگر ایسا ہو جاتا تو ہُد کے لئے اس لڑکی کو حاصل کرنے کے مواقع مل سکتے تھے۔

"تا نے جو بات کہی ہے عقلمندی کی ہے۔" اس نے کہا۔ "اب یہ زمین انسان یا درندوں کے لئے محفوظ نہیں رہ گئی ہے۔ مشکل سے ہی ایک چاند گزرتا ہے کہ زمین کانپنے لگتی ہے۔ اس کی وجہ سے کتنی ہی زمین پھٹ گئی ہے اور کتنے ہی پہاڑ کی چوٹیاں نیچے آرہی ہیں۔ کسی وقت ہماری چوٹی بھی نیچے گر سکتی ہے۔ ہمیں ایسی زمین پر چلنا چاہئے جہاں وہ ہلتی نہ ہو۔ ہمیں اجنبیوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ باتیں بوڑھے لوگوں اور عورتوں کی ہیں۔ نُو کا قبیلہ بہت ہی طاقتور ہے۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق کہیں بھی جا سکتا ہے اور انھیں ہلاک کر سکتا ہے۔ جو اس کا راستہ روکیں۔ ہمیں تا کے کہنے کے مطابق ہی کرنا چاہئے اور یہاں سے فوراً ہی روانہ ہو جانا چاہئے۔ زمین کسی وقت بھی گھڑگھڑانا شروع کر سکتی ہے۔ ہمیں اسی وقت روانہ ہو جانا چاہئے کیونکہ ہم کھانا کھا چکے ہیں۔"

اس کے بعد دوسرے بھی بولنے کے لئے درمیان میں آئے۔ ان کے ذہنوں پر زلزلے کا خوف اس بری طرح سوار ہو چکا تھا کہ قریب قریب سب ہی اس جگہ سے کسی دوسری جگہ جانے کی خواہش رکھتے تھے۔ نُو سب کی باتیں سنتا رہا۔ جب وہ تمام

لوگ بول چکے جو بولنے کی خواہش رکھتے تھے تو وہ اپنی جگہ پر کھڑا ہوا۔

"ہمارے لئے جانا ہی بہتر ہوگا" اس نے کہا اور ہدا اپنے ہونٹوں پر آنے والی مسکراہٹ کو نہ چھپا سکا "اپنے بیٹے لو کے آتے ہی ہم چلیں گے" ہدر کے ہونٹوں کی مسکراہٹ غائب ہوگئی "میں لے تلاش کرنے جاتا ہوں" اس نے کہتے ہوئے اپنی بات ختم کر دی۔

کاونسل برخواست ہوگئی اور لوگ اپنے مختلف فرائض کو انجام دینے کے لئے چلے گئے۔ نانو کی تلاش میں جانے کے لئے اس کے باپ کے ساتھ ہو گیا۔ ان میں سے ایک شکاری پارٹی شمال کی طرف چلی گئی جہاں کی پہاڑی کے دامن سے جو سمندر سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھی۔ گذشتہ دن قبیلے کے ایک آدمی نے ایک بیل کو دیکھا تھا۔

ہدا اپنے غار میں چلا گیا اور ناطل سے ملاقات کرنے کا موقع تلاش کرنے لگا۔ آخر اس کی امید اس وقت بر آئی جب اس نے اسے نیچے جھیل کی طرف جاتے دیکھا۔ اسے آس پاس بھی کوئی موجود نظر نہیں آیا۔ وہ دوڑ کر اس وقت اس کے پاس پہنچ گیا جب وہ اپنے مشک کو پانی سے بھرنے کے لئے جھکی ہوئی تھی۔

"ناطل" ہدر فوراً ہی اسکے سامنے پہنچ کر اپنے یہاں کے رواج کے مطابق اپنے مطلب کی بات پر آ گیا "میں تمھیں اپنی عورت بنانا چاہتا ہوں"

ناطل چند ثانیے تک اس کے چہرے کو دیکھتی رہی اور پھر بہت زور سے ہنسی۔

"جاؤ۔ وو کا سر لاکر میرے باپ کے غار کے دہانے کے پاس رکھو" اس نے جواب دیا "اس وقت ممکن ہے ہدر کہ ناطل تمہاری عورت بننے کے بارے میں کچھ غور کر سکے۔ لیکن میں بھول گئی تھی" وہ یکایک چیخی "ہدر تو شکار ہی نہیں کرتا۔ وہ بوڑھے لوگوں کے ساتھ گھر میں رہنا زیادہ پسند کرتا ہے جبکہ نوجوان جانوروں کی تلاش میں

باہر جاتے ہیں۔"

اس کے چہرے پر سرخی آگئی۔ جسمانی لحاظ سے بزدل نہیں تھا کیونکہ بزدل اس کے بہت زمانے بعد پیدا ہونا شروع ہوئے تھے۔ اس نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ہر تمہیں یہ دکھائے گا کہ وہ بزدل نہیں ہے۔" وہ چیخا۔ "وہ تمہیں اپنی عورت بنانے کیلئے لے جائے گا۔ اسے نوٹنا اور نو کے بیٹے نوکی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔ اگر وہ تمہیں اس سے چھیننے آئیں گے۔ ہر ان سب کی جان لے گا۔"

یہ کہتے ہوئے وہ اسے جھیل کے سامنے کے جنگل کی طرف کھینچتا ہوا بڑھا وہ جنگل جو پہاڑی اور سمندر کے درمیان واقع تھا۔ نا طل نے اپنے کو آزاد کرنے کی جدوجہد شروع کی۔ لیکن ہر ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھے اور دوسرے اس کے لچک جسم کو اٹھائے جنگل کی طرف بڑھتا رہا۔ جنگل طے کرنے کے بعد وہ شمالی سمندری کنارے کی طرف گھوم گیا۔ اس جگہ اس نے لڑکی کے منہ پر سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔

"کیا تم خوشی سے میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو؟" اس نے کہا۔ "یا مجھے تمام دن تمہیں اسی طرح اٹھا کر لے چلنا پڑے گا۔"

"میں اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔" اس نے جواب دیا۔ "کیونکہ دوسری صورت میں نوکا بیٹا نوہان تک کہ میرا باپ، میرا بھائی بھی تمہاری اس حرکت پر تمہیں ہلاک نہیں کر سکیں گے جو تم اس وقت کر رہے ہو۔ لیکن اس حالت میں جبکہ تم ان بالدار لوگوں کی طرح مجھے زبردستی لے جا رہے ہو۔ جس طرح وہ زبردستی اپنی عورتوں کو لے جایا کرتے تھے۔ ان لوگوں کو اس بات کا حق حاصل رہے گا کہ وہ تمہیں ہلاک کر سکیں۔ تم ایک درندے ہو ہر۔ اور

جب میرے آدمی آئیں گے تو تمہیں ان سے کوئی بھی نہ بچا سکے گا۔"

اس سے تمہیں بھی تکلیف پہنچے گی۔" اس نے کہا۔" کیونکہ اگر تم خوشی سے میرے ساتھ نہیں چلوگی تو قبیلے والے بچے کو مار ڈالیں گے۔"

"بچہ ہوگا ہی نہیں۔" ناطل نے جواب دیا اور اپنی سرخ ہرن کی کھال کے نیچے چھپے ہوئے اپنے پتھر کے چاقو کو ٹٹولا۔

ھد سمندر کے کنارے کنارے چلنے لگا۔ اُسے ڈر تھا کہ اس طرف شکار پر آنے والی پارٹی کی نظر اس پر نہ پڑ جائے۔ اس کے قدم ان پہاڑی چوٹیوں کی طرف اٹھ رہے تھے جو بے چین سمندر کے کنارے کھڑی تھیں۔ وہاں تک پہنچنے کے لئے ھد کو نصف دن تک چلنا پڑا۔

اب سورج ان کے سروں پر آچکا تھا اور ھد اپنے ساتھ زبردستی لائی ہوئی لڑکی کو کھینچتا پہاڑی کی بلندی پر چڑھ رہا تھا۔ اس نے اسی جگہ اپنے چھپنے کا مقام تلاش کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اس نے جو حرکت کی ہے اس کی وجہ سے ممکن ہے اسے پورے ایک چاند تک قبیلے میں واپس جانے کا موقع نہ مل سکے۔ اس وقت بھی وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ کئی نسلوں سے ھد کے قبیلے والوں نے زبردستی اپنے لئے عورت حاصل کرنے کی حرکت چھوڑ دی تھی۔ ان کا یقین تھا کہ اس عورت کے بچے خوبصورت، نیک فطرت اور بہادر ہوتے ہیں جو اپنی مرضی سے کسی مرد کو پسند کرتی ہے جبکہ زبردستی حاصل کی ہوئی عورت کے بچے قیدیوں اور غلاموں سے کچھ ہی اچھے ہوتے ہیں۔ ھد کو امید تھی کہ وہ ناطل کی خوشامد کر کے اس سے یہ کہلوانے میں کامیاب ہو جائے گا کہ وہ اپنی خوشی سے اس کے ساتھ فرار ہوئی تھی۔ اس حالت میں کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن اس کے لئے بھی کئی دن کی ضرورت پڑ

سکتی تھی۔

پہاڑی کے اوپر شمال کی سمت ایسی زمین تھی جو جنوب کی زمین سے بالکل ہی مختلف تھی۔ اس جگہ ایک مسطح میدان تھا جس میں جگہ جگہ درخت کھڑے ہوئے تھے۔ کچھ فاصلے پر ایک چوڑا دریا بہہ رہا تھا جو سمندر میں جا کر گرتا تھا۔ میدان میں اینٹیلوپ کے گروہ لمبی لمبی گھاسوں کے درمیان گھومتے پھر رہے تھے۔ اس جگہ بھیڑیں بھی تھیں اور جنگلی علاقے کی طرف چنگھاڑنے والے سور بھی موجود تھے۔ کبھی کبھی کوئی جانوروں کا جھنڈ کسی درندے کے خوف سے بھاگتا ہوا نظر آجاتا اور پھر کچھ دور جا کر ٹھہر کر چرنے میں مصروف ہو جاتا۔ کیونکہ ان میں سے ایک کم ہو چکا ہوتا اور ان کے لئے خطرہ دور ہو چکا ہوتا۔ اس جگہ مختلف قسم کے درندے موجود تھے۔

ہر ناطل کو لئے ہوئے پہاڑ کے شمالی حصے کی طرف بڑھتا رہا۔ کسی ایسے غار کی تلاش میں جہاں وہ عارضی طور پر پناہ حاصل کر سکے۔ پہاڑی کے دامن سے چوٹی تک کی اونچائی کے درمیانی حصے میں اسے ایک غار نظر آیا۔ اس غار کے دہانے پر اینٹیلوپ بیل اور اسی قسم کے دوسرے جانوروں کی بے شمار ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ غاروں میں رہنے والے ریچھ اُرکے رہنے کی جگہ تھی۔ ہر نے مضبوطی سے اپنے بھالے کو پکڑ لیا اور غار کے اندر جھانکا۔ اس نے ایک ہڈی اٹھا کر غار کے اندر پھینکی۔ اسے اس کی خطرناک غراہٹ کی آواز کی ابھرتی نہیں سنائی دی۔ اس وقت اُر اپنے غار میں موجود نہیں تھا۔

ہر ناطل کو اس غار کے اندر لے گیا اور پھر بڑے بڑے پتھر لڑھکا کر غار کے دہانے کو بند کرنے لگا تاکہ ریچھ واپس آئے تو غار کے اندر نہ داخل ہو سکے۔ اس کے بعد وہ اس چھوٹے راستے سے اندر داخل ہوا جسے اس نے کھلا چھوڑ دیا تھا۔ غار کے اندر ہونے والی ہلکی روشنی میں اس نے ناطل کی طرف دیکھا جو غار کے اختتام پر کھڑی تھی۔ وہ اسے اپنی بانہوں میں لینے کے لئے آگے بڑھا۔

تیسرا باب

خطرناک بچھو

توکا بیٹا تو جب ہوش میں آیا تو دن کی روشنی ان دراڑوں سے غار کے اندر آرہی تھیں۔ جو غار کے دہانے کو بند کرنے والے اس ملبے میں تھے، جو زلزلے کی وجہ اس جگہ پر آگرے تھے۔ کچھ حیرت زدہ سی حالت میں وہ اٹھ کر بیٹھا اور وہاں ناطل کی تلاش میں اپنے چاروں سمت نظر دوڑانے لگا۔ جب وہ اسے نظر نہ آئی تو وہ اچھل کر کھڑا ہوا اور اس نے غار کے کونے کونے کو غور سے دیکھا۔ لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھی۔ توچند ثانیے تک اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھے کھڑا ہوا گہری سوچ میں ڈوبا رہا۔ وہ اپنی یادداشت سے اپنے ماضی کی باتیں یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا ــــ

آخر اسے یاد آیا کہ وہ اپنے لوگوں کے درمیان سے درندے کو شکار کرنے کے لئے نکلا تھا۔ تاکہ اس خطرناک درندے کو شکار کرنے کے بعد اس کے سر کو ناطل کے باپ تا کے غار کے دہانے کے سامنے رکھ سکے۔ لیکن آخر اس نے یہ کیوں سوچا کہ ناطل اس کے ساتھ غار میں موجود رہی تھی۔ اس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا لیکن اب بھی وہی منظر اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ عجیب طرح کے لوگوں اور درندوں کا مجمع کے درمیان سے وہ اور ناطل ایک انجانی دنیا میں بھاگے تھے۔

تو نے اپنے سر کو جھٹکا دیتے ہوئے زور سے پیر کو زمین پر پٹکا۔ یہ سب خواب کی بات ہے۔ لیکن گزشتہ رات زمین ہلنے والی بات خواب کی نہیں کیونکہ اس کا غار میں مقید ہونا اس زمین کے ہلنے کا ثبوت تھا۔ اسے یاد آیا کہ اس جگہ آنے پر اسے درندہ نہیں ملا تھا اور جب زمین ہلی تھی تو وہ اس بڑے درندے کے غار میں عناصر کے غصے سے محفوظ رہنے کے لئے بھاگ کر داخل ہوگیا تھا۔

اب اس نے ان ٹوٹی چٹانوں کی طرف توجہ دی جو غار کے دہانے کو بند کئے ہوئے تھیں۔ اسے یہ دیکھ کر ایک طرح کا اطمینان محسوس ہوا کہ ان میں زیادہ تر پتھر کے چھوٹے ٹکڑے ہی ہیں۔ انھیں اس نے دھیرے دھیرے ایک ایک کر کے اٹھا کر غار کے اندر پیچھے پھینکنا شروع کیا۔ ایک پتھر ہٹنے کے بعد دوسرا اس کی جگہ لڑھک کر آجاتا تھا۔ آخر اس وقت۔ جبکہ غار کا نصف حصہ ان پتھر کے ٹکڑوں سے بھر گیا تھا وہ ایک ایسا راستہ بنانے میں کامیاب ہوگیا جس سے اپنے جسم کو گذار کر باہر کی کھلی ہوا میں پہنچ سکے۔

اپنے چاروں طرف دیکھتے ہوئے اسے معلوم ہوا کہ زلزلے انجس کے علاوہ اور کوئی نقصان اس جگہ نہیں پہنچایا کہ وہ چٹان۔ جو اوپر کی طرف پہلے نکلی

نظر آتی تھی اب اوپر سے نیچے گرتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر چاروں طرف پھیل گئی ہے۔

وہ اس مقام پر برسوں سے رہ رہا تھا۔ نو نے اسی جگہ اسے شکار کر کے اس کے سر کو بچانے کا ارادہ کر رکھا تھا تاکہ اس کو دکھا کر اپنی پسند کی عورت کو حاصل کر سکے لیکن اب جبکہ پہاڑی کے اوپر کی طرف سے گرنے والے ملبے نے غار کے دہانے کو بند کر دیا تھا وہ اپنے لئے رہنے کو کوئی دوسری جگہ تلاش کر سکتا تھا۔ اور اس حالت میں اسے بھی اس کی تلاش میں کہیں دور جانے کی ضرورت پیش آسکتی تھی۔ نو یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس سے پہلے کہیں دور چلا جائے کہ وہ اس کا سر حاصل نہ کر سکے اور اسے اپنی عورت کے سامنے لے جا کر نہ رکھ سکے۔

اس لئے نو کئی گھنٹے تک محنت کرتے ہوئے غار پر پڑے ہوئے ملبے کو ہٹاتا اور غار کے اندرونی حصّے کو صاف کرتا رہا تاکہ جب وہ واپس آئے تو اسے کسی دوسرے غار کی تلاش میں نہ جانا پڑے۔ اس نے غار کے دہانے کے علاوہ اس راستے کی بھی صفائی کی جو غار کے دہانے تک جاتا تھا۔ لیکن اس کام کے درمیان اس کا بھالا ہمیشہ اس کے ہاتھ میں رہا کیونکہ وہ کسی بھی لمحے واپس آ سکتا تھا۔ چونکہ وہ بڑا درندہ بہت ہی آہستگی سے چلتا تھا اور یکایک سامنے آتا تھا اس لئے اس سے ہر لمحے چوکنا رہنے کی ضرورت تھی۔ آخر نو اپنا کام ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اپنے کام سے فرصت پانے کے بعد نو کھانے کی تلاش میں روانہ ہوا۔

اس نے ٹھہر کر لمبے دانتوں والے خطرناک شیر کے واپس آنے تک انتظار کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ایسا کرنے کی ایک خاص وجہ تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسے خالی ہاتھ واپس آتا دیکھ کر اس کے قبیلے کے نوجوان مرد اور عورتیں اس کی ہنسی اڑائیں اور اسے ان کے آگے شرمندگی کا احساس کرنا پڑے۔ اس پر تو

کوئی شبہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ اس خطرناک جانور سے مقابلہ کر کے اس کا شکار کر لے نہیں گیا تھا' اور نہ ہی نو کی بہادری پر کوئی شبہ کر سکتا تھا۔ لیکن اسکے باوجود بھی ددکا سر نہ لے جانا اسکے لیۓ شرمندگی کا باعث بن سکتا تھا۔

نوابھی مشکل سے ایک درخت کی شاخ پر آرام سے بیٹھا تھا۔ جہاں سے وہ مختلف سمت سے آنے والے جانوروں کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا اور اس غار کو بھی جس میں دو رہتا تھا۔ اس کے تیز کانوں نے اپنے عقب سے جنگل میں کسی کے چلنے کی آواز آتی محسوس ہوئی۔ اس طرف سے ہوا اسی کی سمت آرہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اسے اپنے نتھنوں میں انسان کی بو بھی پہنچتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ اب وہ پوری طرح ہوشیار ہو چکا تھا اور آنے والوں کو پہچاننے کے لئے کچھ آگے کی سمت جھک گیا تھا۔

جلد ہی وہ اس کی نظر کے سامنے بھی آگئے۔ وہ دو آدمی تھے ۔۔ نوادر ناجو اس کی تلاش میں نکلے تھے۔ ان کو دیکھتے ہی نو کے بیٹے نو نے انھیں آواز دی۔

"نوادرنا کہاں جا رہے ہیں؟" اس نے اس وقت دریافت کیا جب وہ اس درخت کے نیچے آگئے جس پر وہ بیٹھا تھا۔

"وہ نو کے بیٹے نو کو ڈھونڈھنے نکلے ہیں" نوجوان آدمی کے باپ نے جواب دیا۔" وہ اسے ساتھ لیکر قبیلہ نو کی رہائش گاہ کی سمت واپس جانا چاہتے ہیں۔"

نوجوان نے اپنے شانے اچکائے۔

" نو کا بیٹا نو اس وقت تک یہیں رہے گا جب تک کہ وہ دو کو شکار نہیں کر لے گا" اس نے جواب دیا۔

"نیچے آؤ اور اپنے باپ کے ساتھ واپس چلو" عمر رسیدہ آدمی نے

کہا۔ "کیونکہ نو کے قبیلے والے آج ہی نئی رہائش گاہ کی تلاش میں روانہ ہونے والے ہیں۔ ایک ایسی جگہ کی تلاش میں جہاں کی زمین نہ ہلتی ہو، جہاں کی چوٹیاں نیچے نہ گرتی ہوں۔"

نو درخت سے پھسل کر زمین پر آگیا۔

"مجھے بتاؤ قبیلہ کس طرف سفر کریگا۔" نو کے بیٹے نو نے دریافت کیا۔ "تاکہ دد کو شکار کرنے کے بعد میں اسی طرف آسکوں۔ اگر وہ آج آگیا تو ٹھیک ہی ورنہ کل میں قبیلے سے ملنے کے لئے روانہ ہونگا۔"

نوجوان انسان کا باپ چند ثانیے تک خاموشی سے سوچتا رہا۔ وہ اپنے بیٹے کی باتوں پر فخر محسوس کر رہا تھا۔ اس وقت اسے بھی اتنی ہی خوشی کا احساس ہو سکتا تھا جتنا اس کے بیٹے کو۔ جب وہ مردم خور دد کا سر لیکر واپس آتا پھر اس نے خود بھی اس شرمندگی کا احساس کیا جو دد کا سر نہ لانے پر اس کے بیٹے نو کو محسوس ہو سکتی تھی۔ اس نے نوجوان کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"اچھی بات ہے میرے بیٹے۔" اس نے کہا۔ "دوسرے دن کی روشنی ہونے تک تم یہیں رہو۔ ہمارا قبیلہ بے چین سمندر کے کنارے کنارے شمال کی سمت کی پہاڑیوں کیطرف جائے گا۔ بوڑھے اور بچوں کی وجہ سے ہمارا سفر بہت ہی آہستگی سے ہوگا۔ تمھارے لئے ہم تک تیزی سے پہنچ جانا بہت ہی آسان ہوگا۔ اگر تم نہ آئے تو میں سمجھ لونگا کہ دد تو سے زیادہ طاقتور ثابت ہوا ہے۔"

اس کے بعد کچھ اور کہے بغیر دونوں بوڑھے آدمی گھومے اور اسی راستے پر واپس چلنے لگے جس راستے سے وہاں تک پہنچے تھے جبکہ نو کا بیٹا نو پھر درخت پر چڑھ ایک شاخ پر آرام سے بیٹھ گیا۔

وہ تمام دن دد کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔ بڑے اور چھوٹے بن مانس

اس کے اوپر نیچے اور آگے پیچھے سے ہو کر ادھر ادھر آتے جاتے رہے۔ کبھی کبھی وہ گزرتے ہوئے اس سے ایک دو لفظ بھی بول دیتے۔ نیچے ایک بالدار گینڈا گرم زمین پر سونے کے لئے لیٹ گیا۔ پھر وہاں پہاڑی پر سے اتر کر لکڑ بگھوں کا ایک گروہ بھی آ گیا اور وہ اپنے سوتے ہوئے شکار کے چاروں طرف چکر لگانے لگے۔ ان کی حرکت سے گینڈے نے اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھ کھولی اور انھیں دیکھتے ہی گڑبڑا کر جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ پھر جیسے کوئی پہاڑ دوڑ رہا ہو اس نے دوڑتے ہوئے اس لکڑ بگھوں کے جھنڈ پر حملہ کیا۔ وہ بزدل درندے جلدی سے ادھر ادھر ہٹ گئے اور گینڈا اپنے زور میں دوڑتا ہوا ان کے جھنڈ سے آگے نکل گیا۔ اسی وقت ان لکڑ بگھوں نے پیچھے سے اس پر حملہ کر دیا۔ وہ بھاری بھرکم جانور کسی بلی کی سی پھرتی کے ساتھ گھوما۔ اس کا سینگ دار نتھنا نیچے ہوا اور پھر ایک لکڑ بگھا دور جا گرا۔ گینڈے کی سینگ نے اسے دور پھینکنے کے ساتھ ساتھ اس کا پیٹ بھی پھاڑ ڈالا تھا۔ ایک بار گینڈا پھر گھوما اور بھاگا اور لکڑ بگھوں نے اس پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ وہ بھاگتے ہوئے جنگل میں غائب ہو گئے لیکن نو کو کافی دیر تک ان تعاقب کرنے والے درندوں کی وحشیانہ چیخ سنائی دیتی رہی۔ ساتھ ہی تکلیف سے بھری ہوئی چیخ بھی جب گینڈا اپنے کو پریشان کرنے والوں میں سے کسی ایک کو اپنا شکار بناتا تھا۔

پھر غاروں میں رہنے والا ایک ریچھ پہاڑی پر سے نیچے اترا۔ وہ کے غار کے دہانے کے پاس ٹھہر کر اس نے اپنے نتھنے پھڑکائے اور نفرت و غصے سے بھری ہوئی ایک تیز غراہٹ حلق سے نکالی۔ نو انتظار کرتا رہا کہ اُر کے قدیمی دشمن کے غرانے کی آواز جواب میں سنے۔ لیکن اسے کوئی آواز نہیں سنائی دی۔ نو نے اپنے شانوں کو جنبش دی۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ اس جگہ موجود نہیں تھا کیونکہ اگر وہ ہوتا تو ار کے چیلنج کا جواب دئے بغیر نہ رہتا۔

اب پھر ریچھ نے پہاڑی سے نیچے کی طرف اترنا شروع کیا۔ وہ اسی درخت کی سمت بڑھ رہا تھا جس پر نو بیٹھا ہوا تھا۔ جنگل کے قریب پہنچ کر وہ ریچھ جڑوں کی تلاش میں زمین کو سونگھنے لگا۔ نو اسے دیکھتا رہا۔ اس نے سوچا اگر وہ کا سر نہیں ملتا تو ار کا سر کیا بُرا ہے۔ نو کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ آج واپس نہیں آئے گا۔ کیونکہ اب دوپہر کا وقت بھی گذر چکا تھا۔ اگر وہ کہیں آس پاس ہوتا تو ار کی پیچھا کرنے والی آواز کو سنکر ضرور ہی اب تک سامنے آگیا ہوتا۔

نو بہت ہی آہستگی سے ار کے پیچھے کی طرف درخت سے نیچے اترا۔ اس نے داہنے ہاتھ میں مضبوطی سے اپنا لمبا بھالا پکڑ رکھا تھا۔ اس کے بائیں ہاتھ میں اس کا پتھر کا کلہاڑا تھا۔ وہ پیچھے کی طرف سے اس بڑے درندے کے قریب پہنچا اور ریچھ بھی اس وقت تک اس کی موجودگی سے باخبر نہ ہو سکا جب تک کہ وہ اس سے چند قدم کے فاصلے پر نہ رہ گیا۔ کیونکہ جنگلوں میں رہنے والے یہ انسان انتہائی بے آواز چلتے تھے۔

آخر کار ار کی نظر اس پر پڑی۔ ٹھیک اسی وقت نو کے طاقتور ہاتھ نے اپنے پتھر کی نوک والا بھالا پوری قوت سے اس کی طرف پھینکا۔ بھالا اس کے بالدار جسم میں جا کر پیوست ہو گیا اور ریچھ کو اتنا موقع بھی نہ مل سکا کہ وہ اپنے بہت ہی قریب کھڑے ہوئے اپنے دشمن کی طرف جھپٹ بھی سکے۔

نو اپنی جگہ پر پیر پھیلائے کھڑا رہا۔ اب اس نے اپنے پتھر کے بھالے کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا تھا اور اسے ادھر ادھر ہلا رہا تھا۔ غار میں رہنے والا ریچھ بھالا لگنے کے باوجود بھی آگے بڑھا اور اس کے قریب پہنچ کر اپنے پچھلے پیروں پر کھڑا ہو گیا۔ لمبائی میں وہ اب نو سے بھی اونچا نظر آرہا تھا۔ وہ اپنا جبڑا اور پنجے پھیلا کر اسے دبوچنے کو آگے بڑھا۔ کبھی کبھی وہ اپنے جسم میں پیوست

بھالے کو بھی نکالنے کی کوشش کر لیتا اور پھر اس سے پیدا ہونے والی تکلیف کی وجہ سے اس زور سے گرج اٹھتا کہ زمین لرز اٹھتی۔

جیسے ہی ریچھ کے پنجے اسے اپنی باہوں میں سمیٹنے کو بڑھے تو نے تھوڑا جھک کر خالی دیا اور اپنے پتھر کے کلہاڑے کا بھرپور وار اس کے سر پر کیا۔ وہ ایک چنگھاڑ کے ساتھ اس کی طرف گھوما جدھر تو ہٹا تھا۔ لیکن ایک بار تو نے پھر پہلے ہی جیسے اس کی پکڑ میں نہ آتے ہوئے اپنا کلہاڑا اس کے جبڑے پر جما دیا۔

اس عفریت کے منہ اور نتھنوں سے خون بہنے لگا۔ کیونکہ صرف کلہاڑے کے وار سے اس کے خون نہیں نکلا تھا۔ بلکہ اس کے بھالے نے بھی اس کے پھیپھڑوں میں چھید کر دیا تھا۔ اب اس نے وہی کیا جس کا تو کو انتظار کر رہا تھا۔ وہ جھک کر اپنے چاروں پیروں کھڑا ہوا اور اپنے کو ایذا پہنچانے والے کی طرف دوڑا۔ اس طرح اب اس ریچھ کی کھوپڑی تو کے کلہاڑے کی زد میں آسانی سے آ سکتی تھی۔ ریچھ جیسے ہی دوڑتا ہوا اس کے قریب پہنچا اس نے اپنے کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے اپنے کلہاڑے کا بھرپور وار اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سر پر کر دیا۔

اس چوٹ سے ار ز کھڑا کر وہیں زمین پر گر گیا۔ تو جانتا تھا کہ اس کی یہ بیہوشی صرف چند لمحے کی ہے اور انھیں چند لمحوں میں اسے اس کا کام تمام کر دینا ہے۔ اور وہ ایسا کرنے میں ہچکچایا بھی نہیں۔ اس نے اپنے پتھر کے کلہاڑے کو ایک طرف پھینکا اور اپنا پتھر کا چاقو نکال کر ریچھ پر ٹوٹ پڑا اور بار بار اسے اس کے جسم میں پیوست کرنے لگا۔ اس سے پہلے کہ غار میں رہنے والا وہ ریچھ اپنے کو سنبھالنے میں کامیاب ہو سکتا مردہ ہو کر اپنے پہلو کے بل پڑا ہوا تھا۔

تو کو اس کا سر کاٹنے میں نصف گھنٹہ صرف کرنا پڑا۔ اس کے بعد اس نے اسکی کھال اتارنے کا کام شروع کیا۔ اس کا طریقہ کار آج جیسا نہیں تھا پھر بھی وہ موجودہ

دور کے انسان کے مقابلے میں اپنے پتھر کے تیز چاقو سے اس کام کو بہت تیزی سے کر رہا تھا۔ ایک گھنٹے بعد وہ کھال بھی اس کے جسم سے اتار کر اس کا بنڈل بنا چکا تھا اور اس کے جسم کے گوشت کا ایک حصہ بھی اپنے کھانے کے لیے کاٹ چکا تھا۔ اب اس نے خشک لکڑیاں اور پتیاں جمع کیں اور ایک سخت لکڑی کی نوک سے آگ پیدا کی۔ اس سخت لکڑی کو نوک کو اس نے دوسری سخت لکڑی میں بنائے گئے ایک سوراخ میں بار بار رگڑا تھا جس سے وہ جل اٹھی تھی۔ آگ جلنے کے بعد اس نے جلتی ہوئی لکڑی پر گوشت کا ٹکڑا رکھ دیا اور اس کے پکنے کا انتظار کرنے لگا۔ پھر جب اس نے اسے کھانا شروع کیا تو وہ نصف جلا ہوا کچا اور دھوئیں کی بو لیے ہوا تھا۔ اس کے باوجود بھی اس نے اسے بہت ہی خوشی کے ساتھ کھایا۔

اس کے بعد اس نے کھال کے بنڈل کو اپنے شانے پر لاد کیا اور اپنے لوگوں سے ملنے کے لیے واپس روانہ ہو گیا۔ واپسی پر وہ سیدھا اسی مقام کی طرف گیا جہاں اسکے قبیلے کے لوگ رہتے تھے کیونکہ اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ لوگ نئی رہائش گاہ کی تلاش میں روانہ ہو چکے ہیں یا نہیں۔ جس وقت وہ جنگل سے نکل کر پہاڑی کے دامن میں پہنچا رات ہو رہی تھی۔ ایک ہی نظر میں اسے معلوم ہو گیا کہ اس کے قبیلے کے لوگ چلے گئے ہیں۔ وہ اپنے ہی غار میں جا کر رات گذارنے کے لیے لیٹ گیا۔ صبح کے وقت وہ آسانی سے ان تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکتا تھا۔

جب ہر اپنی باہوں کو پھیلائے ناطل کی طرف بڑھا تو اسے پوری امید تھی کہ وہ مقابلہ کرنے کو تیار ہو جائے گی۔ اسی لئے وہ بھی بہت ہوشیار تھا کہ موقع ملتے ہی اسے اپنی باہوں میں دبوچ لے گا۔

"ہر" لڑکی نے کہا "اگر میں خوشی سے اپنے کو تمہارے حوالے کر دوں تو کیا تم ہمیشہ میرے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ گے؟"

وہ اپنے شکار سے چند قدم کے فاصلے پر ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے جس کام کو مشکل سمجھا تھا وہ اس کے لئے بہت ہی آسان ثابت ہونے والا تھا۔ اس کو ناطل کیطرف سے بہت بڑا خطرہ تھا اس لئے وہ اس سے ہر طرح کا وعدہ کرنے کو تیار تھا بعد میں جو کچھ ہونا تھا اس سے وہ نمٹنے کو تیار تھا۔

"ہر بہت ہی مہربان ساتھی ثابت ہوگا۔" اس نے جواب دیا۔

لڑکی آگے بڑھی اور ہر نے اسے اپنی باہوں کے گھیرے میں لے لیا۔ لیکن جب ناطل کی باہیں اسے اپنی گھیرے میں لینے کے لئے آگے بڑھیں تو وہ یہ نہ دیکھ سکا کہ اس ناطل کے ہاتھ میں اس کا تیز دھار پتھر کا چاقو موجود ہے۔ سب سے پہلے اسے اس وقت اس چاقو کی موجودگی کا احساس ہوا جب وہ پیچھے کی طرف سے اس کے بائیں شانے کے نیچے پیوست ہوا۔ اس وقت ہر نے اپنے کو اس کی باہوں کے بکڑے چھڑانے کی کوشش کی لیکن وہ اس سے اور زور سے چمٹ گئی اور تیزی سے بار بار چاقو اس کے جسم میں گھونپنے لگی۔

اس نے اپنے ہاتھ اس کے گردن تک لیجانے کی کوشش کی لیکن ناطل نے اس کا

ایک ہاتھ اپنے دانتوں سے پکڑ لیا۔ وہ اپنے دوسرے آزاد ہاتھ سے اس کے چہرے کو پیٹنے لگا لیکن یہ صرف چند ثانئے کے لئے اس وقت تک رہا جب تک کہ اسکے چاقو نے اس کے دل کو نہیں چھو لیا۔ اس کے بعد وہ ایک کراہ کے ساتھ غار کے چٹانی فرش پر لڑھک گیا۔

اس بات کا پتہ لگائے بغیر کہ وہ مرگیا ہے یا زندہ ہے ناطل تیزی سے اس غار کے اندھیرے سے باہر نکلی۔ اس نے تیزی سے چاروں طرف نظر دوڑائی اور پھر پہاڑی سے نیچے اس طرف اتر گئی جدھر اس کے قبیلے کے لوگوں کا رہائشی غار تھا۔ سمندر کے کنارے چلتے چلتے وہ اس طرف بڑھنے لگی جہاں اس کے آدمی رہا کرتے تھے۔ اسے اس کا علم نہیں تھا کہ اس کے قبیلے والے اس جگہ کو چھوڑ کر نئی رہائش گاہ کی تلاش میں روانہ ہونے والے ہیں۔ اسی لئے قریب دوپہر کے وقت وہ ان سے ایک میل کے درمیانی فاصلے پر رہ کر گذری۔ کیونکہ اس کے قبیلے کے لوگوں نے اس خیال سے جنگل کے اندر رہتے ہوئے سفر شروع کیا تھا کہ صبح شکار پر جانے والی پارٹی کی واپسی پر ان سے ملاقات ہو جائے۔ اس لئے جب ناطل اپنے غار کے پاس پہنچی تو اسے وہ جگہ ویران نظر آئی۔ اس کے قبیلے کے لوگ وہاں سے جا چکے تھے۔

اب رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا اس لئے وہ ایک چھوٹے غار میں جو کافی اونچائی پر تھا رات گزارنے کے لئے لیٹ گئی۔ کیونکہ رات کے اندھیرے میں یہ معلوم کرنا بہت مشکل تھا کہ وہ لوگ کس طرف گئے ہیں۔ اس کے علاوہ رات کے وقت اس بات کا بھی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا کہ زمین پر کن کن خطروں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ابھی مشکل سے ہی اس کی آنکھ لگی تھی کہ اس کی آنکھ ایک آواز کو سنکر کھل گئی۔ جو اوپر پہاڑی کی چوٹی کی طرف سے آتی ہوئی سنائی دے رہی تھی۔ وہ سانس روک کر اس آواز کو سننے لگی۔ اسے کسی کے چلنے پھرنے کی آواز سنائی دی اور وہ سوچنے لگی کہ وہ کوئی آدمی ہے یا کوئی درندہ جو اس کے قبیلے کے رہنے کی جگہ پر اس غرض سے آیا ہے تاکہ کسی کو اپنا

شکار بنا سکے۔ اس نے کان لگا کر سنتے رہنے پر معلوم کیا کہ وہ مخلوق ۔ جو کوئی بھی رہی ہو۔ ایک کے بعد ایک غار میں گھستی نکلتی اسی کے غار کی طرف آ رہی ہے۔ اس کا مطلب تھا کچھ دیر بعد وہ اس کے غار تک پہنچنے والا تھا اور آخر میں وہ آ ہی گیا۔

ناطل نے اپنے چاقو کو مضبوطی سے پکڑ لیا آواز اس کے غار کے دہانے کے نچلے حصے کے پاس آ کر رک گئی۔ پھر کچھ منٹ بعد دوبارہ سنائی دینے لگی لیکن لڑکی نے اس آواز کو سنکر اطمینان کی سانس لی کیونکہ وہ واپس جا رہی تھی۔ دھیرے دھیرے کرکے وہ بالکل معدوم ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ گھنٹوں بعد اپنے خوف کو دور کر کے سونے میں کامیاب ہو سکی۔

نو کا بیٹا نو صبح کو بیدار ہوا۔ اس نے کھڑے ہو کر انگڑائی لی اور نئے سورج کی روشنی میں کھڑے ہو کر اس نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ اس سے پچاس فٹ کی اونچائی پر وہ لڑکی سو رہی تھی جس سے وہ محبت کرتا تھا۔ نو نے اپنے ہتھیار اور ریچھ کی کھال اٹھائی اور نیچے اتر کر جھیل کے پاس پہنچ گیا جہاں اس نے اپنی پیاس بجھائی۔ پھر وہ جنگل سے گذر کر سمندر کے کنارے پہنچ گیا۔ اس جگہ اس نے اپنے کمر سے بندھے اور اس کھال کے ٹکڑے کو اپنے بدن سے الگ کیا جو شانے پر رہتا تھا اور اسے کنارے پر رکھ دیا۔ اس کے داہنے ہاتھ میں چاقو تھا کیونکہ بے چین سمندر میں بے شمار خطرناک جانور پائے جاتے تھے۔ اس نے بہت ہی چوکنے رہ کر ۔ کہ کہیں کوئی دشمن عقب سے حملہ نہ کر بیٹھے ۔ سمندر کے پانی میں غسل کیا۔ وہ ذرا بھی خوفزدہ نہیں تھا کیونکہ اسکی زندگی کا ہر لمحہ خطرے

میں گذرتا تھا۔ اس کی طرح کے ہر آدمی کو ہر لمحے چوکنا رہنا پڑتا تھا کہ نہ جانے کب خطرہ سامنے آجائے۔ نو کے لئے یہ دن کے ایک معمول کی طرح کا کام تھا۔ ہم یا آپ اگر اس زمانے میں پہنچا دئے جائیں تو ممکن ہے کہ ایک دن تک اپنے کو محفوظ رکھنے میں کامیاب ہو جائیں۔ یا نو کو موجودہ زمانے میں فضۃ ایٹو پاشا ہراہ نمبر ٹیسٹ ۲۲ پر پہنچا دیا جائے تو وہ چند گھنٹے تک ممکن ہے اپنے کو بچانے میں کامیاب ہو جائے۔ لیکن جلد یا دیر یہ یقینی بات ہے کہ وہ کسی کار ٹیکسی یا ٹرالی کے نیچے آجائے گا۔

غسل سے فارغ ہونیکے بعد غار میں رہنے والے اس آدمی نے اپنی کمر سے چمڑا لپیٹا اور رسّا نے بڑ ڈانے والے بالدار چمڑے کیساتھ ریچھ کی کھال اٹھا کر اپنے باپ کے قبیلے کے لوگوں سے ملنے کیلئے انکے پیچھے روانہ ہو گیا۔ اور پہاڑی کے اوپر جبکہ وہ اسکے دامن سے گذر رہا تھا۔ اسکی موجودگی سے بےخبر وہ عورت اب بھی سو رہی تھی جس سے وہ پیار کرتا تھا۔

آخر جب ناطل بیدار ہوئی سورج بہت اوپر اٹھ چکا تھا۔ وہ بہت ہی چوکنی رہ کر پہاڑی سے بچتے اتری اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اس کے چاروں طرف جنگل میں، سمندر میں اور ہوا میں بھرا ہونے والی بے شمار آوازوں کی گونج پھیلی ہوئی تھی۔

وہ جنگل میں کھانے کی تلاش میں آگے بڑھی کیونکہ اسے بہت زوروں کی بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ اسے پھل۔ جو مختلف قسم کے تھے۔ اور پرندوں کے انڈوں کی خواہش تھی جنھیں پانے میں اسے زیادہ وقت صرف نہیں کرنا پڑا۔ کیونکہ قدرت ان دنوں بڑی فراخدل تھی اور ہر چیز وافر مقدار میں پائی جاتی تھی۔ جس سے آج سے بڑے بڑے پیٹ والوں کا پیٹ بھی آسانی سے بھر جایا کرتا تھا۔

ناطل جنگل سے نکل کر سمندر کے کنارے کھڑی ہو گئی۔ اس کی خواہش غسل کرنے کی ہو رہی تھی لیکن وہ تنہا نہانے کی ہمت نہیں کر سکتی تھی۔ اب وہ اس بات پر غور کرنے لگی کہ اس کے قبیلے کے لوگ کس طرف گئے ہوں گے۔ وہ اتنا جانتی تھی کہ اس کے

لوگ جس طرف بھی گئے ہوں گے انھوں نے سمندر کے کنارے کی ریت پر ہی سفر کیا ہو گا کیونکہ ریت پر کا سفر جنگل کے سفر سے بہت آسان ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ ریت پر سے گئے بھی تھے تو جوار بھاٹا نے ان کے قدموں کے نشان کو مٹا دیا تھا۔ اس نے جنگل میں ایک جگہ ایسے نشان دیکھے تھے جو ظاہر کرتے تھے کہ وہ شمال کی سمت گئے ہیں۔ لیکن وہ نشان بہت پرانا تھا کیونکہ ادھر سے اکثر اس کے قبیلے کے لوگ شکار کھیلنے کے لئے جاتے تھے۔ اس کے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں تھا جس سے معلوم ہو سکتا کہ اس کے قبیلے کے لوگ کس طرف گئے ہیں۔

سمندر کے کنارے کھڑے رہ کر غور کرتے ہوئے ۔ کہ اسے اب کیا کرنا چاہئے۔ اس نے محسوس کیا کہ اگر اس کے قبیلے والے شمال کی سمت گئے ہوتے تو کل اس وقت ان سے اس کی ملاقات ضرور ہو گئی ہوتی جب وہ پہاڑی پرے ہرے چھٹکارہ حاصل کر کے اپنی رہائش گاہ کی سمت واپس آ رہی تھی۔ اور چونکہ وہ نہیں ملے تھے اس کا مطلب ہے وہ شمال کی سمت نہ جا کر جنوب کی سمت گئے ہیں۔

اسی لئے وہ گھوم کر جنوب کی سمت اپنے قبیلے کے لوگوں اور لوبے دور جانے لگی۔

چوتھا باب

کشتی ساز

ناطل سمندر کے کنارے کنارے جنوب کی سمت بڑھتی گئی۔ اس کے داہنی طرف جنگل تھا اور بائیں طرف لامحدود سمندر جو نہ جانے کہاں تک پھیلا ہوا تھا۔ اس کے لئے وہ دنیا کی سرحد تھی اور اس کے آگے صرف پانی۔ اس کے جنوب مشرق میں جزیروں کے نشان اسے صاف نظر آرہے تھے۔ وہ اس کی جانی پہچانی لیکن اسرار سے بھری ہوئی چیز تھی۔ اکثر اس موضوع پر اس کے قبیلے کے لوگوں میں بات ہوا کرتی تھی کہ ان پر آبادی ہے، اور اگر ہے تو کیا وہاں کی رہنے والی مخلوق انھیں کی طرح مرد اور عورت ہے۔ ناطل کے لئے وہ اتنے ہی پراسرار تھے جتنے کہ ہمارے لئے سیارے اور ستارے ہیں۔ لیکن وہ ہماری طرح ان بے شمار جزیروں سے واقف نہیں تھی

جو سمندر میں جگہ جگہ جڑے ہوئے ہیں۔ وہ ناطل اور اس کے قبیلے کے لوگوں کے لئے اس سے بھی دور کی چیز تھے جتنا کہ مریخ ہمارے لئے ہے۔ ناطل کشتی جیسی کسی شے سے اسیطرح انجان تھی جس طرح کہ ہم کبھی دوربین سے تھے۔

ناطل سے کچھ فاصلے پر واقع ایک اونچے ٹیلے کے عقب میں پچاس ساٹھ مرد عورتیں اور بچے اس جھیل کے کنارے اپنے اپنے کاموں میں مصروف نظر آرہے تھے جو بہہ کر سمندر میں جا گرتی تھی۔ جب ناطل اس ٹیلے پر چڑھی اور اس کی نظر ان اجنبیوں پر پڑی وہ فوراً ہی سے اوندھے منہ پیٹ کے بل ایک جھاڑی کے پاس لیٹ گئی اور وہیں سے ان اجنبیوں کی عجیب حرکات کو غور سے دیکھنے لگی۔ یہ بات صاف ظاہر ہو رہی تھی کہ وہ کچھ دیر پہلے ایک لمبا سفر کر کے اس جگہ واپس آئے ہیں۔ وہ ان آدمیوں سے کئی طرح مختلف تھے جنہیں وہ جانتی تھی۔ ان کی جلد کم خطرناک جانوروں کی طرح تھی — وہ جانور جو گھاس چرتے تھے۔ ان کے سر کی پوشش کمبلوں یا اینٹیلوپ کے سینگ لگے ہوئے تھے جس سے وہ دیکھنے میں بہت ہی بھیانک نظر آتے تھے۔

لیکن ناطل کو جس چیز نے حیرت میں ڈال رکھا تھا وہ ان کے رہنے کی جگہ اور کام تھا جو وہ کرتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ ان کے غار حقیقت میں غار نہیں تھے۔ وہ لمبی لمبی کھپچیوں سے (جو اندر کی طرف گولائی میں جھکی ہوئی تھیں) بنے تھے اور کھال یا جھاڑیوں سے ان کو ڈھانپا گیا تھا۔ یا پھر ان بڑے بڑے پتوں سے جو اس زمانے میں پائے جاتے تھے۔

ان آدمیوں کے ہتھیار بھی ان ہتھیاروں سے بہت مختلف تھے جن سے ناطل واقف تھی۔ ان کا پتھر کا کلہاڑا مختلف شکل کا تھا جبکہ ان کے بھالے چھوٹے اور ان میں لگی لکڑی کچھ موٹی تھی۔ اس بھالے کے ایک طرف نوکدار پتھر لگا تھا جبکہ دوسری طرف اس کے سرے پر ایک لمبی رسی بندھی تھی — یہ رسی اتنی بڑی تھی کہ اس کا لچھا بنا کر بھالے کے ساتھ رکھا گیا تھا۔ ناطل ان مچھلی کا شکار کرنے والوں سے واقف نہیں تھی۔ اس کے اپنے لوگ

کبھی کبھی مچھلیاں پکڑتے تھے۔ وہ اپنے ہلکے بھالے سے ان کو شکار بناتے تھے لیکن مچھلی کو شکار کرنا انھوں نے اپنے لئے ایک مزدوری کام متعین نہیں کیا تھا۔ ناطل یہ نہ سمجھ سکی کہ اجنبیوں کے وہ بھالے ان کے دو کام آتے ہیں۔ ایک تو جنگ میں استعمال اور دوسرے مچھلی پکڑتے وقت برچھے کی حیثیت سے۔

سب سے زیادہ جس بات نے اسے حیرت میں ڈالا وہ اِن اجنبیوں کا کام تھا جسمیں وہ بری طرح مصروف نظر آرہے تھے۔ انھوں نے کئی درخت کاٹ رکھے تھے جنھیں انھوں نے کئی سائز میں ۔ پندرہ سے بیس فٹ تک کی لمبائی میں ۔ چھیل اور کاٹ رکھے تھے۔ انھوں نے اپنے پتھر کے کلہاڑوں سے اس کے اوپر حصّے کو کاٹ کر نکال دیا تھا اور اس میں جگہ جگہ آگ جلا کر گڑھا بنا رہے تھے۔

ناطل کی سمجھ میں قطعی نہ آسکا کہ وہ لوگ یہ محنت کیوں کر رہے ہیں۔ اس نے مرد اور عورتوں کو آگ جلاتے اور پھر جگہ جگہ پانی کے چھینٹے مار کر اسے بجھاتے دیکھا۔ جہاں پر کی آگ بہت تیز ہو کر ان کی مرضی سے آگے کی جگہ کی طرف بڑھنا چاہتی تھی۔ آگ دھیرے دھیرے تنے کے اندر کے حصّے کو جلاتی گئی یہاں تک کہ وہ صرف سخت جلی ہوئی لکڑی کی پتلی تہہ رہ گئی۔

وہ اس حیرت انگیز منظر کو دیکھنے میں اس قدر محو تھی کہ اس جوان جنگجو کو نہ دیکھ سکی جو اس کے داہنے سمت کے جنگل سے نکل کر اسکے پیچھے کی طرف سے اس کے قریب پہنچ رہا تھا۔ وہ ایک لمبا تڑنگا جوان تھا۔ اس کی پشت پر ایک جانور کی کھال پڑی ہوئی تھی جس کی دم زمین پر گھسٹتی چل رہی تھی۔ اس کے سر پر بیل کا سر بہت ہی مضبوطی سے جما ہوا تھا جس کے سینگ داہنے اور بائیں سیدھے اٹھے ہوئے تھے۔

اس کے داہنے ہاتھ میں اس کا چھوٹا برچھا تھا اور چمڑے کے تسمے کی رسیوں کا گچھا اس کی کمر سے بندھا لٹک رہا تھا۔ اس کے جسم کے کھلے ہوئے حصّے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ

وہ بہت ہی مضبوط اعضاء رکھتا ہے۔ اس کی کمر کی پیٹی سے اس کا پتھر کا کلہاڑا اور چاقو

لٹک رہا تھا۔

وہ کئی منٹ تک کھڑا لڑکی کو دیکھتا رہا۔ اس کے جسم کی خوبصورتی اور گدازیت کو دیکھ

کر اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ پھر وہ بہت ہی ہوشیاری سے اس کے پاس پہنچنے کے لئے

آگے بڑھا۔ وہ کشتی سا قبیلے کا تور تھا۔ تور نے اپنی زندگی میں آج تک اس جیسی خوبصورت

لڑکی نہیں دیکھی تھی۔ اسے دیکھنے کا مطلب اسے حاصل کرنے کی خواہش کرنا تھا اور تور

اسے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ قریب قریب اس کے نزدیک پہنچ ہی گیا تھا جب اس کے

پیر کے نیچے ایک خشک شاخ آگئی جس کے ٹوٹنے سے تیز آواز پیدا ہوئی۔

ناطل کسی اینٹیلوپ کی طرح اچھل کر اپنے پیروں پر کھڑی ہوئی اور اسی لمحے تور

اسے دبوچنے کے لئے لپکا۔ اس وقت وہ تور اور ان لوگوں کے درمیان تھی جو جھیل کے

کنارے ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان کی طرف بھاگنے کا مطلب تھا کہ یقینی طور پر ان کے قبضے

میں چلی جائے۔ وہ تیزی سے تور کے پھیلے ہوئے ہاتھوں کی طرف دوڑی لیکن جب ان

ہاتھوں نے اسے اپنے میں لپیٹا تو وہاں خالی ہوا کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ ناطل اس کی

باہوں میں پہنچتے ہی بیٹھ گئی تھی اور اب سمندر کے کنارے شمال کی سمت کسی خوفزدہ ہرنی

کی طرح تیزی سے بھاگ رہی تھی۔

اس کے عقب میں تور بھی اسے ٹھہر جانے کے لئے آواز دیتا ہوا دوڑا لیکن ناطل

جس قدر تیز دوڑ سکتی تھی ۔۔۔ اس کی آواز پر توجہ نہ دے کر دوڑتی رہی۔ اس سے سو

قدم پیچھے تور تھا۔ فاصلہ کوئی زیادہ نہیں تھا اور تور کو یقین تھا کہ وہ زیادہ دیر تک

اس کے مقابلے میں نہ دوڑ سکے گی جلد ہی وہ تھک جائے گی۔ جلد ہی وہ اس کے قریب

پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا ۔۔۔ اور پھر ۔۔۔۔۔۔

●

شمال کی پہاڑیوں کی سمت چلتے ہوئے تو جلد ہی اپنے باپ کے قبیلے کے لوگوں میں پہنچ گیا۔ اس نے اس بے چینی کو جلد ہی محسوس کر لیا جس کو چھپاتے ہوئے ان لوگوں نے اس کا استقبال کیا۔ عورتیں اسے اداس نظروں سے دیکھ رہی تھیں، اور اس کے نوجوان ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ نہیں آئی جب وہ ان کا نام لیتا ہوا ان کے پاس سے گزرا۔

وہ سیدھا اپنے باپ تو کے پاس گیا۔ جس طرح کہ ہر واپس ہونے والا جنگجو کرتا ہے۔ اس نے سردار کوتا کے ساتھ آگ کے پاس بیٹھ پایا جس میں مٹی میں لپٹا گوشت رکھا پک رہا تھا۔

اس کے باپ نے اٹھکر اس کا استقبال کیا۔ اپنے بیٹے کو دیکھکر باپ کی آنکھوں میں مسرت جھلک رہی تھی لیکن اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں تھی۔ اس نے اس کے سر پر رکھے ہوئے اُر کی کھال کے بنڈل کو دیکھا۔

"وُو واپس نہیں آیا تھا؟" اس نے پوچھا۔

"وہ واپس نہیں آیا تھا!" بیٹے نے جواب دیا۔

تو کے بیٹے تونے اپنے چاروں طرف کی عورتوں، بچوں اور بے چینی ظاہر کرنے والے نوجوانوں کو دیکھا۔ جسے اس کی آنکھیں ڈھونڈھ رہی تھیں وہ وہاں موجود نہیں تھی۔ اس کی ماں نے آگر اس کا بوسہ لیا۔ اس کے بہن اونا نے بھی ایسا ہی کیا۔

"ناطل کہاں ہے؟" نونے دریافت کیا

اس کی ماں اور بہن ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں اور پھر اس کے باپ کی طرف۔ سردار نونے ثنا کی طرف دیکھا۔ ثنا اٹھ کر نوجوان آدمی کے پاس آیا اور اس نے اپنا ہاتھ اس کے شانے پر رکھ دیا۔

"جب سے تمہاری ماں نے تمہیں پیدا کیا ہے" اس نے کہا: "میں تمہیں پیار کرتا چلا آرہا ہوں۔ تم میرے لئے اہت کی طرح دوسرے بیٹے کے برابر ہو۔ مجھے یقین تھا کہ ایک دن تم حقیقت میں میرے بیٹے بن جاؤ گے۔ اس لئے کہ میں جانتا تھا تم کو میری بیٹی ناطل سے پیار ہے۔ لیکن اب ناطل ہر کے ساتھ چلی گئی ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا یہ ہوا کیسے۔ لیکن کور کی بیٹی رایل کا کہنا ہے کہ وہ اس کے ساتھ اپنی مرضی گئی ہے۔"

وہ اس سے آگے نہ بول سکا۔

"یہ جھوٹ ہے" نو کا بیٹا نو چیخ اٹھا "ناطل کبھی اپنی مرضی سے ہر یا کسی اور کے ساتھ نہیں جا سکتی تھی۔ وہ کب گئے۔ وہ کہاں گئے۔ مجھے بتاؤ، میں ان کے تعاقب میں جا کر ناطل کو واپس لاؤنگا۔ وہ خود اپنی زبان سے بتائے گی کہ رایل جھوٹ بول رہی ہے اگر وہ زندہ ہے تو میں اسے ضرور ہی واپس لاؤں گا لیکن اگر ہر نے اس کے ساتھ زیادتی کرنا چاہی ہوگی تو وہ ضرور ہی مر چکی ہوگی۔ کیونکہ اس کے ساتھ ہمبستری کرنے کے مقابلے میں وہ مرجانا زیادہ پسند کریگی۔ وہ نو کے بیٹے نو کے علاوہ کسی کے ساتھ نہیں رہ سکتی یہ سچ ہے۔ مجھے بتاؤ وہ کدھر گئے ہیں۔

اس بارے میں کوئی بھی کچھ نہ بتا سکا۔ جو کچھ انھیں معلوم تھا وہ یہ تھا کہ جب وہ اپنی پرانی قیام گاہ سے روانہ ہوئے تھے تو انھیں ہر اور ناطل نظر نہیں آئے تھے پھر رایل نے آگے آکر بتایا کہ وہ دونوں مل کر بھاگ گئے ہیں۔ جب رایل سے اس نے پوچھا کہ اس نے انھیں کس طرف جاتے دیکھا تھا تو وہ بھی اس بارے میں کوئی صحیح جواب نہ

دے سکی۔ لیکن وہ ابھی اس بات پر جمی رہی کہ ناطل اس کے ساتھ اپنی خوشی سے گئی ہے۔

"اور تو کا بیٹا تو کیا اتنا بے وقوف ہے کہ وہ ایک ایسی عورت کے پیچھے جائے گا جس نے اس کو دھوکا دے کر اپنے لئے ایک دوسرے ساتھی کا انتخاب کر لیا ہے۔ اس جگہ اس کی طرح خوبصورت اور بھی ہیں جن سے تو کے بیٹے تو کو صرف کہنے کی ضرورت ہے" وہ بولی۔

اس کی ان باتوں سے تو نے فوراً ہی اندازہ لگا لیا کہ اس نے کس مقصد کے لئے ایک جھوٹی بات کہی ہے کہ ناطل اپنی خوشی سے ہر کے ساتھ گئی ہے۔ اب اسے اس بات کا اور پوری طرح یقین ہو گیا تھا کہ وہ سچ نہیں بول رہی ہے۔ اب اسے وہ بیتے ہوئے معمولی معمولی واقعات یاد آ گئے جو اس کے ساتھ پیش آئے تھے۔ اب یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی تھی کہ وہ خود تو کو حاصل کرنا چاہتی تھی۔

نوجوان اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا۔

"میں جا رہا ہوں۔ اس نے کہا۔" اور اس وقت تک واپس نہیں آؤں گا جب تک کہ حقیقت نہیں معلوم کر لوں گا۔"

بوڑھے آدمی نے نوجوان کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"جاؤ میرے بیٹے!" اس نے کہا۔ "تمہارے ساتھ تمہارے باپ کا دل بھی جا رہا ہے۔"

تو خاموشی سے جنوب کی سمت واقع پہاڑی کی طرف واپس چلنے لگا۔ اس کا ارادہ اپنی پرانی قیام گاہ تک واپس جا کر وہاں پر ہر اور ناطل کی بو کو محسوس کرنے کا تھا۔ اس کے دل میں ان باتوں کو سوچ کر غصے کی تیز آگ بھڑک رہی تھی۔ جو کچھ ہر نے ناطل کے ساتھ کیا ہوگا۔ تو کا قبیلہ اتنا ترقی کر چکا تھا کہ انھیں درندوں

کی صف میں نہیں کھڑا کیا جا سکتا تھا۔ وہ دوسروں کے کچھ حقوق مانتے تھے۔ جیسے مرد کا اپنی عورت کی دیکھ بھال کرنا اور اس سے بھی آگے عورت کو اس بات کی اجازت دینا کہ۔ وہ اپنے لئے اپنی مرضی سے اپنے ساتھی کا انتخاب کر سکے۔

نو اس بات کو ایک لمحے کے لئے بھی ماننے کو تیار نہیں تھا کہ ناطل نے ہر کو اپنے ساتھی کے حیثیت سے انتخاب کر لیا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ وہ کس قدر باہمت لڑکی ہے۔ اگر اس کی خواہش ہر سے ہم آغوش ہونے کی ہوتی تو وہ اپنے قبیلے کے رسم و رواج کے مطابق بے خوف کھلے طور پر اس کو انتخاب کرتی۔ ناطل ایسی نہیں جو کسی کے ساتھ فرار ہو سکے۔ نو کو یقین تھا کہ وہ خود اس کے ساتھ بھی فرار ہونے کے لئے کبھی تیار نہ ہوتی۔

پہاڑی کے پاس سے گزرتے ہوئے نو کی توجہ کراہٹ کی ایک ہلکی آواز نے اپنی طرف کھینچ لی۔ وہ آواز اس کے داہنے طرف کے ایک غار سے آرہی تھی۔ اس کی خواہش اس آواز کی طرف توجہ دینے کی نہیں تھی۔ لیکن وہ آواز آدمی کی آواز جیسی تھی اس لئے وہ پوری طرح چوکنا ہو کر اس کو سننے لگا۔ کچھ لمحے بعد وہ آواز پھر سنائی دی۔ اب اس میں شبہ ہی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ آواز کسی آدمی کی ہی تھی۔ نو بہت بڑی ہوشیاری سے غار کے دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔ جہاں سے کراہنے کی آواز آتی معلوم ہو رہی تھی۔ دہانے پر پہنچ کر اسے جو کچھ دیکھنے کو ملا اس سے وہ ایکدم ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا۔

اس جگہ غار کے دہانے سے کچھ فاصلے پر خون میں نہایا ہوا ہر پڑا تھا۔ وہ بہت دھیرے دھیرے سانس لے رہا تھا۔ نو نے اس کا نام لے کر پکارا۔ ہر نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کے سامنے کون کھڑا ہے تو اس نے اپنے شانوں کو جنبش دی اور پھر آنکھیں بند کر لیں ۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ میرے ساتھ جو کچھ

ہونا تھا ہو چکا ہے۔ اب تم اس سے زیادہ اور کیا کرو گے۔

"ناطل کہاں ہے؟" ٹونے پوچھا۔

مرنے اپنا سر ہلایا۔ ٹونے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کا سر اوپر اٹھا لیا۔

"ناطل کہاں ہے؟" وہ اس مرتے ہوئے آدمی کو جھنجھوڑ کر چیخا۔ "مجھے مرنے سے پہلے بتا دو۔ میں تم سے یہ نہیں پوچھتا کہ وہ تمہارے ساتھ خوشی سے آئی تھی یا تم زبردستی لے آئے تھے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں وہ کبھی خوشی سے تمہارے ساتھ نہیں آ سکتی تھی۔ میں تم سے صرف اتنا معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے اس کے ساتھ کیا کیا۔ کیا وہ زندہ ہے۔ اگر زندہ ہے تو اس وقت کہاں ہے؟"

مرنے بولنے کی کوشش کی۔ اس میں اس کو کافی تکلیف برداشت کرنی پڑی لیکن آخر میں وہ کچھ لفظ بولنے میں کامیاب ہو گیا۔

"اس نے ...... یہ ...... کیا ہے" وہ بولا۔ "پھر وہ ...... چلی ...... گئی ...... میں نہیں ...... جانتا ......" اس نے ہچکی لی اور مر گیا۔

ٹونے اس کے سر کو غار کے پتھریلے فرش پہ گرا دیا اور تیزی سے غار کے باہر نکلا۔ اس نے چاروں طرف پہاڑی پر نظر دوڑائی۔ پھر ایسے مقاموں کو جا جا کر دیکھنے لگا جہاں کوئی آدمی چھپ کر آسانی سے دوسروں کی نظر سے پوشیدہ رہ سکتا تھا۔ کبھی کبھی وہ بو محسوس کرنے کے لئے چوپایوں کی طرح جھک کر زمین کو جگہ جگہ سونگھنے لگتا تھا۔

قریب نصف گھنٹے تک وہ اسی طرح اس کی تلاش میں مصروف رہا۔ پھر ایک مقام پر، جہاں سے اسے ناطل کی بو محسوس ہوئی تھی وہ پہاڑی کے نیچے اتر کر سمندر کے کنارے پہنچ گیا۔

اس جگہ ناطل کی بو کے علاوہ دوسرے کئی نشان بھی نظر آئے جو اس مقام

سے دور پر تھے جہاں تک جوار بھاٹا کا پانی جاتا تھا۔ وہ بالو پر بنے ہوئے سینڈل کے نشان تھے۔ وہ نشان جنوب کی طرف گئے تھے اس لئے لو کا بیٹا لو بھی تیزی سے جنوب کی سمت روانہ ہوگیا۔ وہ نشانات اسے سیدھے اس مقام پر لے گئے جہاں پہلے اس کے قبیلے کے لوگ رہتے تھے۔ اس جگہ اسے ایسے نشان ملے جن سے ظاہر ہوا کہ ناطل نے رات وہاں کے ایک ایسے غار میں گذاری تھی جس سے کچھ نیچے کے غار میں اس نے خود ایک رات گذاری تھی۔ اس جگہ گھاس کا بستر اور ایک ایسی تیز بو موجود تھی جسے ہمارے نتھنے نہیں محسوس کر سکتے تھے۔ لیکن لو کے لئے وہ بہت صاف اور پہچانی ہوئی تھی۔

اسے اس پر بہت ہی افسوس ہوا کہ ناطل اس سے کس قدر قریب رہی تھی لیکن وہ اس سے ملنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ وہ بو اسے پھر سمندر کے کنارے لے گئی۔ وہ اسی بو کے سہارے تیزی سے جنوب کی سمت بڑھتا رہا یہاں تک کہ وہ جھاڑیوں کے ایک ایسے سلسلے کے پاس پہنچ گیا جو ایک اونچے ٹیلے پر پھیلی تھی۔ اس سے پیشتر کہ وہ اس سے آگاہ ہوتا یہ اس کے تلاش کی جنوبی سرحد ہے۔ اس نے ٹیلے کے دوسری طرف کے آباد گاؤں کو دیکھ لیا جہاں کے لوگ ایک عجیب سے کام میں مصروف نظر آئے۔ وہ سمجھ گیا کہ اس منظر کو دیکھ کر ناطل بھی اسی جگہ ٹھہری ہوگی۔ اور پھر اسے وہ جگہ بھی نظر آگئی جہاں وہ پیٹ کے بل لیٹی تھی۔ وہ کچھ دیر تک اسی جگہ لیٹا وہاں کے لوگوں کو اور ان کے کھال سے ڈھکے ہوئے غاروں کو دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ ناطل انھیں کی قید میں تو نہیں۔

لو نے اس سے پہلے کبھی کشتی نہیں دیکھی تھی اور نہ ہی اس نے سوچا تھا کہ اس طرح کی بھی کوئی شے ہو سکتی ہے۔ اس کے آدمی ایک زمانے سے شکاری رہے تھے۔ وہ ایک بہت دور کے اندرونی حصے سے کچھ نسل پہلے اس جگہ آکر آباد ہوئے تھے۔ اور پہلی بار اس کے دادا کے دادا نے سمندر کو دیکھا تھا۔ اور چونکہ انھیں اپنی ضروریات

کو پورا کرنے کے لئے پانی پر چلنے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی، نہ ہی ان کا کشتی سازوں سے کبھی سامنا ہوا تھا۔ جو جنوب کی سمت ایک ایسے دریا کے کنارے آباد تھے جو سمندر میں جا کر گرتا تھا۔ اس لئے نو کے قبیلے والوں کے ذہن میں کشتی جیسی کسی چیز کا تصور تک نہ آسکا تھا۔

اور آج نو نے پہلی بار کشتی اور کشتی سازوں کو دیکھا۔ اس نے پہلی بار ان کے مصنوعی اور خوبصورت رہنے کے مقام کو دیکھا جو اس کی نظر میں ان غاروں سے زیادہ آرام دہ نہیں ہو سکتے تھے جن میں وہ رہتا آیا تھا۔ کشتی ساز اس جگہ کچھ دنوں سے آ کر رہ رہے تھے۔ وہ کون سی وجہ تھی جس سے وہ اپنے قدیمی رہائشی مقام کو چھوڑ کر شمال کی سمت آ کر اس جگہ آ کر آباد ہوئے تھے۔ اس کا اندازہ وہ کون لگا سکتا تھا۔ ممکن ہے آپسی جھگڑا یا پھر کسی نئی پیدا ہونے والی طاقت نے انھیں مجبور کیا ہو کہ وہ اپنے قدیم رہائشی مقام کو چھوڑ کر دوسری جگہ آ کر آباد ہوں۔

نو نے دیکھا ان تمام آدمیوں میں ایک نوجوان دوسروں کے مقابلے میں بہت ہی تیزی سے کام کر رہا ہے جیسے اس کے ذہن پر کوئی نشہ بری طرح سوار ہے۔ نو سوچنے لگا آخر وہ اس گرے ہوئے درخت کے تنے کے ساتھ اتنی محنت کیوں کر رہا ہے۔ نو اس قسم کے کام کو پسند نہیں کرتا تھا۔ یہ سچ ہے کہ اسے شکار کے علاوہ کبھی کوئی اور کام نہیں کرنا پڑا تھا پھر بھی وہ دوسری قسم کی جسمانی محنت سے نفرت کرتا تھا۔ وہ ایک شکاری، ایک جنگجو تھا اسی لئے اس وقت ان لوگوں کو کام کرتے دیکھ کر اس کے دل میں ان کے لئے کوئی اچھے جذبات نہیں پیدا ہوئے۔ آخر انھیں دیکھتے دیکھتے تھک جانے کے بعد اس نے پھر اس بو کی طرف توجہ دی جس کا تعاقب کرتا ہوا وہ اس جگہ تک آیا تھا۔ وہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ ناطل اس جگہ جھاڑیوں کے پاس بیٹھنے کے بعد پھر کہاں گئی تھی۔

نو نے جھک کر آس پاس دیکھنا شروع کیا تو جلد ہی اسے وہ جگہ نظر آ گئی جہاں ناطل اچھل کر کھڑی ہوئی تھی بھاگنے سے پہلے۔ پھر اس کے بعد اسے تور کے قدموں کے نشان ملے۔ اسے دیکھ کر نو کا خون گرم ہو اٹھا اور دل سے نکل کر پیشانی پر جا کر دھڑکنے لگا۔ ناطل ۔۔ اس کی ناطل خطرے میں تھی۔

اس نے وہ جگہ دیکھی جہاں لڑکی نے اپنے مقابل کو خالی دیا تھا۔ اس نے ریت پر تور کے قدموں کے نشان کو تیزی سے اس کے عقب میں جاتے ہوتے دیکھا۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تو اسے معلوم ہوا کہ دونوں شمال کی سمت تیزی سے بھاگتے رہے ہیں۔ پھر یکایک اسے بہت ہی حیرت یہ دیکھ کر ہوئی کہ آدمی تعاقب کرتے کرتے ایک جگہ ٹھہر گیا تھا پھر کچھ قدم تک سمندر کی طرف گیا تھا اور اس کے بعد واپس ہو کر دوڑتا ہوا اپنی عجیب قیام گاہ کی سمت چلا گیا تھا۔

اور ناطل کے قدموں کے نشان اب بھی شمال کی طرف جا رہے تھے ۔۔ اور اس جگہ سے قریب سو قدم کے فاصلے تک بنے ہوئے تھے جہاں پر وہ آدمی ٹھہر کر واپس گیا تھا۔ نو اس نشان کو دیکھتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور پھر چکرایا سا اپنی جگہ پر کھڑا رہ گیا۔ قدموں کے وہ نشان یکایک جنگل اور سمندر کے درمیان کی زمین پر غائب ہو گئے تھے۔ وہاں ریت کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ قدموں کے نشان بس یکایک اس جگہ پر غائب ہو گئے تھے۔ وہ نہ تو جنگل کی طرف گئے تھے اور نہ ہی سمندر کے پانی کی طرف۔ وہ اس طرح غائب ہو گئے تھے جیسے ناطل کو کسی گڑھے نے نگل لیا ہو۔ لیکن اس جگہ کوئی گڑھا بھی موجود نہیں تھا۔ نو نے ٹھہر کر چاروں طرف دھیان دے کر دیکھا۔ اسے کہیں بھی زندگی کے آثار نظر نہیں آئے ۔۔ ناطل کہاں چلی گئی۔ اس کا کیا ہوا۔ اگر اس آدمی کے قدموں کے نشان سے جو ناطل کے

تعاقب میں تھا ۔۔۔ اس جگہ تک پائے جاتے تو نو نے نتیجہ نکال لیا ہوتا کہ وہ آدمی اسے اٹھا کر اپنے گاؤں کی طرف واپس چلا گیا ہے۔ لیکن وہ آدمی اس وقت ٹھہر گیا تھا جب وہ ناطل سے قریب سو قدم کے فاصلے پر رہا تھا۔ وہ کسی بھی حالت میں اس جگہ تک نہیں پہنچا تھا جہاں پر ناطل کے قدموں نشان غائب ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ اسے واپس جانے والے کے قدموں کے نشان بہت ہلکے نظر آئے تھے جس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ وہ کسی بوجھ کو اٹھا کر اپنے گاؤں کی طرف واپس گیا تھا۔

نو کچھ دیر تک چکرایا سا اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ پھر وہ کشتی سازوں کے گاؤں کی طرف واپس ہوا۔ نو بعید از فہم چیزوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا اس لئے وہ اسی آدمی کے ذریعے ناطل کے غائب ہونے کا پتہ لگانا چاہتا تھا جو اس کے تعاقب میں دوڑا تھا۔ اور وہ آدمی ان اجنبیوں کے گاؤں کی طرف واپس ہوا تھا جو کہ گرے ہوئے درخت کے تنوں کو کاٹنے چھانٹنے اور جگہ جگہ پر آگ جلا کر اسے جلانے میں مصروف نظر آئے تھے۔

نو واپس ہو کر پھر اسی ٹیلے کی جھاڑیوں کے پاس پہنچا جہاں سے اس نے پہلی بار ان اجنبیوں کو دیکھا تھا۔ اس جگہ وہ پھر لیٹ کر انھیں دیکھنے لگا۔ اسے یقین تھا کہ ان میں سے ہی کوئی آدمی اس کے ناطل کے غائب ہو جانے کا سبب ہے، وہ جانتے ہیں کہ وہ کہاں ہے۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ ناطل کا تعاقب کرنے والا آدمی آسانی سے اس کا تعاقب کرتے کرتے نہ ٹھہرا ہوگا کیونکہ وہ وہاں کی عورتوں کو دیکھ رہا تھا جو ناطل کے مقابلے میں بن مانسوں کی عورتوں

کی طرح نظر آ رہی تھیں۔ نہیں ۔۔ وہ آدمی ضرور ہی اس کا تعاقب کر کے اسے قابو میں کرنے کی کوشش کرے گا۔ نو سوچنے لگا کاش کسی طرح اسے یہ معلوم ہو جائے کہ کس شخص نے ناطل کا تعاقب کیا تھا۔ کوئی شے اسے یہ بتاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی کہ اس کا تعاقب کرنے والا وہی نوجوان ہے جو بہت ہی تیزی سے اپنے کام میں لگا ہوا ہے۔ نو اسے بہت غور سے دیکھتا رہا۔

آخر تور کی کشتی تیار ہو گئی۔ کشتی بنانے والے ایسے درختوں کا انتخاب کرتے تھے جن کے درمیان کا حصہ ملائم ہوتا تھا تاکہ وہ آسانی سے اسے تراش اور جلا سکیں۔ جلانے سے ان کے دو کام نکلتے تھے۔ ایک تو آگ ان کی مرضی کے مطابق اسے تنے کو جلا کر اس میں گڑھا بنا دیتی تھی اور دوسرے جہاں جہاں جلاتی تھی اس جگہ کی لکڑی کو بھی سخت کر دیتی تھی۔

جب تور کی کشتی مکمل ہو گئی تو اس نے دوسرے کچھ کام کرنے والوں کو بلایا۔ وہ لوگ آئے اور پھر اس کھوکھلے تنے کو پانی کی طرف لے کر بڑھے۔ ایک عورت بھی آئی جس نے ایک لمبی لکڑی ہاتھ میں لے رکھی تھی۔ جس کے ایک سرے چوڑے اور دونوں طرف سے چپٹے تھے۔ یہ چپو تھا۔ تور نے اسے لیکر کشتی پر رکھ لیا۔ کشتی کو پانی میں ڈال کر تور اسے دھکیلتا ہوا کچھ دور تک واپس جانے والی ایک لہر کے ساتھ دوڑا اور پھر اچھل کر اس پر سوار ہو گیا۔ اس کے بعد چپو اٹھا کر تیزی سے پانی میں چلانے لگا تاکہ دوسری آنے والی لہر کا مقابلہ کر سکے۔

نو حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہا۔ اس نے جو اندازہ

لگا یا وہ یہ تھا کہ وہ آدمی اچھل کود رہا ہے۔ نو کے لئے یہ ایک حیرت انگیز کھیل تھا۔ وہ اس بات کا اندازہ نہ لگا سکا کہ جو کچھ وہ دیکھ رہا ہے اس میں بہت ہی ہوشیاری اور ہمت کی ضرورت پڑتی ہے۔ صرف ایک بہادر شخص ہی پانی کے خطرات سے مقابلہ کرنے کے لئے اس میں اتر سکتا ہے۔ نو نے دیکھا وہ چپو چلاتے ہوئے سمندر میں سیدھا چلا جا رہا ہے۔ فاصلے پر جزیرے نظر آ رہے تھے۔ کیا وہ انھیں کی طرف جا رہا تھا۔ نو کی بچپن سے خواہش تھی کہ وہ ان دور کی زمینوں کا اسرار معلوم کرنے کے لئے وہاں جائے۔ انلوگوں نے وہاں تک پہنچنے کا طریقہ معلوم کر لیا تھا۔ اس کے لئے ایک ہوائی جہاز اتنی حیرت انگیز چیز ثابت نہ ہو سکتی جتنی کہ یہ تختے سے بنی ہوئی شے ثابت ہوئی تھی۔

وہ کچھ دیر تک اس آدمی کو کشتی پر دور جاتے دیکھتا رہا جو ہوا لہروں اور تیزی سے چپو چلانے کی وجہ سے دور جاتے ہوئے دھیرے دھیرے چھوٹی ہوتی نظر آ رہی تھی۔ اس کے بعد نو نے پھر اپنی توجہ ان لوگوں کی طرف کی جو اپنی کشتیاں بنانے میں مصروف نظر آ رہے تھے۔ اس نے دیکھا کہ وہ لوگ بھی تیزی سے اپنی کشتی کو مکمل کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ اور آپس میں اب باتیں بھی کرتے جاتے جا رہے تھے اور کبھی کبھی اتنی اونچی آوازمیں بولتے تھے کہ ان کے ایک دو لفظ نو کے کان تک بھی پہنچ جاتے۔ ان کی زبان اسی کی طرح کی تھی۔ اسنے ان ادھورے کانوں تک پہنچنے والے جملوں سے معلوم کیا کہ وہ لوگ اسی آدمی کے بارے میں بات کر رہے ہیں جو کچھ دیر پیشتر کشتی پر گیا تھا۔

وہ ان کی باتوں کو اور صاف طور سے سننا چاہتا تھا اس لئے بہت ہوشیاری سے وہ اپنے داہنے سمت کے جنگل کی طرف کھسکا اور پھر اس جنگل میں سے گھوم کر ان کے گاؤں کے نزدیک پہنچ گیا۔ وہاں سے وہ جھاڑیوں کی آڑ لیتا ہوا وہ اس کھلی جگہ کے قریب پہنچ گیا۔ جسے ان اجنبیوں نے اپنے رہنے کے لئے جھاڑ جھنکاڑ کو صاف کر کے بنایا تھا۔ اس نے جھاڑیوں کے درمیان سے ــــ جو اسے چھپائے ہوئے تھیں ــــ جھانک کر دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ اب وہ ان کے بہت قریب ہے۔ اس نے آگ کا وہ ہالہ بھی دیکھا جس نے اس گاؤں کو اپنے اندر لے رکھا تھا لیکن اب وہ صرف چنگاریاں اور راکھ ہی رہ گئی تھی۔ یہ آگ کا وہ ہالہ تھا جسے وہ رات کو اپنے گاؤں کے گرد اس لئے جلاتے تھے تاکہ درندے اس کے خوف سے دور رہیں اور ان تک پہنچ کر انھیں کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اس نے مٹی کے برتن بھی دیکھے ــــ جو اس کے لئے نئی شے تھی۔ اس نے عورتوں مردوں اور بچوں کو دیکھا۔ وہ اس کے اپنے آدمیوں سے زیادہ مختلف نہیں تھے۔ حالانکہ ان کے لباس اور ہتھیار کی بناوٹ بالکل الگ تھی۔ اب وہ ان کی باتیں اچھی طرح اور صاف صاف سن سکتا تھا۔

"وہ ضرور ہی بہت خوبصورت ہوگی" ایک آدمی کہہ رہا تھا "ورنہ تو اس خطرناک پانی سے گذر کر اس انجان زمین تک اس کی تلاش میں جانے کی کوشش نہ کرتا" وہ یہ کہتے ہوئے مسکرایا اور ایک جوان عورت کو دیکھنے لگا جو بچے کو دودھ پلا رہی تھی، اور اس کھال کو بھی صاف کرتی جا رہی تھی جو

اس کے سامنے پھیلی ہوئی تھی۔

اس نوجوان عورت نے اس مرد کی طرف غصیلے انداز میں دیکھا۔

"اسے لے تو آنے دو!" وہ چیخی "پھر وہ خوبصورت نہیں رہ جائے گی۔ اس کے ساتھ بھی میں یہی کروں گی!" یہ کہتے ہوئے وہ تیزی سے پتھر کو اپنے سامنے پھیلی ہوئی کھال پر رگڑنے لگی۔

"اس کے بچ کر نکل جانے پر تور کو بہت غصہ آیا تھا!" وہ آدمی اپنی بات کہتا گیا۔ وہ قریب قریب اسے پکڑنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ لیکن وہ اسے تلاش کر ہی لے گا۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ وہ ملے گی تو کس حال میں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ تور نے بے وقوفی کی ہے اور اپنا وقت برباد کر رہا ہے!"

نو عجیب الجھن میں تھا۔ کیا یہ ممکن تھا کہ وہ آدمی جسے وہ لوگ تور کے نام سے یاد کر رہے تھے۔ ناطل کے تعاقب میں اس دور دراز جزیروں کی طرف گیا تھا۔ لیکن ناطل وہاں کس طرح پہنچی ہو گی۔ یہ ناممکن تھا پھر بھی نو کو ان کی باتوں کو سننے کے بعد ذرا بھی شبہ نہیں رہ گیا تھا کہ وہ آدمی ایک عورت کی تلاش میں پانی کو پار کر کے ان پر اسرار جزیروں کی طرف گیا ہے۔ اور وہ عورت ناطل کے علاوہ اور کون ہو سکتی تھی۔

~~~~~~~~
~~~~~~~~

پانچواں باب

پہلا سفر

دوسرے لوگوں کی کشتیاں بھی جلد ہی تیار ہو گئیں اور وہ انھیں ایک ایک کر کے پانی کی طرف لے جانے لگے۔ انھوں نے روانہ ہونے سے پہلے اس میں تو، کیطرح اپنے چپو، کلہاڑے اور برچھے رکھے تھے۔ نو انھیں دلچسپ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ آخر تمام کشتیاں سمندر کے پانی میں پہنچ گئیں اور انھیں چپو کے ذریعے کنارے سے دور لے جایا جانے لگا۔ جب وہ لہروں کی زد سے نکل کر سطح پانی پر پہنچیں تو شمال و جنوب کی سمت پھیل گئیں۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ان کا ارادہ دور کے جزیروں تک جانے کا نہیں تھا۔ یکایک نو نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر پوری طاقت سے اپنا برچھا پانی میں پھینکتے دیکھا، اس کے ساتھ ہی کشتی کے

دو آدمی ۔ جسے نو دیکھ رہا تھا ۔ بہت تیزی سے چپو کو چلاتے ہوئے کشتی کو اس شئے سے دور لیجانے کی کوشش کرنے لگے جو ان کی کشتی کے پاس کے پانی میں ہچکولے پیدا کر رہی تھی ۔ نو سمجھ گیا کہ برچھے باز کا اسلحہ سمندر کی کسی مخلوق کے جسم میں پیوست ہو گیا ہے اور وہی پانی کو الٹ پلٹ رہا ہے ۔ وہ کشتی اتنی دور تھی کہ نو تمام کارروائیوں کو نہیں دیکھ سکتا تھا ۔ پھر بھی اس نے کشتی کو زخمی جانور کے پاس سے ۔ جو سمندر کے کنارے کے مخالف سمت بھاگ رہا تھا ۔ سے جاتے دیکھا ۔ اس کے بعد پھر دوسرا برچھا بھی پھینکا جاتا اس نے دیکھا ۔ اب نو کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ وہ لوگ اپنے بھالے کو کیوں رسی سے باندھے ہوئے تھے ۔ برچھے جب شکار کے جسم میں پیوست ہوتے تھے تو اس سے بندھی ہوئی رسی شکاری کے ہاتھ میں ہی رہتی تھی ۔ جب زخمی جانور نے یہ دیکھا کہ اس کیلئے چھٹکارے کا راستہ نہیں رہ گیا ہے تو وہ پلٹ کر کشتی کی ہی طرف دوڑا ۔ نو نے دیکھا چپو چلانے والے تیزی سے چپو چلا رہے ہیں تاکہ اس جانور سے دور ہی رہیں ۔ اب دوسری کشتیاں بھی پلٹ کر اس طرف آ رہی تھیں ۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ پہنچ کر کچھ مدد کر سکتیں نو نے اس جانور کے دم کو اوپر اٹھ کر تیزی سے کشتی کے اوپر گرتے دیکھا ۔ پھر جب مدد کو آنے والی کشتیاں اس جگہ پہنچیں تو وہاں پانی میں تنے سے بنی ہوئی کشتی کے دو ٹکڑے تیر رہے تھے ۔ اس کے علاوہ ایک آدمی کا سر اور شانہ بھی پانی میں ابھرتا ڈوبتا نظر آ رہا تھا ۔ کچھ منٹ بعد اسے کھینچ کر ایک کشتی پر اٹھایا گیا اور اس کے بعد دوسرے شکار کی تلاش میں وہ کشتیاں ادھر ادھر پھیل گئیں ۔

تھوڑی دیر بعد تمام کشتیاں دور جا کر نظروں سے اوجھل ہو گئیں ۔ اب صرف ایک کشتی ہی ایسی رہ گئی تھی جو گاؤں کے نزدیک رہ کر شکار کھیل رہی تھی ۔ شاید

اس پر کے آدمی زیادہ خطرناک جانوروں کا شکار نہیں پسند کرتے تھے۔ نو اپنے چھپنے کے مقام سے دیکھ سکتا تھا کہ وہ جلدی جلدی اپنے برچھے سے مچھلیاں بار بار کشتی پر بار کرتے جا رہے ہیں۔ جلد ہی ان کی کشتی بھر گئی اور وہ دھیرے دھیرے اسے کنارے کی طرف لے آئے۔

ان کی واپسی کو دیکھتے ہوئے نو کے ذہن میں ایک نیا ارادہ جنم لینے لگا۔ اس خطرناک کھیل کو سمندر کے پانی پر کھیلتے ہوئے دیکھ کر نو کے دل میں ان اجنبیوں سے رقابت کا ایک تیز جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن اس وقت تو اس کے ذہن میں ابھرنے والی بات نے رقابت کے اس جذبے کو دبا دیا تھا۔

کشتی کے کنارے پر پہنچتے ہی وہاں عورتیں اپنے تھیلے لیکر پہنچ گئیں جو بیل کی کھال سے بنے ہوئے تھے اور چمڑے کے ہی دھاگوں سے سلے ہوئے تھے انھیں تھیلوں میں انھوں نے مچھلیاں بھریں اور اسے زمین پر ہی گھسیٹتی ہوئی لیکر اپنے خیمے کی طرف چلی گئیں۔

وہ آدمی ــ جن کے ذمے کا کام شاید اب ختم ہو گیا تھا ــ درخت کے سائے میں آرام کرنے کیلئے لیٹ گئے اور جلد ہی سو گئے۔ نو اسی موقع کے انتظار میں تھا۔ وہ بہت ہی ہوشیاری سے اپنے پنجوں اور گھٹنوں کے بل آہستہ آہستہ آگے کھسکنے لگا۔ اس نے اپنے پتھر کے بھالے اور کلہاڑے کو اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ وہ کشتی سمندر کے کنارے کھلی جگہ پر پڑی تھی۔ وہاں تک چھپ کر پہنچنے کیلئے کوئی آڑ نہیں تھا۔ اور کھلے طور پر جانے کا مطلب تھا کہ عورتوں کی نظر اس پر پڑ جائے۔ نو کی جنگجو فطرت کو یہ خطرناک پوزیشن بہت پسند آئی۔ اس نے گاؤں کے درمیان سے ہی گذر کر کشتی تک جانے کا فیصلہ کیا۔

وہ اٹھ کر آڑ سے نکل کر گاؤں کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے اسکی ضرورت نہیں

سمجھی کہ اپنی موجودگی کی خبر خود سے کرے۔ وہ بے آواز چلتا ہوا قریب قریب اس عورت کی پشت کے پاس پہنچ گیا جو اپنے بچے کو دودھ پلاتے ہوئے کھال صاف کرنے میں مصروف تھی۔ اب اس نے بچے کو زمین پر بٹھا دیا جو کھال میں لگی ہوئی دم سے کھیل رہا تھا۔ وہ خود اب بھی کھال کو صاف کر رہی تھی اور اس نے نو کے قدموں کی آواز کو اپنے قریب پہنچتے ہوئے نہیں سنا تھا۔ یکایک بچے نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا اور ایک تیز چیخ کے ساتھ اپنی ماں کی گود کی طرف لپکا۔ چند ثانئے میں ہی پورے گاؤں میں کھلبلی پھیل گئی۔ اب نو کیلئے دبے قدموں چلنے کی ضرورت نہیں رہ گئی تھی۔ اس نے ایک تیز جنگی چیخ منہ سے نکالی ــــ جو ایک درجن آدمیوں کے منہ سے نکلی ہوئی چیخ کے برابر تھی ــــ اور گاؤں کی خوفزدہ عورتوں کے درمیان سے گذر کر بھاگتا ہوا کشتی کیطرف جانے لگا۔ اب سونے والے مرد بھی بیدار ہو چکے تھے اور اسکی طرف دوڑ پڑے تھے۔

نو تیزی سے کشتی کی طرف جا رہا تھا اور اسکے عقب میں وہ تین جنگجو اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک اسکے پہلو کیطرف سے آ رہا تھا۔ وہ بہت ہی نزدیک آ گیا تھا ــــ اتنا نزدیک کہ جب وہ کشتی کے قریب پہنچا تو وہ بھی اس جگہ پہنچ گیا۔ دونوں اپنے اپنے کلہاڑے اٹھا کر ایکدوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ لیکن نوما کا بیٹا نو ایک طاقتور اور ماہر جنگجو تھا۔ اس نے اپنے مقابل کے کلہاڑے کے وار کو خالی دیا۔ اور پھر اس سے پیشتر کہ وہ سنبھل سکتا نو کا کلہاڑا اس قوت کے ساتھ اس آدمی کے سر پہ پڑا کہ وہ کسی انڈے کی طرح ٹوٹ گیا۔

اب نو کشتی کو اسی طرح کھینچتا ہوا پانی کی طرف لے جانے لگا جس طرح کہ اس نے اجنبیوں کو لے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ لیکن وہ ابھی مشکل سے چار چھ قدم ہی چلا تھا کہ اسے مجبور ہو کر ان لوگوں کا مقابلہ کرنے کیلئے گھومنا پڑا جو اب دوڑتے ہوئے اسکے قریب پہنچ رہے تھے۔ وہ ایک تیز وحشیانہ چیخ کے ساتھ اس پر ٹوٹ پڑے اور ان کی

عورتیں جمع ہو کر چیخنے اور اپنے آدمیوں کی ہمت بڑھانے لگیں اور دشمن کو ہلاک کرنے کیلئے کہنے لگیں۔ نو نے بھی کشتی کو چھوڑ دیا اور ان کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو گیا۔ اس کا لمبا نوکیلا بھالا۔ جو اس نے اپنی پوری قوت سے پھینکا تھا۔ آگے آنے والے کشتی ساز کے جسم کو پار کر گیا۔ وہ آدمی اپنا برچھا پھینکنے ہی جا رہا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا برچھا اسکے ہاتھ سے نکل کر نو کی طرف آتا چھوٹ کر اسی کے پاس گر پڑا۔ عورتوں کے منہ سے غصے کی تیز چیخیں نکل گئیں۔ اب تیسرا آدمی اس غار میں رہنے والے کے بہت قریب پہنچ گیا تھا۔ اس قدر قریب کہ اب برچھا کام میں نہیں آسکتا تھا اس لیے اس نے اپنا برچھا ہاتھ سے چھوڑ دیا اور چاقو سے مقابلہ کرنے کے لئے نو پر ٹوٹ پڑا۔ دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے اور اسی طرح گتھے ہوئے اپنے چاقو سے کارگر وار لگانے کے لئے وہ کھسکتے ہوئے گھٹنے گھٹنے پانی تک میں چلے گئے۔ یکایک ایک تیز لہر آئی جس نے ان کے قدموں کو زمین سے اٹھا دیا اور وہ دونوں ہی پانی میں گر پڑے۔ اور پھر اسی لہر میں لڑھکتے ہوئے کنارے کیطرف آنے لگے پھر جب لہر واپس ہونے لگی تو وہ دونوں کنارے کی زمین پر پڑے رہ گئے کشتی ساز کے جسم میں نو کے بیٹے نو کے چاقو نے اپنا صحیح مقام حاصل کر لیا تھا اور اب وہ مردہ پڑا ہوا تھا۔

غار میں رہنے والا آدمی اسے چھوڑ کر پانی میں بھیگا ہوا کھڑا ہوا اور گھوم کر سمندر کیطرف دیکھنے لگا۔ بڑی لہر اپنے ساتھ ہی کنارے کی کشتی کو بھی بہائے گئی تھی۔ غصے میں بھری ہوئی عورتیں ـــ جن کے تین آدمی مارے جا چکے تھے فاتح کو نوچ ڈالنے کیلئے اسکی طرف دوڑ پڑیں۔ وہ بھی کم خطرناک نہیں تھیں لیکن مردوں کے مقابلے میں تو کم ہی تھیں۔ ان کے لمبے بال ہوا میں اڑ رہے تھے۔ ان کے چہرے نفرت و غصے کی وجہ سے خوفناک ہو گئے تھے۔ وہ غصے سے چیخ رہی تھیں اور نو کو برا بھلا

کہہ رہی تھیں لیکن نوان سے مقابلہ کرنے کیلئے نہیں ٹھہرا۔ وہ پلٹ کر پانی میں اترا اور پانی میں لہریں لینے والی کشتی کیطرف بڑھنے لگا۔ اس کا بھالا تو اس کے ہاتھ سے نکل ہی چکا تھا لیکن اس نے اپنا کلہاڑا مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ اپنا چاقو اس نے اپنی پیٹی میں پہلے ہی کیطرح اڑس لیا تھا۔

وہ عورتیں اسکے پیچھے پیچھے کمر تک کے پانی میں آئیں لیکن نوان کی پہنچ سے بہت آگے جا چکا تھا۔ پھر دوسرے ہی لمحے وہ کشتی کے قریب بھی پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنا کلہاڑا اس میں رکھا اور اسکے کنارے کو پکڑ کر اس میں سوار ہو گیا۔ اگر کشتی تھوڑی سے اور ترچھی ہو گئی ہوتی تو ضرور ہی الٹ گئی ہوتی۔ جب وہ آرام سے اس کھوکھلے تنے کے اندر بیٹھ گیا تو اس نے چپو اٹھایا۔ حالانکہ یہ اسکے لئے بالکل ہی نئی تھی پھر بھی اس نے اسکو اسیطرح پانی میں چلانا شروع کر دیا جسطرح کہ اس نے اجنبیوں کو چلاتے ہوئے دیکھا تھا اور کنارے سے مخالف سمت کو جانے لگا۔

ہوا اور لہروں نے اس کام میں اسکی مدد کی۔ لیکن وہ خود بھی چپو چلانے کے کام کو جلد ہی سمجھنے میں کامیاب ہو گیا۔ پہلے اسے یہ معلوم ہوا کہ جب وہ چپو کو اپنے بھالے والے ہاتھ کی طرف برابر چلاتا رہتا ہے تو کشتی اسکے مخالف سمت کو گھوم جاتی ہے۔ یہ دیکھنے کے بعد اس کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ کیوں کشتی ساز لوگ چپو کو باری باری داہنے اور بائیں چلایا کرتے تھے۔ جب اس نے بھی ایسا ہی کیا تو کشتی سیدھی اسکی خواہش کے مطابق دور کے پراسرار جزیروں کی طرف جانے لگی۔

ابھی اس نے نصف ہی راستہ طے کیا تھا اور کنارے سب سے نزدیکی جزیرے کے درمیان میں ہی تھا کہ ایک بڑی مخلوق نے اسکی کشتی کے پہلو میں پانی سے اپنا سر ابھارا۔ اسکی لمبی گردن میں لگا ہوا چھوٹا سا سر اپنا جبڑا پھیلائے اس چپو چلانے والے کو پکڑنے کیلئے آگے بڑھا۔ پھر جیسے ہی اسکے سر نے وار کیا نو نے ایک طرف

ہٹتے ہوئے اسکے وار سے اپنے کو بچایا اور اپنے چاقو سے خود بھی اس پر وار کر دیا۔ وہ جانور ایک تیز سسکاری لیتا ہوا فوراً ہی پانی کے نیچے چلا گیا لیکن دوسرے ہی لمحے پھر کشتی کے دوسرے پہلو کی طرف ابھرا۔ اسکی گردن میں آئے ہوئے چاقو کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ ایک بار پھر اس نے کشتی پر بیٹھنے والے پر حملہ کیا۔ ایک بار پھر نو نے اپنے کو اس کے چوڑے جبڑے سے بچاتے ہوئے اس کی گردن پر اپنے چاقو سے زخم پہنچایا۔ ایک بار پھر وہ جانور تیزی سے پانی کے نیچے چلا گیا اور پھر اسکے سر کے بجائے اسکی دم پانی کے اوپر ابھری۔ نو بہت ہی تیزی سے چپو کے ذریعے کشتی کو آگے بڑھا لیگیا۔ اسیوقت وہ دم اس طاقت کیساتھ اسی مقام پر گری جہاں کشتی موجود تھی۔ اگر نو اپنی کشتی کو اس جگہ سے ہٹانے میں کامیاب نہ ہوا ہوتا تو اس جانور کی دم اس قدر طاقت کیساتھ اس پر گری ہوتی کہ اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوتے۔ جہاں پر اس جانور کی دم گری تھی وہاں کا سفید اور اس جانور کے زخم سے نکلنے والے خون کیوجہ سے سرخ پانی تھوڑی دیر تک ہچکولے لیتا رہا۔ دھیرے دھیرے کرکے آخر پانی نے ہچکولے لینا بند کیا اور نو نے اپنی کشتی کو آگے بڑھاتے ہوئے دور سے دیکھا کہ اس اس جانور کی الٹی ہوئی لاش پانی کے اوپر آگئی ہے۔

نو آگے ہی آگے تیزی سے چپو کو چلاتے ہوئے اپنی منزل کی سمت بڑھتا رہا۔ وہ اس سفر کے اختتام پر کیا پانے کی امید رکھتا تھا اگر اس سے پوچھا جاتا تو وہ خود بھی نہیں بتا سکتا تھا۔ یہ کہ ناطل اس جگہ ہے۔ اس پر اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ پھر وہ کون سی شئے تھی جو اسے اس خطرے سے بھرے ہوئے پانی کے درمیان سے اس پراسرار مقام تک لیجا رہی تھی۔ اس جگہ تو آدمی تو ر گیا تھا۔ کیا وہ ناطل کے تعاقب میں وہاں گیا تھا۔ نو کو ان کشتی سازوں کی باتیں سننے کے بعد اس بات کا تو پوری طرح یقین ہو گیا تھا کہ تو ر نے ایک عورت کا تعاقب کیا تھا۔ اسکے باوجود بھی اسے اس پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ تو ر جس عورت کو اس جزیرے پر پانے کی امید رکھتا ہے وہ ناطل ہی ہو سکتی ہے۔

اب ہوا اور تیز ہوگئی تھی جس کی وجہ سے لہریں کافی اونچائی تک اٹھنے لگی تھیں۔ لیکن چونکہ کشتی جزیرے کے بالکل سامنے ہی تھی اسی لئے وہ ان لہروں کیوجہ سے الٹ نہ سکی۔ اسکے چاروں طرف پانی میں خطرناک جانور دوڑتے پھر رہے تھے' آپس میں لڑ رہے تھے اور دوڑ دوڑ کر شکار کر رہے تھے۔ ایسا بھی ہوتا کہ شکار کرنے کے بعد وہ آپس میں ایک دوسرے لڑنے لگتے اور انکا شکار بہتا ہوا ان سے دور چلا جاتا۔

ان بیشمار خطروں سے گذرتی ہوئی کھوکھلے تنے سے بنی وہ کشتی آخر سب سے نزدیکی جزیرے کے کنارے تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئی۔ نو اپنی کشتی سے نیچے اترا اور اسے کھینچ کر پانی سے دور بچانیکی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اس کی نظر کچھ فاصلے پر موجود دوسری کشتی پر جا پڑی۔ وہ کشتی اس آدمی تور کی ہے اسمیں نو کو ذرا بھی شبہ نہیں رہا۔ اس نے جلدی سے اپنا کلہاڑا اٹھایا اور تیزی سے اس دوسری کشتی کیطرف بڑھا۔ یہ سوچ کر کہ ممکن ہے اس جگہ سے وہ اس آدمی کی بو کے سہارے تعاقب میں روانہ ہونے میں کامیاب ہو جائے۔

کشتی کے قریب پہنچتے ہی وہاں کی نرم زمین پر نو کو تور کے پیروں کے نشان بنے ہوئے صاف نظر آگئے۔ اسکو دیکھتے ہی غاروں میں رہنے والے نے یہ بھی سمجھ لیا کہ انھیں پیروں نے ہی سمندر کے کنارے اسکی ناطل کا تعاقب کیا تھا۔

وہ بو کے سہارے آگے بڑھتا ہوا ایک چٹانی راستے سے گذر کر ایک وادی میں پہنچ گیا جہاں سے وہ ایک تیزی سے بہنے والے چشمے کے قریب پہنچا جو نیچے کیطرف بہہ کر سمندر کی سمت جا رہا تھا۔ نو کو اس بات کا تعاقب کرتے ہوئے احساس ہوا کہ وہ آدمی جگہ جگہ وہاں پھیلی ہوئی پہاڑی کی چٹانوں پر تھوڑی دور تک چڑھا تھا اور پھر نیچے اتر آیا تھا۔ اس نے شاید ایسا اس لئے کیا تھا کہ کچھ اونچائی پر سے وہ چاروں طرف اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ یا پھر شاید وہ پہاڑی کی خطرناک چڑھائی کیوجہ سے نیچے اترنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

جہاں تک نو کا سوال ہے پہاڑی پر کی چڑھائی اسکے لئے بہت ہی معمولی ثابت ہوئی ہوتی۔

اسلئے اسے اس بات پر حیرت تھی کہ وہ آدمی کچھ اونچائی پر چڑھنے کے بعد کیوں نیچے اتر آیا تھا۔ دراصل تور پہاڑوں پر رہنے والوں میں سے نہیں تھا۔ اسکے آدمی ایک سطح علاقے سے آئے تھے جو ایک دریا کے کنارے واقع تھا۔ ایک ایسے علاقے سے جہاں پہاڑیوں اور غاروں کا نام نشان نہیں پایا جاتا تھا۔ اسی لئے وہ پہاڑی پر چڑھنے کے مقابلے میں نااہل تھا۔

آخر ایک جگہ ۔۔ دادی کے سرے پر۔ اسے اس بات پر مجبور ہونا پڑا کہ وہ اوپر چڑھے اور اس جگہ سے وہ کسی نہ کسی طرح پہاڑی پر چڑھ کر ایک اوپر سطح جگہ پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس جگہ سے اسکی بو مغرب کیطرف گھوم گئی تھی۔ اس بو کا اسطرح یکایک داہنی طرف گھوم جانے سے نو کو اس بات کا اندازہ ہوا کہ اس آدمی کو اس سمت یکایک کوئی ایسی چیز نظر آئی تھی جس نے اسکی توجہ اپنی طرف کھینچ لی تھی اور وہ تیزی سے اسطرف تحقیقات کرنے کیلئے دوڑ پڑا تھا۔ کیا اس نے اس جگہ اس عورت کو دیکھ لیا تھا جسکی تلاش میں وہ اس جگہ تک آیا تھا، کیا وہ اب ناطن کے تعاقب میں تھا۔ اگر ایسا تھا تو یہ بھی ممکن تھا کہ اب وہ اسکے قبضے میں ہو۔

نو بھی تیزی سے مغرب کی سمت گھوما اور تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ چونکہ نو کو تور کے نشان مل گئے تھے اس سے ثابت ہوتا تھا کی نو کی رفتار اس کشتی ساز کے مقابلے میں تیز تھی اس بات کو سمجھتے ہوئے نو سمجھ رہا تھا کہ وہ وقت گزرنے کیساتھ ساتھ اس آدمی کے قریب ہوتا جا رہا ہے جسے یہ نہیں معلوم تھا کہ کوئی اسکے تعاقب میں آ رہا ہے۔

نو آگے بڑھتے ہوئے پھر ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں سے راستہ نیچے کیطرف جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا اس جگہ سے تور بہت ہی تیزی سے لڑھکتا ہوا سا نیچے گیا تھا۔ نیچے ایک گھنا جنگل تھا جہاں سے بو پھر سمندر کی سمت جانے کیلئے گھوم گئی تھی۔ لیکن اسطرف جانے سے پہلے اس آدمی نے سامنے کی پہاڑی پر چڑھنے کی کئی بار کوشش کی تھی لیکن اس پر چڑھنے میں ناکامیاب ہونے کے بعد ہی وہ وہاں سے گھوم کر سمندر کیطرف گیا تھا۔ نو کو یہ بات اسکی بو کے ذریعہ صاف طور پر معلوم ہوئی۔ اس نے کیا دیکھا یا سنا تھا جسکی وجہ سے اس نے کئی بار سامنے کی اس پہاڑی پر چڑھنے

کی کوشش کی تھی جس پر وہ چڑھنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ تو سوچنے لگا کہ کیا وہ اسکی اس بو کا تعاقب کرے جو سمندر کی سمت گئی ہے یا پھر اس جگہ سے پہاڑی پر چڑھے جہاں سے وہ چڑھنے میں ناکامیاب رہا تھا۔

غار میں رہنے والا کچھ دیر تک ہچکچاتا رہا پھر کسی فیصلے پر پہنچتے ہوئے وہ گھوم کر تیزی سے کسی مشاق آدمی کیطرح پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ پہاڑوں پر رہنے اور اسی پر زندگی گذارنے کیوجہ سے وہ کیسی بھی پہاڑی کیوں نہ ہو۔ اس پر آسانی سے چڑھنے اور اترنے میں ماہر تھا۔ کبھی کبھی اوپر چڑھتے ہوئے اسے اپنے سر کے اوپر نکلی ہوئی چٹان کو اچھل کر پکڑنا پڑتا جس پر وہ کچھ دیر لٹکتا رہتا اور پھر دھیرے دھیرے اپنے جسم کو اوپر کھینچ لیتا۔ کہیں پر کی چکنی چٹان پر چھوٹے سے پیر رکھنے کی جگہ اسے اوپر چڑھنے میں مدد دیتی تو کہیں پر کوئی باہر نکلی جڑ۔ اور اسیطرح اوپر چڑھتے ہوئے آخر کو وہ چوٹی پر پہنچ کر سیدھا کھڑا ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس جگہ کی زمین بھی سپاٹ تھی اور دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔

تو نے پریشان نظروں سے چاروں طرف دیکھا لیکن نہ تو اس آدمی کا کوئی نشان نظر آیا اور نہ ہی کسی عورت کا۔ پھر اس نے وہاں کی زمین کو دور دور تک غور سے دیکھا لیکن نہ تو اسے وہاں کوئی نشان نظر آیا اور نہ ہی وہ جانی پہچانی بو جسکو پانیکی امید میں وہ یہاں تک پہنچا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ پہاڑی سے نیچے اتر کر اسے پھر تو رکی بو کے تعاقب میں روانہ ہونا چاہئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ اترنا شروع کرتا اسے مغرب کی سمت سے ایک تیز چیخ کی آواز آتی سنائی دی۔ وہ چیخ عورت کی تھی جو کسی مصیبت میں پھنسی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

اور پھر اس چیخ کی گونج ابھی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ تو کا بیٹا تو تیزی سے اس سمت کو دوڑ رہا تھا جدھر سے وہ آواز آتی ہوئی معلوم ہوئی تھی۔
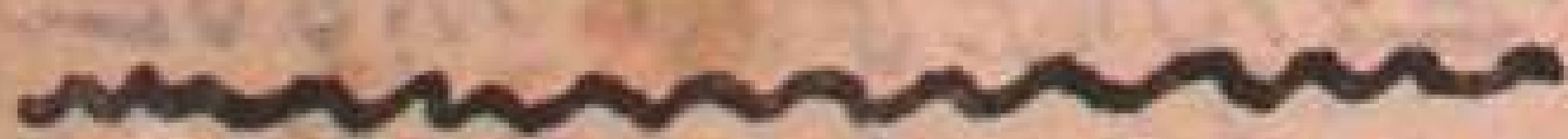
چھٹا باب

السان شبیر

ناطل جب یکایک تور کی موجودگی سے اس وقت باخبر ہو کر۔ جب وہ ان اجنبی کشتی سازوں کو دیکھ رہی تھی۔ اٹھکر بھاگی تو اسے اس کی قطعی امید نہیں تھی کہ وہ اپنے تعاقب میں آنے والے کے ہاتھوں سے بچ سکے گی۔ پھر بھی وہ اس خیال سے بھاگی جارہی تھی کہ ممکن ہے کوئی ایسا اتفاقی حادثہ پیش آجائے جس سے وہ اپنے کو محفوظ رکھنے میں کامیاب ہو جائے۔

اس کے دماغ میں یہ بات تھی کہ وہ اسے چکمہ دیکر داہنے سمت کے جنگل میں جانے کی کوشش کریگی جو آگے جاکر سمندر کے کنارے سے صرف چوتھائی میل کے فاصلے پر رہ گیا تھا۔ اس جگہ سے ممکن تھا کہ وہ اس آدمی کے ہاتھوں سے بچکر پہاڑی تک پہنچنے میں کامیاب ہوجاتی جو وہاں سے اندرونی حصے میں تھوڑے فاصلے پر واقع تھی۔ ایک بار پہاڑی پر پہنچنے کے بعد وہ چٹانوں کی آڑ لیکر یا دوسری طرح رات کا اندھیرا پھیلنے تک اپنے کو محفوظ رکھ سکتی تھی۔ اس کے بعد اس کا ارادہ شمال کی سمت روانہ ہوجانے کا تھا کیونکہ اب اسے معلوم ہوگیا تھا کہ اس کے قبیلے کے لوگ اسی سمت گئے تھے۔

جنگل اب بہت قریب آچکا تھا لیکن دوسری طرف وہ آدمی بھی لمحہ بہ لمحہ اس کے نزدیک ہوتا جارہا تھا۔ کیا وہ اس سے پہلے کہ وہ آدمی اس تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے جنگل میں پہنچنے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ کم سے کم وہ کوشش تو کر ہی سکتی تھی یکایک اسے اپنے سر کے اوپر تیز پروں کی پھڑپھڑاہٹ سنائی دی۔ اس کے چاروں طرف ریت پر ایک سیاہ سایہ پھیل گیا۔ اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا اور جو کچھ دیکھنے کو ملا اس سے اس کی رگوں میں دوڑتا ہوا خون جم سا گیا۔ اس کے سر کے اوپر اپنے پنجوں کو حملہ کرنے کے لئے پھیلائے ایک ایسا بہت بڑا پرواز کرنے والا جانور پروں کو پھڑپھڑا رہا تھا جو ناطل کے زمانے میں بھی کمیاب تھے۔ ایک بہت بڑا پٹیروڈ ڈکٹائل۔

اس کے عقب کے آدمی نے چیخ کر اسے ہوشیار کیا۔ اس نے اپنا نوکیلا برچھا اس دیو جیسے پرندے کی طرف اپنی پوری طاقت کے ساتھ پھینکا جو اس کی لمبی دم کی جڑ کے پاس جسم میں پیوست ہو گیا۔ وہ ایک درد اور غصے سے بھری تیز چیخ کے ساتھ اپنے نیچے کی لڑکی کی طرف جھپٹا۔ ناطل نے اس کے بڑے بڑے پنجوں کو اپنے جسم کے گرد کستے محسوس کیا۔ پوشش کی اس موٹی کھال نے جسے اس نے اپنے جسم پر ڈال رکھا تھا اس جانور کے تیز ناخنوں کو اس کے جسم تک نہیں پہنچنے دیا۔ پیٹروڈکٹائل اپنے شکار کو اپنے پنجوں میں دبائے ہوئے ہوا میں اوپر اٹھ گیا۔

ناطل کچھ دیر تک اپنے کو آزاد کرانے کی جدوجہد میں مصروف رہی۔ لیکن اسے جلدی ہی اس بات کا احساس ہو گیا کہ اس کی تمام کوششیں بیکار ہی ثابت ہونگی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس خطرناک پنجوں میں پھنس کر غار میں رہنے والا ریچھ یا جنگلی بیل بھی اپنے کو بے بس محسوس کرنے لگتا ہے۔ وہ اپنا پتھر کا چاقو بھی نہیں نکال سکتی تھی کیونکہ اس کا ایک پنجہ اس جگہ پر تھا جہاں پر چاقو اس کے کمر سے بندھے

تسمے میں اڑسا ہوا تھا۔

اسے اپنے نیچے موجیں لیتا ہوا پانی نظر آ رہا تھا۔ وہ جانور اسے کنارے سے دور لئے جا رہا تھا۔ اس کے بڑے بڑے بازو اس کے سر کے اوپر بہت تیز آواز پیدا کرتے ہوئے اوپر نیچے ہو رہے تھے۔ اس کی لمبی گردن اور بھاری بھرکم سر آگے کی طرف اٹھا ہوا تھا کیونکہ وہ بالکل سیدھ میں پرواز کر رہا تھا۔

پھر ناطل کو سامنے فاصلے پر زمین نظر آنے لگی۔ اس بات کا احساس ہوتے ہی، کہ وہ جانور اسے پراسرار زمین کی طرف لے جا رہا ہے جو بے چین سمندر کی گود میں دور پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا دل خوف سے بھر گیا۔ اس نے اس پراسرار اور پہنچ سے دور کی زمین کے بارے میں خواب دیکھے تھے۔ اس کے اپنے قبیلے میں اس پراسرار زمین پر رہنے والی عجیب مخلوقوں کے کئی قصے تھے۔ اس کی سب سے بڑی خواہش اس جگہ تک جانے کی تھی۔ لیکن تنہا نہیں بلکہ اپنے قبیلے کے بہادر لوگوں کے ساتھ تاکہ موقع پڑنے پر وہ اس کی حفاظت بھی کر سکیں۔ اس خطرناک جانور کے پنجوں میں پھنس کر اسطرح وہاں پہنچنا اس کے لئے ایک فہم سے بالاتر بات تھی۔ اس کا ذہن قریب قریب نیم کند ہو چکا تھا۔ اس خیال سے کہ قسمت میں اس کی نہ جانے کیا لکھا ہے۔

اب وہ جسیم پرندہ سب سے نزدیکی جزیرے کے قریب پہنچ رہا تھا۔ ناطل کو ایک پہاڑی کی چوٹی وہاں پھیلی ہوئی دوسری پہاڑیوں کی چوٹیوں سے اونچی انگلی کی طرح سیدھی آسمان کی سمت اٹھی نظر آ رہی تھی نیچے کی طرف گھنے جنگل اور جھاڑیوں کے سلسلے پھیلے ہوئے تھے۔ وہ مخلوق اسی اونچی چوٹی کی طرف اسے لئے جا رہا تھا۔ پھر جب اس نے چوٹی کے گرد چکر لگانا شروع کیا تو ناطل نے خوفزدہ نظروں سے نیچے کی طرف دیکھا۔ اسے اپنے نیچے ہی اپنی وہ بھیانک

منزل نظر آئی جہاں تک لانے کے لیئے وہ خطرناک مخلوق اسے اپنے پنجوں میں دبا کر پرداز کر رہی تھی۔

اس نے دیکھا کہ مٹی لگے گھاس پھوس کے ایک گول گھونسلے میں تین پٹر ڈکٹائل کے بڑے بچے اپنی لمبی گردن اوپر کی سمت اٹھائے ہوئے چیخ رہے ہیں اور اپنی ماں کی واپسی پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں جو ان کے لیئے کھانے کی شے لیکر واپس آئی تھی۔

ماں نے کئی بار گھونسلے کا چکر لگایا اور دھیرے دھیرے نیچے ہو کر گھونسلے کے قریب ہوتی گئی۔ پھر ایک لمحے کے لیئے وہ ہوا میں گھونسلے کے اوپر ٹھہری اور اس کے بعد اس نے ناطل کے جسم سے اپنے پنجے کی گرفت ڈھیلی کر دی۔ وہ سیدھی اس گھونسلے میں ان بچوں کے درمیان گری۔ ماں نے ایک بار اور گھونسلے پر چکر لگایا اور پھر اپنے کھانے کی تلاش میں چلی گئی۔

ناطل جیسے ہی گھونسلے میں گری تین تیز دانتوں والے جبڑے ایک کے بعد ایک اس کے جسم سے ٹکرائے۔ وہ بچے ابھی کافی چھوٹے تھے پھر بھی ان کے کئی دانت۔ تیز پنجے اور طاقتور دم سے مقابلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔

ناطل نے پہلے وار کو خالی دیتے ہوئے اپنے کو بچایا اور پھرتی سے اپنا چاقو نکال لیا۔ اس جگہ خوف و دہشت کے مظاہرہ کا وقت نہیں تھا۔ اس کے سامنے ایک خوفناک قسم کی موت موجود تھی۔ اس کے بچنے کی امید بہت ہی کم تھی لیکن ناطل نے پھر بھی اسطرح مقابلہ کرنا شروع کر دیا جیسے وہ اپنے کو بچانے میں کامیاب ہو ہی جائے گی۔

حالانکہ وہ جانتی تھی ایسا ہونا ناممکن ہے پھر بھی وہ مقابلہ کر رہی تھی۔ اب ایک بار پھر تینوں سر اٹھا کر ایک ساتھ ہی اس پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے

تھے تاکہ اس نرم گوشت کو کھا سکیں جو ان کی ماں ان کے کھانے کے لئے لائی تھی۔ ناطل ادھر ادھر ہٹ کر ان خطرناک جبڑوں سے اپنے کو بچاتی رہی اور پھر جب ایک بار تینوں سر اس پر ایک ساتھ اس پر حملہ آور ہوئے اسنے اپنے پتھر کے چاقو سے ان میں سے دو کی گردن پر وار کر دیا۔ زخمی ہونے والے مخلوق بہت ہی تیزی سے چیخنے لگے ان کے چھوٹے چھوٹے دماغوں کی صرف یہ سمجھ میں آیا کہ انھیں تکلیف پہنچی ہے اور وہ غصے میں وحشیوں کی طرح آپسمیں ہی ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ یہ سوچتے ہوئے کہ دوسرا ہی اس کی تکلیف کا ذمے دار ہے۔ تیسرا دو کو آپسمیں لڑتے دیکھ کر خود بھی غصے میں ان دونوں پر ٹوٹ پڑا۔

ان کے اس جھگڑے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ناطل تیزی سے گھونسلے کے کنارے پر پہنچی۔ اس کے نیچے قریب سو فٹ تک چوٹی کا وہ حصہ بالکل سیدھا سا نیچے کی طرف گیا تھا۔ اس میں کہیں کہیں پر دراڑیں پڑی تھیں اور کہیں پر کی چٹان تھوڑی سی ابھری ہوئی تھی جن کے سہارے نیچے اترنے کی کوشش کی جا سکتی تھی۔ اوپر یقینی طور پر ایک بھیانک موت تھی اور نیچے کچھ بچنے کی امید تھی۔ خواہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ رہی ہو۔

گھونسلے کے کنارے کو پکڑ کر ناطل نے دھیرے دھیرے اپنے جسم کو نیچے کی طرف لٹکایا۔ یہاں تک اس کے پیر اس سیدھی کھڑی چوٹی کے ایک چھوٹے سے ابھرے حصے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں وہ اپنے پیر ٹکا سکتی تھی۔ اس کے بعد وہ دھیرے دھیرے نیچے اترنے کی کوشش کرنے لگی۔ ان قدرتی سہاروں کے سہارے جو اس سیدھی کھڑی چوٹی میں قدرت نے جگہ جگہ دراڑوں اور ابھرے ہوئے پتھروں کی شکل میں بنا رکھے تھے۔ ہر لمحہ اسے ایسا محسوس ہوتا جیسے وہ اب اور نیچے نہ اتر سکے گی۔ دو بار وہ نیچے کی طرف پھسلی بھی

لیکن ہر بار ۔ جبکہ امید نا امیدی میں بدل چکی ہوتی ۔ اسے کسی نہ کسی چھوٹی چیز کا سہارا مل گیا ۔ آخر بڑی مشکل سے وہ چوٹی کے نیچے پہنچنے میں کامیاب ہو ہی گئی ۔ لیکن ابھی اس کی قسمت میں آرام کرنا نہیں لکھا تھا ۔ ان خطرناک مخلوقوں کی ماں کسی بھی لمحے واپس آسکتی تھی اور اسے دوبارہ پکڑ کر اپنے گھونسلے میں لے جاسکتی تھی ۔

اس جگہ کا نشیب بھی کم نہیں تھا لیکن چوٹی کے مقابلے میں کم خطرناک تھا کیونکہ اس میں پیر جمانے اور ہاتھوں کو سہارا دینے کے لئے کافی جگہ تھی ۔ جب وہ نیچے پہنچی تو اس نے اپنے کو ایک چوڑے نالے کے پاس پایا جسے گھنے جنگل نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا ۔ اس جگہ وہ گھاس پر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئی کیونکہ پہاڑی سے نیچے اترنے کے کام نے اسے بری طرح تھکا دیا تھا ۔ اسے اس کا علم نہیں تھا کہ اس جگہ اور کون کون سے خطرے موجود تھے ۔ لیکن اس وقت تو اسے کسی اور خطرے کا احساس تک نہیں رہ گیا تھا ۔ اپنے ہاتھ کو سر کے نیچے تکیے کی طرح رکھتے ہوئے لیٹنے کے بعد ہی کچھ لمحے میں وہ سو گئی ۔

اس کے چاروں طرف جنگل میں پیدا ہونے والی کروڑوں آوازیں گونج رہی تھیں ۔ چھوٹے جانوروں کی ، پرندوں کی ، کیڑوں مکوڑوں کی اور ہلتی ہوئی شاخوں کی ۔ یہ سب آوازیں اس کی نیند کو اور بھی گہرا کر رہی تھیں ۔ سمندر کی سمت سے آنے والی ہوا اسے پنکھا جھل رہی تھی ۔ اس کی وجہ سے اس کے ملائم بال اس کے شانوں پر بکھر گئے تھے ۔ اس ہوا سے اسے بہت ہی آرام مل رہا تھا لیکن اس ہوا نے اسے ان چھوٹی چھوٹی کینہ توز آنکھوں کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جو اسے اوپر درختوں سے دیکھ رہی تھیں ۔ اس نے اسے بڑے بڑے جبڑوں ، موٹے نچلے ہونٹ اور بالدار مخلوق کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جن کے دل کی

دھڑکنیں اس سوتی ہوئی دوشیزہ کو دیکھتے ہوئے تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھیں۔
زمانہ قدیم کے ان رہنے والوں میں نیند اور بیداری کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہتا تھا۔ اپنے کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ ان کی عادت سی بن جاتی تھی۔ اسی لئے جیسے ہی ایک شاخ کے ٹوٹنے کی آواز ہوئی ناطل اپنے پیروں پر نئے آنے والے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح ہوشیار اور تیار ہو کر کھڑی ہو چکی تھی۔

وہ ایک بہت بڑی انسان شبیہ مخلوق تھی جو اس کی سمت بڑھ رہی تھی۔ اس نے ان سرخی مائل بالوں کو دیکھا جس نے اس کے تمام جسم کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اس نے اس کی سور جیسی آنکھیں اور بھیڑیے جیسے پنجوں کو دیکھا۔ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے پیروں پر اپنے بھاری جسم کو لئے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے جلدی سے اپنے چاروں طرف دیکھا اور پھر گھوم کر تیزی سے اس پہاڑی کی طرف بھاگنے لگی جس پر سے اتر کر وہ اس جگہ تک پہنچی تھی۔

وہ تیزی سے اوپر چڑھنے لگی اور اس کے پیچھے ہی وہ بالدار مخلوق بھی اس کے تعاقب میں لگی رہی۔ اس کے پیچھے قریب نصف درجن اسی کی طرح کے مخلوق اور بھی آ گئے تھے۔ ناطل انھیں درختوں پر رہنے والے بالدار انسانوں کی حیثیت سے جانتی تھی۔ وہ ان بن مانسوں سے بہت مختلف تھے جو زمین پر رہتے ہوئے ہمیشہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر چلتے ہیں۔ وہ جانتی تھی ان کے ہاتھوں میں پہنچ جانا اس کے لئے کس قدر بھیانک ثابت ہوگا۔ اس موت سے بھی زیادہ بھیانک جو اسے اوپر چوٹی کے گھونسلے میں نصیب ہونے والی تھی۔

قریب سو فٹ تک اوپر چڑھنے کے بعد ناطل نیچے کی سمت دیکھنے کے لئے ٹھہری۔ اس سے کوئی دس بلکہ گز نیچے وہ بالدار مخلوق موجود تھی۔ لڑکی نے

ایک چٹان کو ہلا کر اسے اس کی جگہ سے ڈھیلا کیا اور اس مخلوق کی طرف لڑھکا دیا۔ وہ جلدی سے ایک طرف ہٹ کر اپنے کو بچا گیا اور ایک تیز چیخ کے ساتھ پھر اوپر چڑھنے لگا۔ وہ پھر اوپر چڑھنے لگی۔ قریب سو فٹ اوپر جانے کے بعد وہ پھر ایک بار نیچے دیکھنے کے لئے ٹھہری۔ اب درختوں پر رہنے والا انسان اس کے اور قریب آ چکا تھا۔ اس نے ایک پتھر کے ٹکڑے کو ہلا ڈالا کر اس کی طرف لڑھکا دیا اس کے عقب میں اس کے چھ ساتھی اور آرہے تھے۔ وہ پتھر کا ٹکڑا انھیں میں سے آگے آنے والے کے سر پر پڑا۔ جس کی وجہ سے ڈالٹ گیا اور نیچے لڑھکنے لگا۔ اس لڑھکنے میں اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے ایک ساتھی کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن اس طرح سنبھلنے کے بجائے وہ اپنے ساتھی کو بھی ساتھ لیکر ڈھلوان پہاڑی پر لڑھکتا ہوا نیچے دامن میں پھیلے جنگل کی طرف چلا گیا۔

ناطل کے چہرے میں مسکراہٹ آگئی اور ایک بار پھر وہ اوپر کی طرف چڑھنے لگی۔ اب وہ پہاڑی کے ایک ایسے مقام پر پہنچ رہی تھی جہاں سے ڈھلوان کا سلسلہ بہت ہی کم ہو گیا تھا اور اس جگہ وہ بغیر ہاتھ کو استعمال کئے صرف پیروں کے سہارے ہی اوپر چڑھ سکتی تھی۔ اس نے ابھی اس جگہ کا نصف فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ اس کا پیر ایک گول پتھر پر پڑ گیا جس سے وہ پھسل کر بہت زور سے گری اور پھر لڑھکتی ہوئی نیچے کی طرف جانے لگی۔ وہ کچھ پتھر جو لڑھکنے کے درمیان اس کے ہاتھوں میں آئے ایسے تھے جو جمے ہوئے نہیں تھے اس لئے اسے لڑھکنے سے نہ روک سکے۔ وہ لڑھکتی رہی — اس کگارے کی طرف جہاں سے ڈھلوان کا سلسلہ بہت زیادہ سیدھا ہو گیا تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اب اس کی بھی موت انھیں دو کی طرح ہو گی جو اس سے پہلے اس کے گرائے ہوئے پتھر کی چوٹ سے لڑھکتے ہوئے نیچے کی طرف گرے تھے۔

گرگارٹے کے پاس اس وقت بچے ہوئے تعاقب کرنے والوں میں سے ایک اپنا سر اوپر ابھار کر اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ ناطل کے تیزی سے لڑھکتے ہوئے جسم کے بالکل سیدھ میں تھا۔ اسی لیے اس کا لڑھکتا ہوا جسم اپنی پوری طاقت سے اس کے بالدار سینے سے جا کر ٹکرایا اور وہ الٹ کر موت کی آغوش میں پہنچنے کے لئے لڑھکتا ہوا نیچے کی طرف جانے لگا۔ اس ٹکراؤ نے لڑکی کے لڑھکنے کی رفتار میں کمی پیدا کر دی تھی اور اب وہ دھیرے دھیرے لڑھک رہی تھی۔ پھر اس جگہ ہاتھ میں آنے والے جمے ہوئے پتھر اس کے لڑھکنے کی رفتار میں اور بھی کمی پیدا کرنے لگے۔

آخر لڑھکتے ہوئے وہ ایک باہر کو نکلی ہوئی چٹان پر جا کر پوری طرح ٹھہر گئی۔ وہ اس چٹان سے نیچے اتری تو سیدھی ایک انسان شبیہہ ایپ کی گود میں پہنچ گئی۔

اس کے قریب ہی اس کا دوسرا ساتھی آ رہا تھا اور اس سے کچھ نیچے کی طرف تیسرا تھا۔ نزدیک والے نے اپنا ہاتھ ناطل کی طرف بڑھایا تاکہ وہ اسے پہلے کے چنگل سے کھینچ کر اپنے قبضے میں لے لے۔ لیکن پہلا اچھل کر غراتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ لیکن دوسرا بھی اسے حاصل کرنا چاہتا تھا جب کہ پہلا اپنے شکار کو خود ہی پوری طرح اپنے قبضے میں رکھنا چاہتا تھا۔ وہ جگہ جہاں وہ کھڑے تھے بہت ہی پتلی سی تھی اور اس جگہ کسی قسم کا مقابلہ کرنے کا مطلب یقینی طور پر تینوں کی موت تھی۔

وہ مخلوق جس نے ناطل کو باہوں میں دبوچ رکھا تھا کسی بلی کی سی پھرتی کے ساتھ ایک طرف ہٹا اور لنگور کی سی قوت کے ساتھ ڈھلوان پہاڑی کے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اس کے راستے میں چھ میں سے باقی بچا ہوا۔

تیسرا انسان شبیہہ مخلوق تھا۔ اس کو دینے والے کے راستے میں آنے کا مطلب تھا کہ وہ لڑھک کر نیچے نالے کے پاس جا گرے اور موت کی آغوش میں پہنچ جائے۔ اس لئے وہ عقلمندی سے کام لیتے ہوئے اس کے راستے سے ایک طرف ہٹ گیا۔ لیکن جیسے ہی ناطل کو باہوں میں لینے والی مخلوق اس کے پاس سے گذر گئی وہ ان دونوں کے تعاقب میں دوڑ پڑا۔ اس کے عقب میں وہ تھا جسے ناطل کے پکڑنے والے نے جھکہ دیدیا تھا۔

پھر پاگلوں کی طرح ہونے والی اس دوڑ میں کبھی کبھی اس نڈر لڑکی کا چہرہ بھی خوف سے زرد ہو گیا۔ پہاڑی کے دامن میں پہنچنے کے بعد وہ انسان شبیہہ مخلوق جنگل کے ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگ لگاتی ہوئی بھاگنے لگی۔ درختوں کی نچلی شاخوں پر وہ اتنی ہی تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا کہ وہ پہاڑی سے نیچے اترنے کی رفتار سے کسی طرح کم نہیں تھی ایسا معلوم ہوتا تھا وہ اس جنگل میں پرواز کرتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔

اور اس کے پیچھے اس کے دونوں ساتھی چیختے چنگھاڑتے آرہے تھے جو اس سے اس کا شکار چھین لینا چاہتے تھے۔ اس نے ناطل کو ایک شانے پر ڈال کر ایک ہاتھ سے مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ وہ عقب میں آنے والوں کو اچھی طرح دیکھ سکتی تھی۔ وہ اپنے بار لئے ہوئے ساتھی کے قریب سے قریب تر ہوتے جا رہے تھے۔۔۔ اور آگے آنے والا تو اب ناطل کو پکڑنے کے لئے اپنا ہاتھ بھی آگے بڑھانے لگا تھا۔ ناطل کو گرفتار کرنے والے نے بھاگتے ہوئے سر گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ کیا ہونے والا ہے۔ وہ یکایک تیزی سے گھوما اور پاس آجانے والے پر خطرناک پنجوں سے وار کر دیا۔ لیکن وہ بھی شاید

ہوشیار تھا۔ وہ فوراً اچھل کر پیچھے ہٹ گیا اور اپنے کو اس کے خطرناک پنجوں سے بچالیا۔ ناطل کو گرفتار کرنے والا پھر بھاگنے لگا اور ایک بار تعاقب میں آنے والے پھر ان دونوں کے پیچھے لپکنے لگے۔

وہ تینوں اِدھر اُدھر اوپر نیچے جنگل میں چاروں طرف بھاگتے رہے۔ کبھی کبھی بھاگنے والے کو ٹھہر کر اس تعاقب کرنے والے کا مقابلہ بھی کرنا پڑا جو قریب آگیا آخر جنگل کے اختتام پر جہاں کہ پہاڑیں ایک پتلا سا درہ واقع تھا وہ درندہ غصے سے پاگل ہوگیا۔ وہ تیزی سے تعاقب کرنے والوں کی طرف گھوما اور ناطل کو زمین کی طرف پھینکتے ہوئے چنگھاڑتا ہوا ان دونوں تعاقب کرنے والوں پر ٹوٹ پڑا۔

تعاقب میں آنے والے دونوں قریب قریب ساتھ ہی تھے۔ ان کی طرف گھومنے والا اس قدر پھرتی سے گھوم کر ناطل کو پھینکتے ہوئے حملہ آور ہوا تھا کہ انہیں موقع ہی نہ مل سکا کہ اپنے کو بچا سکیں۔ اس کے لمبے بازوں نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور پھر وہ تینوں ایک دوسرے کو نوچتے گھسوٹتے درخت سے گر زمین پر آرہے

ناطل گھبرائی سی اپنے چاروں ہاتھ پیر کا سہارا لیکر اٹھی۔ اس کی آنکھیں ان تین درندوں پر جمی تھیں جو آپس میں لڑ رہے تھے۔ انھوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس وقت ان کی تمام تر توجہ اسس موت و زندگی کی جنگ کی طرف ہے جو وہ لڑ رہے تھے۔

ناطل پیروں پر کھڑے ہونے کے بعد ایکبار بھی پیچھے دیکھے بغیر اس پتلے درے کے اندر تیزی سے بھاگنے لگی۔ وہ جس قدر تیز دوڑ سکتی تھی دوڑی تاکہ اس کے اور ان انسان شبیہہ مخلوقوں کے درمیان جتنا لمبا فاصلہ ہوجائے اتنا ہی اچھا ہے

اس طرح ممکن تھا کہ وہ اس تک پہنچنے میں کامیاب ہی نہ ہو سکتے۔ وہ درہ کہاں جاتا تھا اس کا اسے علم نہیں تھا۔ اس درّے کے آگے کون سے خوفناک خطرے موجود تھے اس اندازہ نہیں تھا۔ وہ تو صرف اتنا جانتی تھی کہ پھر اپنی زمین پر پہنچنے کی اس ساری امیدیں قطع ہو چکی ہیں۔ اس کے ذہن میں ہی یہ خیال نہیں آیا وہ پھر ایک بار اس زمین پر پہنچ سکے گی جہاں رہا کرتی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی اگر اس کے قبیلے کے لوگوں کو یہ معلوم بھی ہو جائے کہ وہ کہاں ہے۔ تو بھی وہ اسے بچانے کے لیے اس تک نہ پہنچ سکیں گے۔ اسے اس کی امید نہیں تھی کہ وہ اس پراسرار زمین کے خطروں سے مقابلہ کرتے ہوئے زیادہ عرصے تک زندہ رہ سکے گی۔ کیونکہ اس جگہ پوری طرح مسلح ہونے والا ایک جنگجو بھی اپنے کو زیادہ عرصے تک بچائے رہنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پھر اس لڑکی کا کیا حال ہو سکتا تھا جو صرف ایک چاقو سے مسلح تھی۔

اس میں اسے شبہ نہیں تھا کہ تو اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا ہو گا لیکن جب وہ یہاں پہنچے گا اس وقت تک اسے اس کا بھی یقین تھا اس کے قدموں کے نشان سمندر کے کنارے جوار بھاٹا کی وجہ سے مٹ چکے ہوں گے۔ وہ اس کو کہاں تلاش کرے گا۔ اور اگر اس نے اسکی بو کسی طرح پا بھی لی اور پیروں کے نشان دیکھ لئے تو اسے یہ کس طرح معلوم ہو گا کہ اس پر کیا گذری ہے اور اس کے قدموں کے نشان یکایک ایک جگہ پر کیوں ختم ہو گئے ہیں۔

اس اجنبی نے اس پرواز کرنے والے جانور کو اس پر جھپٹتے اور پھر اٹھاکر لے جاتے دیکھا تھا۔ لیکن اگر تو اس تک پہنچ گیا تو اسے حقیقت کا علم کس طرح ہو گا جبکہ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہی ایک دوسرے کو ختم کر دینے والے مقابلے کے لئے جھپٹ پڑیں گے۔ جیسا کہ اس وقت عام طور

سے اجنبیوں کے ملنے پر ہوتا تھا۔

یا اگر کسی طرح نوکو اس کا علم ہو گیا کہ وہ کس طرح پر اسرار زمین پر پہنچ گئی تو وہ کس طرح اس کے پاس آئے گا۔ اگر اُسے اِس کا یقین ہو جائے کہ وہ زندہ ہے۔

ناطل کو کسی طرف سے بھی اُمید کی ہلکی کرن نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کے لئے اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ وہ اپنے کو زندہ رکھنے کے لئے جد و جہد کرتی رہے۔ ان چالاک خطرناک درندوں سے جو اس کے چاروں طرف بکھرے ہوئے تھے۔ اسے اس کا پورا یقین ہو گیا تھا کہ اس کی یہ جدوجہد بھی اُسے زیادہ سے زیادہ دن بھر تک محفوظ رکھ سکے گی۔ اس کے بعد موت یقینی ہے۔

درّے کے گھماؤ دار راستے پر دوڑتے ہوئے وہ جیسے جیسے آگے بڑھتی جا رہی تھی اس کے عقب میں لڑنے والوں کے چنگھاڑنے کی آواز بھی لمحہ بہ لمحہ دھیمی ہوتی جا رہی تھی۔ اسے اب کبھی کبھی چنگھاڑنے یا تکلیف کی وجہ سے منہ سے نکلنے والی چیخ کی آواز صاف سنائی دے جاتی تھی اس کی خواہش تھی کہ وہ اس وقت تک لڑتے رہیں جب تک وہ سب نہ مر جائیں کیونکہ دوسری صورت میں اس بات کا خوف تھا کہ بچنے والا پھر اس کے تعاقب میں نہ چل پڑے۔

ایک جگہ بھاگتے ہوئے کھڑے ہو کر وہ پشت کی طرف گھوم کر یہ سننے کی کوشش کرنے لگی کہ کیا وہ درندے اب بھی آپس میں لڑ رہے ہیں یا نہیں۔ اور اسی گھومنے کی وجہ سے وہ یہ نہ دیکھ سکی کہ کچھ دور آگے جا کر وہ درّہ ختم ہو جاتا ہے اور اس کے آگے سمندر کا کنارہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے وہ یہ بھی نہ دیکھ سکی کہ وہ اس درّے کے سامنے یکایک ایک آدمی اسے دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا تھا اور پھر

بہت ہی پھرتی سے ہٹ کر ایک چٹان کی آڑ میں چھپ گیا تھا۔

اس بات سے مطمئن ہونے کے بعد کہ اب بھی اس کے تعاقب میں کوئی نہیں آرہا ہے ناطل آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آگے کی طرف بڑھی۔ کچھ قدم چلنے کے بعد ہی اسے سمندر اور سمندر پار کی وہ زمین دکھائی دینے لگی جہاں سے وہ پرواز کرنے والا جانور اُسے اٹھا کر اس پر اسرار زمین تک لے آیا تھا۔

وہ جیسے ہی اس چٹان کے پاس سے گذری جس کے عقب میں وہ آدمی چھپا ہوا تھا، اس آدمی کے پیروں کے نیچے آجانے والے ایک چھوٹے پتھر کے ٹکڑے سے پیدا ہونے والی آواز نے اس کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرالیا۔ وہ تیزی سے گھومی اور پھر اس آدمی کو دیکھتے ہی دوبارہ بھاگنے کے لئے گھومی۔

لیکن وہ آدمی بہت ہی قریب تھا اور اب وہ اسے پکڑنے کے لئے اس کی طرف جھپٹ بھی پڑا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ بھاگتی ہوئی ناطل کے اڑتے ہوئے بالوں تک پہنچ گیا جسے اس نے مضبوطی سے پکڑ لیا اور پھر بڑی پھرتی سے اس نے ناطل کے اُس ہاتھ کی کلائی پکڑ لی جس میں وہ چاقو لئے ہوئے تھی اور جسے مارنے کے لئے وہ ہاتھ بھی اٹھا چکی تھی۔

وہ اُسے اپنے قبضے میں دیکھ کر زور سے قہقہہ مار کر ہنسا۔ وہ وہی اجنبی تھا جس نے سمندر کے کنارے اس کا تعاقب کیا تھا۔ ناطل اس سے کسی شیرنی کی طرح لڑنے لگی اور اس مقابلے میں وہ ایک بار زور سے چیخی بھی۔

ساتواں باب

آگ کا ہالہ

تو لڑکی کو گھسیٹتا ہوا۔ جواب بھی اس سے مقابلے میں اپنے ہاتھ پیر چلانے کی جد وجہد کر رہی تھی ـــــ اپنی کشتی کی طرف لے جانے لگا۔ اس وقت پہلی بار اس کی نظر اس کشتی پر پڑی جو نوکو اس جگہ تک لے آئی تھی۔ وہ اس کشتی کو دیکھ کر حیرت میں پڑ گیا کہ اس کے علاوہ اور کون اس جگہ آیا ہوگا۔ اس نے کشتی کا بغور معائنہ کیا تو اُسے معلوم ہوا کہ وہ کشتی ان میں سے ایک ہے جسے اس کے قبیلے والوں نے کچھ وقت پہلے مکمل کی تھی۔ اس کا مطلب تھا ضرور ہی کچھ آدمی اس کے پیچھے آئے تھے۔ وہ ناطں کو مضبوطی سے پکڑے گھٹنے گھٹنے پانی تک اپنی کشتی کے قریب لے گیا اور وہیں کھڑے ہو کر اس نے دوسری کشتی پر آنے والے اپنے ساتھیوں کو متوجہ

کرنے کے لئے ۔۔۔ کیونکہ اس کے خیال میں اس کے قبیلے کے ہی کچھ لوگ اس کے پیچھے اس جگہ تک پہنچے تھے ۔۔ اس نے ایک تیز آواز اپنے گلے سے نکالی ۔

اسی وقت پہاڑی کے اوپر سے لڑھک کر نیچے آنے والے پتھروں کے لڑھکنے کی آواز نے تور اور ناطل کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ۔ انھوں نے دیکھا ایک آدمی بہت تیزی سے نیچے کی طرف اتر رہا ہے ۔ اس کے شانے پر غار میں رہنے والے شیر کی کھال لہرا رہی ہے اور اس کے کالے بالوں کے گچھے سے ایک پر سیدھا اوپر کو اٹھا ہوا ۔

تور نے اسے ایک نظر دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ وہ اس کے قبیلے سے تعلق رکھنے والا آدمی نہیں ہے ۔ وہ ایک اجنبی ہے اور اس لئے دشمن ہے ۔ دوسری طرف ناطل نے فوراً ہی نو کو شناخت کر لیا ۔ وہ اسے دیکھ کر خوشی سے چیخ اٹھی جس کے جواب میں نو کے حلق سے بھی خوشی کی ایک تیز چیخ نکل کر فضا میں گونج گئی ۔ تور نے پھرتی سے ناطل کو اٹھا کر کشتی میں ڈالا اور اسے ایک ہاتھ سے اس کے پیندے سے دبائے رکھا ۔ حالانکہ اس نے پوری جد و جہد کی کہ اپنے کو آزاد کرا لے لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی ۔ تور نے سب سے پہلے اپنے دوسرے خالی ہاتھ سے نو کی کشتی کو گھسیٹ کر گہرے پانی میں کیا اور پھر اپنی کشتی کو بھی گہرے پانی میں لے جانے کی کوشش کرنے لگا ۔

حالانکہ یہ کام آسان نہیں تھا پھر بھی تور نے بہت ہی پھرتی دکھائی۔ کیونکہ سمندر کا کنارا اس کے لئے گھر کے برابر تھا۔ وہ بڑے خطرناک سے خطرناک حالت میں بھی وہ اپنے قبیلے کی بنائی کشتی کو آسانی سے نکال لے جانے میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ آخر وہ نو کی کشتی کو ایک واپس جانے والی بڑی لہریں دھکیلنے میں کامیاب ہو گیا جو اسے دور تک اپنے ساتھ لئے گہرے پانی میں پہنچ گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے خود اپنی بھی کشتی اسی لہر میں دھکیل دی اور اچھل کر اس پر سوار ہو گیا۔

ناطل نو کو آواز دیتی ہوئی پوری طرح سے اپنے کو آزاد کر کے پانی میں گرا دینے کی کوشش میں مصروف رہی۔ لیکن تور نے اسے بہت ہی مضبوطی سے دبا رکھا تھا اس لئے وہ اپنے کو آزاد کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ وہ اسے ایک ہاتھ سے پکڑے ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے تیزی سے چپو چلا رہا تھا۔ جب تو پہاڑی سے اتر کر سمندر کے کنارے پہونچا تو وہ اس کی پہنچ سے بہت دور جا چکے تھے اور ان کے ساتھ ہی اس کی درخت کے تنے والی کشتی بھی اب اس کے اور ناطل کے درمیان موجیں لیتا ہوا سمندر تھا جس میں بے شمار خطرناک قسم کے جانور دوڑتے پھر رہے تھے۔ غار میں رہنے والا صرف ایک لمحے کے لئے ہچکچایا پھر اس نے اپنے شانے پر پڑی کھال کو اتار کر پھینکا اس کے ساتھ اس نے اپنا کلہاڑا بھی پھینکا اور صرف چاقو ہاتھ میں لے کر لہریں لیتے ہوئے خوفناک سمندر میں کود پڑا۔

ناطل نے جب اس کی اس حرکت کو دیکھا تو اس نے اپنے کو تور سے آزاد کرنے کی جد وجہد اور تیز کر دی۔ وہ کسی نہ کسی طرح اٹھ کر گھٹنے کے بل بیٹھنے میں کامیاب ہو گئی۔ پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ تور کے گلے میں ڈال دیے اور اسے اپنی طرف اس وقت تک کھینچتی رہی کہ وہ جھکنے کی وجہ سے چپو چلانے کے قابل نہیں رہ گیا۔ تور نے اپنے کو اس کی باہوں سے آزاد کرنے کی کوشش کی۔ وہ اپنی قیدی کو ہلاک کرنا یا کسی

قسم کی تکلیف پہونچانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اس کے لئے ایک ایسی خوبصورت شے تھی جسے برباد کرنا یا اس میں کوئی نقص پیدا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اسے اسی حالت میں حاصل کرنا چاہتا تھا۔ جس طرح مکمل و مجسم وہ تھی۔

نو دھیرے دھیرے ان کے قریب پہنچ رہا تھا۔ اس پر دو بار سمندر کی خطرناک مخلوقوں نے حملہ کیا۔ ایک بار اس نے مقابلہ کر کے فتح حاصل کی اور دوسری بار اس پر حملہ کرنے والے دو جانور آپس میں لڑ گئے۔ اور اپنے شکار کو بھول گئے۔ آخر وہ تور کی کشتی کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ ناطل اپنی پوری قوت کے ساتھ اس سے چمٹی ہوئی تھی تاکہ وہ چپو چلا کر کشتی کو دور نہ لے جاسکے۔ اب نو نے کشتی کے کنارے کو پکڑ لیا تھا اور اس پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

یکایک ایک تیز جھٹکے کے ساتھ تور نے اپنے کو آزاد کیا اور پھر اس کا بھرپور گھونسہ ناطل کے چہرے پر پڑا۔ گھونسہ پیشانی پر اس قوت کے ساتھ لگا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اس کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور وہ بے ہوش ہو کر کشتی میں لڑھک گئی۔

تور نے جلدی سے کھڑے ہوتے ہوئے اپنا چپو اٹھا لیا اور اس سے نو کے سر دہاتھ پر زور زور سے مارنے لگا۔ اس لگنے والی چوٹوں کو بہادری سے برداشت کرتے ہوئے نو نے کشتی پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اور آخر نیم بیہوش سا ہو کر سمندر کے پانی میں چلا گیا۔ تور نے پھر بیٹھ کر تیزی سے چپو چلانا شروع کر دیا اور کشتی کنارے کی سمت بڑھنے لگی۔

ناطل کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے کو گھاس پھوس اور کھال سے بنے ہوئے ایک مقام پر ایک کھال پر پڑے پایا۔ اس کے ہاتھ بیل کے کھال سے بنے مضبوط تسموں سے بندھے ہوئے تھے۔ جب اس نے اپنے کو ان سے آزاد کرنے کی کوشش کی تو وہ اس کے گوشت میں دھنسنے لگے اور اسے تکلیف محسوس ہونے لگی وہ خاموشی سے پڑی رہ کر اس خیمے کو دیکھنے لگی جس میں وہ پڑی ہوئی تھی۔

وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ کہاں ہے۔ یہ انھیں اجنبیوں کے رہنے کا غار تھا۔ جسے وہ درختوں کے تنوں پر کام کرتے ہوئے دیکھ چکی تھی۔ وہ کیا کام کر رہے تھے اس کا اندازہ اسے ابھی تک نہیں ہو سکا تھا۔ اس نے اس غار میں داخل ہونے والے مقام کی طرف سر گھمایا اسے دور پر آگ کے پاس مرد، عورتیں بیٹھے کھانا کھاتے اور باتیں کرتے نظر آئے۔ ان سے آگے اور بھی آگ جل رہی تھی جسے جنگلی درندوں سے محفوظ رہنے کے لئے رات کے وقت جلایا جاتا تھا۔ اور اس وقت رات ہو چکی تھی۔

اور اس دور پر کی آگ کے ہالے سے باہر کے حصے سے جنگلی درندوں کے چنگھاڑنے، کھانسنے، غرانے اور چیخنے کی آواز آ رہی تھی۔ جو آگ کے باہر چکر لگاتے ہوئے خونخوار آنکھوں سے ان مردوں، عورتوں اور بچوں کو دیکھ رہے تھے جو ان کی پہنچ سے باہر تھے۔

کبھی کبھی کوئی بچہ کسی جلتی لکڑی کو اٹھا کر ان رات کے وقت نکلنے والے درندوں کی طرف پھینک دیتا تو غصے سے بھری ہوئی تیز چیخوں کی آواز گونج اٹھتی اور وہ درندے گھبرا کر جلدی سے پیچھے ہٹ جاتے۔ اس کے بعد دھیرے دھیرے کر کے وہ پھر آگ کے قریب آ جاتے اور اس کی روشنی میں ان کی آنکھیں چمکنے لگتیں — جب کہ جسم اندھیرے میں ہی غائب رہتا۔ ان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ آگ سے قریب آ جاتے یا اس آگ کے ہالے کو پار کرنے کی کوشش کر سکتے۔

ایک بار ایک شیر نے ـــــ جو شاید روزانہ اس جگہ چکر لگانے کی وجہ سے اس آگ کے ہالے سے مانوس ہوگیا تھا ـــــ چھلانگ لگائی اور آگ کے ہالے کو پار کرتا ہوا ایک خاندان کے پاس پہنچ گیا۔ اس جگہ اس نے ایک بوڑھے آدمی کو اپنا شکار بنایا۔ فوراً ہی قریب پچاس آدمیوں نے اپنے برچھے اٹھالئے اور جیسے ہی شیر نے اپنے شکار کو لے کر واپس جانے کے لئے گھومتے ہوئے چھلانگ لگائی قریب پچاس برچھے ہوا میں ہی اس کے جسم میں پیوست ہوگئے۔

وہ اپنے شکار بوڑھے آدمی کے ساتھ سیدھا ایک جلتی ہوئی جھاڑی کے پاس گرا۔ وہ سب اپنے کلہاڑوں کو ہلاتے ہوئے اس کی طرف دوڑ پڑے۔ اس کی انھیں ذرا بھی پرواہ نہیں تھی کہ ان کے پھینکے ہوئے ایک درجن بھالے بوڑھے آدمی کے جسم میں بھی پیوست ہوگئے ہیں۔ وہ وحشیوں کی طرح چیختے ہوئے جب شیر کے قریب پہنچے تو انھیں اپنے کلہاڑے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ شیر مرچکا تھا۔ بوڑھا آدمی بھی مرچکا تھا۔ اسے انھوں نے اٹھاکر آگ کے ہالے کے باہر چکر لگاتے ہوئے درندوں کی طرف پھینک دیا اور شیر کی کھال اتارنے میں مصروف ہوگئے۔

کشتی سازوں کے لئے شام کا وہ منظر بہت ہی بھیانک اور ہولناک ثابت ہوا تھا۔ جب وہ نئے مچھلی پکڑنے کے مقام کی تلاش میں شمال کی سمت چل کر اس جگہ سمندر کے کنارے آکر خیمہ زن ہوئے تھے۔ لیکن ناطل کے لئے اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ وہ اس طرح کے مناظر سے ہی مانوس تھی۔ یہ سچ ہے کہ اس کے قبیلے کے لوگ غاروں میں رہتے تھے جس کا دہانہ درندوں سے محفوظ رہنے کے لئے پتھروں سے بند کیا جا سکتا تھا۔ لیکن وہ رات کو جلنے والی اس آگ کو بھی اچھی طرح جانتی تھی۔ کیونکہ جب کبھی یہ نیچے

میدان میں اس کے قبیلے والے کسی خاص قسم کی دعوت کا انتظام کرتے تھے تو اسی طرح اپنے چاروں طرف آگ کا ہالہ قائم کرتے تھے تاکہ خوفناک درندے ان تک پہنچ کر انھیں کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اس حالت میں بھی اس نے کبھی کبھی کسی خطرناک درندے کو آگ کا ہالہ پھلانگ کر اندر آتے دیکھا تھا —— یعنی جو کچھ اس نے دیکھا وہ اس کے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی۔

آخر دھیرے دھیرے کر کے سب اپنی پناہ گاہوں میں چلے گئے صرف دو لڑکیاں رہ گئیں جن کا کام یہ تھا کہ وہ آگ کو برابر روشن رکھیں۔ ناٹل اس طریقۂ کار سے بھی واقف تھی اور جانتی تھی کہ ایسا کیوں کیا جاتا تھا۔ قبیلوں میں عورتوں کی کوئی اہمیت نہیں سمجھی جاتی تھی اور انھیں کسی خطرناک حالت میں چھوڑ دینا ایک معمولی بات سمجھی جاتی تھی۔ کیونکہ نوعمر بچے ہی بڑے ہو کر جنگجو بن سکتے تھے اس لئے ان کو محفوظ رکھنا زیادہ ضروری سمجھا جاتا تھا۔ کسی لڑکی کا ہلاک ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ اس کی مرنے والی چیخ کو سن کر دوسرے خبردار ہو سکتے تھے۔ بس اتنا ہی کافی تھا۔

لیکن جوان عورتوں کی جگہ بوڑھی اور بیکار عورتوں سے یہ کام کیوں نہیں لیا جاتا —— اس لئے کہ بوڑھوں کے مقابلے میں جوان لڑکیوں میں زندہ رہنے کی خواہش زیادہ تیز ہوتی تھی۔ جوان کے مقابلے میں بوڑھی لاپرواہی بھی دکھا سکتی تھی اور پہریداری کرنے کے بجائے سو بھی سکتی تھی۔ اس طرح آگ بھی بجھ سکتی تھی اور درندے حملہ آور بھی ہو سکتے تھے۔

لیکن دوسری طرف جوان لڑکیاں پہریداری کر کے خود اپنی حفاظت کے لئے آگ کو روشن رکھ سکتی تھیں اور اس طرح پورے قبیلے کو بھی محفوظ رکھ سکتی تھیں

اسی وجہ سے رات کو پہرہ داری کے لئے جوان لڑکیاں ہی کام میں لائی جاتی تھیں۔
ناطل کی جھونپڑی کے دروازے پر ایک آدمی کے آکر کھڑے ہو جانے سے اندھیرا چھا گیا۔ وہ تور تھا۔ ناطل نے فوراً اسے پہچان لیا۔ وہ اس کے پاس آکر اس کے پہلو میں گھٹنوں کے بل جھک گیا۔

"میں نے اس عورت کو تم سے دور لے جا کر رکھا ہے"۔ اس نے کہا۔ "گرون تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی اور دوسرے مردوں نے بھی اس کام میں اس کی مدد کی ہوتی۔ لیکن تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وعدہ کرو کہ تم کچھ گڑبڑ نہیں کرو گی۔ اور نہ ہی فرار ہونے کی کوشش کرو گی تو تمہیں ہمیشہ کے لئے ان بندھنوں سے نجات مل جائے گی۔ دوسری صورت میں میں تمہیں اس وقت باندھنے پر مجبور رہا کروں گا۔ جب کہیں جایا کروں گا۔ اس صورت میں یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ گرون تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے گی کہ تم اپنے ہاتھ پیر چلانے کے لئے آزاد نہ ہو گی اور نہ ہی میں تمہیں بچانے کے لئے یہاں موجود ہوں گا۔ کہو کیا کہتی ہو؟"

"میں کہتی ہوں میرے ہاتھ جیسے ہی آزاد ہوں گے میں اس وقت تک مقابلہ کروں گی جب تک کہ میں مر نہیں جاؤں گی۔ لڑکی نے جواب دیا۔" اور جب میرے پیر آزاد ہو جائیں گے میں اتنا تیز دوڑوں گی جس قدر تیز میں دوڑ سکتی ہوں"۔

تور نے اپنے شانے اچکائے۔

"اچھی بات ہے"۔ اس نے کہا۔ "اگر تم ہمیشہ اسی طرح بندھی رہنا چاہتی ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس سے تمہیں بھی تکلیف پہنچے گی"۔

وہ جھک کر ان گانٹھوں کو کھولنے میں مصروف ہو گیا جو اس کے پیروں پر تھیں۔
جھونپڑے کے باہر ایک سایہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ تور نے اس مخلوق کے پیروں سے ہونے والی ہلکی آواز کو نہیں سنا۔ اس کی پشت جھونپڑے کے دروازے کی طرف

تھی اور وہ جھکا ہوا تسمے کی ان سخت گانٹھوں کو کھولنے میں مصروف تھا۔ جس نے ناطل کے پیروں کو جکڑ رکھا تھا۔ اس نے ٹخنے کے پاس کی گانٹھ کو کھول لیا تھا اور اب گھٹنوں کے پاس کی گانٹھ کو کھول رہا تھا۔ ناطل خاموش پڑی رہی۔ اس کی نظر دروازے ہی کی طرف تھی۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ اس وقت تک خاموشی سے پڑی رہے گی جب تک اس کے ہاتھ پیر پوری طرح آزاد نہیں ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ اس وقت تک اس مرد کا مقابلہ کرے گی جب تک وہ اسے ہلاک کرنے پر مجبور نہ ہو جائے گا۔

یکایک اس نے دروازے کے نچلے حصے پر ایک سایہ سا رینگتا دیکھا۔ وہ آنے والی مخلوق کوئی زیادہ بڑی نہیں تھی جس سے یہ سمجھا جاتا کہ وہ کوئی خطرناک درندہ ہے۔ وہ کوئی جنگلی کتا یا لکڑ بگھا ہو سکتا تھا۔ ناطل کے منہ سے تورد کو ہوشیار کرنے کے لئے چیخ نکلنے والی تھی کہ یکایک اس کے ذہن میں آیا کہ وہ خاموش رہے تو اس طرح اس کو بھی جلد موت نصیب ہو جائے گی اور وہ اپنے کو قید کرنے والے سے انتقام بھی لینے میں کامیاب ہو جائے گی۔

وہ خاموشی سے لیٹی رہی جب کہ تورد آخری گانٹھ کو کھولنے میں مصروف رہا۔ دوسری طرف وہ اندھیرے میں بڑھنے والا جانور آواز کئے بغیر دھیرے دھیرے اس کی پشت کے قریب پہنچ رہا تھا۔ ناطل نے تصور میں اس کے نیچے پھیلے اور جبڑوں سے رال ٹپکتی دیکھی۔ پھر سوچا کہ اب وہ ایک تیز گرج کے ساتھ اپنے شکار پر چھلانگ لگانے والا ہے۔

یا وہ چھلانگ لگا کر اس آدمی کو پار کرتے ہوئے اس پر آکر گرے گا۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔ وہ موت کو اس قدر قریب دیکھ کر لرز اٹھی۔ تورد کی انگلیوں نے آخری گانٹھ ڈھیلی کر دی اور پھر اس نے اطمینان

کی سانس لیتے ہوئے اس گھٹنے پر لپٹے ہوئے تسمے کو الگ کیا۔

اور اس وقت ناطل نے اس کی پشت پر کی مخلوق کو اپنے دونوں پچھلے پیروں پر کھڑے ہو کر تور کی پشت پر چھلانگ لگاتے دیکھا۔ اس نے کسی درندے جیسی چیخ منہ سے نہیں نکالی ـــــ کوئی آواز نہیں پیدا کی۔ خاموشی سے ہونے والا یہ حملہ اس حملے سے کہیں زیادہ خطرناک تھا جو چیخ کے ساتھ ہوتا تھا۔ کیونکہ اس طرح اس کا تو اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ کس قسم کا درندہ ہے۔

تور اپنے پر حملہ کرنے والے سے مقابلہ کرنے کے لئے فوراً زمین پر لڑھک گیا اور دوسرے لمحے وہ دونوں ایک خطرناک مقابلے میں مصروف تھے۔ ناطل لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھ کر کھڑی ہوئی۔ اس کے ہاتھ اب بھی بندھے ہوئے تھے لیکن پیر تو آزاد ہو چکے تھے۔ اس کے فرار کے لئے یہ بہترین موقع تھا۔ اس نے چھلانگ لگا کر دونوں لڑنے والوں کو پار کیا اور جھونپڑی سے نکل کر نزدیکی جنگل کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی۔

آٹھواں باب

نارِ جہنم

نو کا بیٹا نوتور کے پیپہ کے پوتوں سے نیم بیہوشی کی حالت میں پانی گرنے کے بعد اس وقت تک اپنے کو پانی کے اوپر رکھنے میں کامیاب ہو گیا جب تک وہ پوری طرح اپنے ہوش و حواس میں نہیں آ گیا۔ پھر یہ دیکھتے ہوئے کہ اس کشتی کا تعاقب کرنا اب اس کی قدرت سے باہر ہو گیا ہے۔ جس پر ناطل کو کنارے کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔ وہ مایوس ہو کر جزیرے پر پہنچ گیا کچھ دیر تک وہ کنارے کی گرم ریت پر لیٹا آرام کرتا رہا۔ پھر اس نے اُٹھ کر سمندر کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ اسے دور ایک سیاہ سا نقطہ کنارے کے قریب پہنچتا ہوا نظر آیا۔ وہ ضرور ہی وہی کشتی تھی جس پر ناطل کو اس سے دور لے جایا گیا تھا۔ نو نے اس جگہ کو اپنے ذہن نشین کر لیا۔

اب نو نے اپنی اس کشتی کے بارے میں سوچنا شروع کیا جو اسے اس جزیرے تک لے آئی تھی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن وہ اسے کہیں بھی نظر نہ آئی۔ وہ کنارے کنارے چلنے لگا۔ پھر اسے لہروں کے ذریعے لائے گئے پتھروں کے ایک انبار کے عقب میں اسے وہ شے مل گئی جس کی اسے تلاش تھی۔ اسے دیکھ کر اسے اس قدر خوشی ہوئی کہ وہ چیخ اٹھا۔

اس کے سامنے کشتی موجود تھی اور اس میں چپو بھی موجود تھا۔ لہروں نے کشتی کو پھر کنارے کی طرف ڈھکیل دیا تھا۔ اس نے دوڑ کر کشتی کو کنارے کی طرف کھینچا اور پھر دوڑ کر ہوا اس مقام کی طرف گیا جہاں اس نے اپنا کلہاڑا اور شانے کی پوشش کو پھینکا تھا۔ انھیں حاصل کرنے کے بعد وہ پھر کشتی کے پاس واپس آیا۔

کچھ لمحے بعد وہ کشتی پر سوار ایک بڑی لہر کے ساتھ گہرے پانی کی طرف جا رہا تھا۔ لہر کا زور ختم ہونے پر اس نے زور زور سے چپو چلانا شروع کیا اور آگے بڑھنے لگا۔ اس نے چپو، چاقو اور کلہاڑے سے سمندر کے خوفناک جانوروں کا مقابلہ کیا۔ اس واپسی کے سفر میں اسے کئی مقابلے کرنے پڑے جس کی وجہ سے اس کی رفتار بہت دھیمی رہی۔ لیکن اس نے ہمت نہیں چھوڑی تھی۔ وہ اس طرح کے واقعوں کا عادی تھا۔ اس کی بھی زندگی انھیں بے شمار درندوں کی طرح تھی جو اس دور میں جگہ جگہ پائے جاتے تھے۔

اس وقت رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا جب لہروں کی تیز آوازوں نے نو کو بتایا کہ وہ کنارے کے قریب پہنچ رہا ہے۔ اس کو کچھ وقت پہلے ہی کشتی سازوں کا وہ آگ کا ہالہ نظر آنے لگا تھا جو انھوں نے اپنی قیام گاہ کے گرد جلا رکھا تھا۔ نو نے اپنی کشتی کا رخ اسی طرف کر رکھا تھا۔ اس کی کشتی اس آگ کے ہالے سے قریب سو گز دوری پر شمال کے جانب کنارے کی ریت پر جا کر ٹھہری۔ نو نے اس پر سے اترتے ہوئے اسے وہیں چھوڑ دیا کیونکہ اسے اس کی امید نہیں تھی اسے پھر کبھی اس کشتی کی ضرورت پڑے گی۔ لیکن اس نے طے کر رکھا تھا کہ اگر وہ واپس اپنے قبیلے میں پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تو ضرور ہی اس طرح کی شے بنائے گا۔

اور اپنے باپ و قبیلے کے لوگوں کو حیرت میں ڈال دے گا۔

کشتی سازوں کی قیام گاہ کے چاروں طرف بڑھتے ہوئے نو کو معلوم ہوا کہ وہاں رات کو شکار پر نکلنے والے جانور چکر لگا رہے ہیں۔ جیسا کہ اس نے امید کی تھی۔ وہ ان کے عقب میں رہ کر چکر لگاتا ہوا آخر ہوا کے مخالف سمت کو پہنچ گیا۔ اس جگہ سے وہ آسانی سے جنگل تک پہنچ سکتا تھا۔ اور اس کے راستے میں کوئی خطرناک درندہ بھی نہیں آ سکتا تھا۔ لیکن ایک بار اسے غار میں رہنے والا ایک ریچھ ملا جو اسی آگ کے ہالے کی سمت جا رہا تھا اور ایک بار تو وہ قریب قریب اس گینڈے سے ٹکرا کر گرتے گرتے بچا جو اس مقام پر بڑی بڑی گھاس میں بیٹھا تھا جہاں سے جنگل شروع ہوتا تھا۔ جنگل میں پہنچنے کے بعد اس کے لئے آگے بڑھنے میں زیادہ خطرہ نہیں تھا کیونکہ درختوں کی شاخوں پر اسے خوفناک قسم کے جانوروں کے ملنے کی امید نہیں تھی۔ کبھی کبھی درختوں کی نچلی شاخوں پر چیتے چڑھ کر بیٹھ جاتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بھی کہ وہ بیسویں صدی کے چیتے کے مقابلے میں بہت ہی طاقتور ہوتا تھا۔ نو اسے بہت ہی تحقیر کی نظروں سے دیکھتا تھا کیونکہ وہ بغیر پریشان ہوئے آدمی پر حملہ نہیں کرتا تھا اور کلہاڑا اس کی طرف پھینک کر اسے آسانی سے بھگایا جا سکتا تھا۔ اسے صرف خطرہ ان کیڑے مکوڑوں سے تھا جو درختوں کی شاخوں کو اپنی قیام گاہ بناتے تھے۔ اور جنگل میں سفر کرنے والوں کے لئے خطرناک ثابت ہوتے تھے۔ کیونکہ کبھی کبھی بڑے بڑے سانپوں کی گرفت میں آ کر طاقتور سے طاقتور شکاری بھی اپنے کو بچوں کی طرح بے بس محسوس کرتا تھا ــــ

نو ایک درخت کی شاخ سے دوسری شاخ پر چھلانگ لگاتا ہوا

گاؤں کے عقبی حصے کی طرف بڑھنے لگا۔ کبھی کبھی جب فاصلہ اتنا ہو جاتا کہ وہ ایک چھلانگ میں اسے پار کرنے کے قابل نہ ہوتا تو وہ درخت سے نیچے زمین پر اترتا اور پھر کسی ہرن کی طرح تیزی سے دوڑتا ہوا اس فاصلے کو طے کر کے پھر درخت پر چڑھ جاتا۔ آخر میں وہ جنگل کے اقسام پر گاؤں کے عقبی حصے میں پہنچ گیا۔ گاؤں کے گرد جلنے والی آگ اس درخت تک آنچ پھینک رہی تھی جس پر وہ چھپا تھا۔ اسے وہ لڑکیاں صاف نظر آ رہی تھیں جن میں آگ روشن رکھنے کے لئے پہریداری پر چھوڑا گیا تھا۔ جہاں پر آگ کچھ کم ہونے لگتی وہ وہاں پر لکڑیاں ڈال دیتی تھیں۔ ان سے آگے اس قبیلے کے لوگ بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔

اس نے دوسری طرف سے شیر کو چھلانگ لگاتے دیکھا۔ اس نے اسے ایک بوڑھے کو اپنا شکار بناتے دیکھا۔ اس نے قبیلے کے لوگوں کو اچھل اچھل کر اس درندے کی طرف دوڑتے دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ وہاں کے سبھی لوگوں کی توجہ اس دور پر پیش آنے والے واقعے کی طرف ہو گئی ہے یہاں تک کہ آگ کی دیکھ بھال کرنے والی لڑکیاں بھی دوڑتی ہوئی اسی طرف چلی گئیں تاکہ اپنی آنکھوں سے وہاں کے پیش آنے والے سارے واقعے کو دیکھ سکیں۔

اس بہترین موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نو تیزی سے درخت سے نیچے اترا اور ان جھونپڑیوں کی آڑ میں چھپنے کے لئے لپکا جو گولائی کی صورت میں بنی ہوئی تھیں۔ اس جگہ نو نے سب سے اندھیرے مقام پر اپنے کو پیٹ کے بل زمین پر گرا دیا۔ اس جگہ وہ کچھ دیر تک بے حرکت پڑا رہا اور

کچھ سننے اور سونگھنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن ایسی کوئی بات بھی ظاہر نہیں ہوئی جس سے اسے یہ معلوم ہوتا کہ اسے کسی نے دیکھ لیا ہے۔ چونکہ اس جگہ سے اسے کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا اس لئے وہ اپنے گھٹنوں اور پنجوں کے بل اٹھا اور چوپایوں کی طرح کچھ دور چل کر پھر پیٹ کے بل ایک جگہ پر لیٹ گیا۔ اس نے ایک بار پھر کچھ سننے کی کوشش کی لیکن اس بار بھی اسے کسی طرح کی آواز نہیں سنائی دی۔ وہ اسی طرح قریب نصف گھنٹے تک جھونپڑیوں کے پیچھے رہ کر اس جگہ کا چکر لگاتا رہا۔ اب وہاں کے سبھی رہنے والے آرام کرنے کے لئے چلے گئے تھے سوائے ان لڑکیوں کے جن کا کام آگ کو روشن رکھنا تھا۔

اسی طرح چکر لگاتے ہوئے آخر نو کو ایک جھونپڑے کے اندر سے ہلکی آوازیں آتی سنائی دیں۔ وہ اس جگہ ابھی ابھی ہی پہنچا تھا۔ وہ زمین پر بے حرکت لیٹ گیا اس کی ناک زمین سے صرف ایک انچ اونچی تھی۔ یکایک اس کے نتھنوں میں وہ بو پہنچی جس کی تلاش میں وہ اس جگہ کا چکر لگا رہا تھا اس جھونپڑے کے اندر ناطل تھی لیکن اس کے ساتھ کوئی اور بھی اندر موجود تھا۔

نو بہت ہی ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے سامنے کے حصے کی طرف کھسکنے لگا۔ اس جگہ اندھیرا ہی تھا کیونکہ لڑکیوں نے وہاں کی آگ پر نئی لکڑی نہیں ڈالی تھی۔ داخلی حصے کے قریب پہنچتے ہی نو کو ناطل کی آواز صاف آتی سنائی دی۔ اس نے ایک آدمی کے سائے کو اس پر جھکے ہوئے دیکھا اور غصے و نفرت کی وجہ سے اس کا خون کھولنے لگا۔ ایک شکاری درندے کی طرح وہ زمین سے چپک گیا اور بے آواز چوپایوں کی طرح تور کی طرف

کھسکنے لگا جو اس کی موجودگی سے ابھی تک باخبر نہیں ہوا تھا۔ پھر وہ آواز کئے بغیر ہی کھڑا ہوا اور اس اجنبی کی پشت پر ٹوٹ پڑا۔

اور دونوں ایک دوسرے سے گتھ کر زمین پر لڑھکنے لگے۔ نو نے اپنا چاقو نکال لیا تھا لیکن ابھی تک اسے موقع نہیں مل سکا تھا کہ وہ اس سے کوئی ایسا کاری ضرب پہنچا سکتا۔ جو اس کے مقابل کو بے جان کر دیتا۔ دونوں ایک دوسرے کو نوچ کھسوٹ اور دانت کاٹ رہے تھے۔ آخر نور نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ اس کا مقابل اس سے طاقتور پڑ رہا ہے مدد کے لئے چیخنا شروع کر دیا۔ نو اب بھی اسے کوئی کاری زخم نہیں پہنچا سکا تھا کیونکہ نور بھی ایک تجربہ کار جنگجو تھا۔ لیکن پھر بھی اس کے کئی زخموں سے خون بہہ رہا تھا اور اس کے گلے و چھاتی پر دانتوں کی خراشیں آ گئی تھیں۔

نور کے چیخ کے جواب میں سارا گاؤں چیختا ہوا بیدار ہو گیا اور لوگ اپنے اپنے برچھوں کو لے کر چاروں طرف سے دوڑ پڑے۔ عورتیں اور بچے ان کے پیچھے پیچھے تھے۔ اس جگہ سب سے پہلے پہنچنے والی نور کی عورت گرون تھی۔ اس نے اپنے آدمی کی آواز پہچان لی تھی اور سمجھ گئی تھی کہ وہ اسے کہاں مل سکے گا۔ وہ ایک بھوکی شیرنی کی طرح اس جھونپڑے میں گھسی جس میں اس خوبصورت اجنبی عورت کو مقید کیا گیا تھا۔ اس کے عقب میں دوسرے لوگ تھے۔ ان میں سے ایک نے جلتی ہوئی لکڑی ہاتھ میں لے رکھی تھی جسے اس نے آگ کے ہالے میں سے اٹھا لیا تھا۔ اس آدمی نے اس جلتی ہوئی لکڑی کو جھونپڑی کے دوسرے سرے کی طرف پھینک دیا۔ اس نے اس کی پرواہ نہیں کی کہ اس کی اس حرکت کا انجام کیا ہو گا جلتی ہوئی لکڑی فرش پر لڑھکنے والوں کے اوپر سے ہوتی ہوئی جھونپڑے

کی پھوس والی دیوار سے جا کر ٹکرائی۔ چونکہ وہ گھاس سوکھی تھی اس لئے اس نے فوراً آگ پکڑ لی اور وہاں اندر چاروں طرف روشنی پھیل گئی۔

نور کی مدد کو آنے والوں نے روشنی میں جب یہ دیکھا کہ حملہ آور صرف ایک ہی شخص ہے اور وہ ان دونوں پر ٹوٹ پڑے۔ حالانکہ نور نے ان کا بہت ہی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن آخر میں انھوں نے اس پر قابو پا ہی لیا۔ اب پورا جھونپڑا آگ کی لپیٹ میں آ چکا تھا اس لئے اسے گرفتار کرنے والے جھونپڑے سے باہر نکلنے پر مجبور ہو گئے۔ باہر نکلنے کے بعد سب سے پہلے انھوں نے نور کے ہاتھ پیر باندھے اور پھر اپنی توجہ جلتے ہوئے جھونپڑے کی طرف پھیر دی کہ کہیں اس کی وجہ سے پورا گاؤں آگ کی لپیٹ میں نہ آ جائے۔ انھوں نے اپنے برچھوں کی مدد سے اس جلتے ہوئے جھونپڑے کو زمین پر گرایا اور پھر اسے کھال سے پیٹ پیٹ کر بجھا دیا۔

اس تمام جدوجہد کے درمیان بھی نور ایک لمحے کے لئے ناطل کو نہیں بھولا تھا اور جب جلتے ہوئے پھوس سے جھونپڑی کے اندر روشنی ہوئی تو اس نے ناطل کی تلاش میں چاروں طرف نظریں دوڑائیں تھیں ـــــ لیکن وہ وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔

وہ سوچنے لگا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہو گا۔ اس نے جس پوزیشن میں ناطل کو فرش پر پڑے دیکھا تھا اس سے اسے پوری طرح یقین تھا کہ اس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اپنے کو مقید کرنے والے سے وہ پوری طرح مقابلہ کرتی۔ اس نے اپنے چاروں طرف دیکھا۔ جہاں وہ جلے ہوئے جھونپڑے کے پاس پڑا تھا ـــــ اس جگہ بھی اسے کہیں ناطل نظر نہیں آئی۔ لیکن ایک دوسری عورت ضرور نظر آئی۔ اس کے خدوخال

دل کش تھے لیکن اس کے چہرے کے اثرات کسی جنگلی درندے کی طرح تھے۔ اس کے چہرے سے نفرت، حسد اور غصہ برس رہا تھا۔ وہ گردن تنی۔ وہ اس کی طرف آئی۔

"کون ہو تم؟" وہ چیخی۔

"میں نو کا بیٹا نو ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا تم بھی انہیں لوگوں میں سے ایک ہو جن سے وہ عورت تعلق رکھتی تھی ——— جس کے جھونپڑے میں تم نے میرے آدمی کو پایا تھا۔" اس نے دریافت کیا۔ نو نے اثبات میں اپنا سر ہلا دیا۔

"وہ میری عورت بننے والی تھی۔" نو نے کہا۔ "وہ کہاں ہے؟"

اس وقت پہلی بار اس عورت کو احساس ہوا کہ خوبصورت قیدی اس جگہ موجود نہیں ہے۔ وہ تور کی طرف گھومی۔

"کہاں ہے وہ عورت؟" وہ چیخی۔ "کہاں چھپایا ہے تم نے اس عورت کو۔ اب تم اسے مجھ سے بچا کر نہیں رکھ سکتے۔ اس بار میں اس کا کلیجہ چیر کر اس کا خون پی جاؤں گی۔"

تور نے گھبرائی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔

"کہاں ہے وہ عورت؟" اس نے دوسرے آدمیوں سے پوچھا لیکن ان میں سے کسی کو بھی اس بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔

فوراً ہی گاؤں کی تلاشی لینے کا کام شروع ہو گیا۔ وہ لوگ چاروں طرف پھیل کر جھونپڑوں کے اندر اور ایسے مقاموں کو دیکھنے لگے جہاں کوئی چھپ سکتا تھا۔ نو خاموشی سے لیٹا انتظار کرتا رہا کہ اس تلاش کا انجام کیا نکلتا ہے۔ جب یہ بات اس پر واضح ہوئی کہ ناطل فرار ہونے

میں کامیاب ہو گئی ہے تو اس کا دل خوشی سے بھر اٹھا۔ آخر تمام تلاش کرنے والے اس جگہ واپس آ گئے۔ ان میں سے کسی کو بھی نا طل نہیں ملی تھی۔

گروون تو کی طرف گھومی۔

"تمہاری عورت مجھ سے بچ کر فرار ہو گئی ہے۔" وہ چیخی۔ "لیکن اس کا بدلہ میں تم سے لوں گی۔" یہ کہتے ہوئے وہ بے بس پڑے ہوئے تو پر جھپٹ پڑی۔

اس نے غصے میں اس کی آنکھیں ہی نوچ لی ہوتیں اگر ایک دراز قد آدمی نے اس کا ہاتھ نہ پکڑ لیا ہوتا۔ اس نے اس کے ہاتھ کو جھٹکا دیتے ہوئے اپنی طرف کھینچا اور پھر اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لیا۔

"تور لے جاؤ اپنی عورت کو۔" اس نے کہا۔ "کیا میرے آدمیوں پر ایک عورت حکمرانی کرے گی۔ لے جاؤ اسے اور اسے مارو تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ مردوں کے کام میں عورتوں کو دخل دینا کس قدر مہنگا پڑ سکتا ہے۔ اس کے بعد تم اپنے لئے دوسری عورت تلاش کر لینا لیکن اسے اس کے کئے کی سزا ملنی ہی چاہئے۔"

تور نے بد قسمت گروون کو پکڑ لیا اور گھسیٹتا ہوا اپنی جھونپڑی کی طرف لے گیا جہاں سے کچھ دیر بعد تو نے اس طرح کی آواز آتی سنی، جیسی بید کے گوشت پر زور سے مارنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی عورت کی چیخیں اور کراہیں بھی۔

تو نے ان لوگوں کے لئے اپنے دل میں ایک گہرے تنفر کا احساس کیا۔ اس کے قبیلے میں عورتوں کے ساتھ اس طرح کا سلوک نہیں کیا جاتا

تھا۔ اس نے نظریں اٹھا کر قبیلے کے دراز قد سردار کی طرف دیکھا جو اس کے پاس کھڑا تھا۔ آخر وہ اسے ہلاک کیوں نہیں کر رہے ہیں۔ قیدیوں کے ساتھ اس طرح کا ہی سلوک کیا جاتا تھا۔ اس کے اپنے قبیلے میں بھالا قیدی کے دل میں پیوست کر دیا جاتا۔ اگر کوئی نو کی حیثیت میں ان کے سامنے ہوتا تو اس طرح یہ کام فوراً ہی ختم ہو گیا ہوتا۔ وہ سوچنے لگا ناطل کہاں گئی۔ کیا وہ اپنے قبیلے میں واپس جانے کے لئے راستہ پا گئی ہو گی۔ اس کی خواہش ہوئی کہ کاش وہ اس وقت تک زندہ رہنے میں کامیاب ہو جائے جب تک کہ ناطل کو اس کے باپ کے پاس محفوظ حالت میں نہ دیکھ لے۔

سردار اس کی طرف نظر جمائے اسے دیکھ رہا تھا لیکن اس نے اسے ہلاک کرنے کی کوئی بھی کوشش نہیں کی۔

"کون ہو تم؟" آخر اس نے پوچھا۔

"میں نو کا بیٹا نو ہوں۔" قیدی نے جواب دیا۔

"تم کہاں سے آئے ہو؟"

نو نے شمال کی سمت اشارہ کیا۔

"ادھر کی نزدیکی پہاڑوں پر سے۔" نو نے جواب دیا۔ "اور اگر تم ادھر گئے ——— عورتوں کو پیٹنے والے، تو میرے باپ کا قبیلہ تم پر ٹوٹ پڑے گا اور تم میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"تم بہت بڑی بات کہہ رہے ہو۔" سردار نے کہا۔

"میں سچ بات کہہ رہا ہوں۔" نو نے نفرت سے کہا۔ "میرے باپ کے لوگ تم بیل کی کھال پہننے والوں کو دیکھ کر ہنسیں گے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم لوگ کس قسم کے آدمی ہو۔ میرے باپ کے لوگ اُر۔۔۔

زور اور دنہ کی کھال پہنتے ہیں۔ ان کے پیروں میں تا اور گلو کے کھال کی چپلیں ہوتی ہیں۔ وہ آدمی ہیں۔ وہ تمھیں دیکھ کر ہنسیں گے اور اپنی عورتوں اور بچوں کو تمھارے مقابلے پہ بھیج دیں گے جو تمھیں مار مار کر بھگا دیں گے۔"

یہ بہت بڑی بے عزتی کے الفاظ تھے۔ کشتی سازوں کا سردار غصے سے لرزنے لگا۔

"تم دیکھو گے کہ ہم بھی آدمی ہیں۔ وہ چیخا۔" اور جس طرح کی موت تمھیں ملے گی اس سے ہم بھی دیکھیں گے کہ تم کتنے بہادر آدمی ہو۔ کل تم مرو گے ـــــ کل دن کا کام ختم ہونے کے بعد جب رات کی آگ روشن ہوگی اس وقت تم دھیرے دھیرے مرنا شروع ہو گے۔ تمھاری موت تمھیں جلد ہی نہیں ملے گی اور جب تک تم مرو گے نہیں اس وقت تک چیختے ہوئے اس عورت کو گالیاں دیتے رہو گے ـــــ جس نے تمھیں پیدا کیا تھا ـــــ اور ہم سے رحم کی درخواست کرتے رہو گے۔"

نو ہنسا۔ اس نے سن رکھا تھا کہ دور کے رہنے والے لوگ کس طرح اپنے قیدیوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ اس لئے وہ سمجھ گیا کہ سردار کا اشارہ کس طرف ہے، خیر، وہ انھیں دکھائے گا کہ نو کا بیٹا کس طرح مر سکتا ہے۔

سردار کے اشارے پہ دو آدمی نو کو گھسیٹ کر ایک قریب کے جھونپڑے کے اندر لے گئے۔ وہاں دروازے پہ ایک پہریدار مقرر کر دیا گیا۔ کیونکہ ناطل کے فرار نے انھیں اور زیادہ ہوشیاری سے کام لینے پر مجبور کر دیا تھا۔

لمبی رات دھیرے دھیرے کر کے ختم ہوئی اور سورج نے بے چین

سمندر سے اپنا سر ابھارنا شروع کیا۔ گاؤں والے بیدار ہو کر اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ نو کے نتھنوں تک کھانا پکنے کی بو پہنچنے لگی۔ اسے بہت سخت بھوک محسوس ہو رہی تھی لیکن انھوں نے اسے ایک نوالہ بھی نہ دیا۔ اسے سخت پیاس لگی تھی لیکن کوئی بھی اس کے لئے پانی لے کر نہ آیا اور وہ ان سے کچھ مانگ کر اپنے کو ان کی نظروں میں گرانا نہیں چاہتا تھا۔

اگر رات لمبی رہی تھی تو دن ایک زمانے کے برابر تھا۔ حالانکہ اندھیرا ہونے کا مطلب نو کے لئے وہ تکلیف تھی جو اسے پہنچائی جانے والی تھی پھر بھی جب اس نے سورج کو مغرب میں اپنا منہ چھپاتے ہوئے دیکھا تو اس نے اطمینان کی ایک لمبی سانس لی۔

وہ جو بھی تشدد اس پر کرنے والے تھے وہ ہمیشہ قائم رہنے والی نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ جلد یا دیر اسے موت آئے گی ہی اور اس موت کے ساتھ اس کی تکلیفوں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

مچھلی کے شکار پر جانے والے سبھی لوگ لوٹ آئے۔ اور گاؤں کے گرد آگ کا ہالہ روشن کر دیا گیا اور جگہ جگہ لوگ آگ جلا کر اپنا کھانا پکانے میں مصروف ہو گئے۔ کھانا تیار ہونے کے بعد ان لوگوں میں سے دو آدمی جا کر لکڑی کا ایک ستون لے آئے جسے انھوں نے ایک جگہ زمین کو اپنے برچھوں سے کھود کر گاڑ دیا۔

پھر دو آدمی اس جھونپڑے کے پاس آئے جس میں نو بندھا ہوا پڑا تھا انھوں نے اس کا پیر پکڑ لیا اور اسے گھسیٹتے ہوئے گاؤں کے درمیان سے اس گڑھے ہوئے لکڑی کے ستون کی طرف بڑھے جو آگ کے ہالے اور

رہا کشتی جھونپڑے کے درمیان میں زمین کھود کر کھڑا کیا گیا تھا۔ عورتیں اور بچے اس کے جسم میں نوکیلی لکڑیاں چبھونے لگے۔ اس پر تھوکنے لگے اور پتھروں سے مارنے لگے اور پتھروں سے مارنے لگے۔ نو کے بیٹے نو نے کسی قسم کا احتجاج نہیں کیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات اس طرح تھے جیسے اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچ رہی ہے۔ وہ ہر بات سے لاپرواہ نظر آرہا تھا۔

آخر اسے گھسیٹنے والے اس لکڑی کے ستون کے پاس پہنچ گئے جو زمین میں مضبوطی سے گاڑ کر کھڑا کیا گیا تھا۔ انھوں نے نو کو جھٹکا دے کر اٹھایا۔ اور اس ستون کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا۔ اس کے چاروں طرف خشک لکڑیوں اور جھاڑیوں کا ایک حصار تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اُسے بھونا جائے گا۔ کیونکہ جھاڑیاں اس قدر قریب نہیں تھیں کہ ان کی لویں اس تک پہنچ سکتیں یہ موت بہت ہی آہستہ آہستہ آنے والی تھیں اور دیکھنے والوں کے لئے ایک بہترین تفریح کا موجب بن سکتی تھی اگر ان کا شکار تکلیف سے تڑپتا ہوا نظر آجاتا۔ لیکن نو کا ارادہ ایسا کچھ کرنے کا نہیں تھا۔ وہ اپنی تکلیف کا اظہار کر کے کشتی سازوں کے خوش ہونے کا موقع فراہم کرنا نہیں چاہتا تھا۔ نو کو ان سے گہری نفرت تھی ـــــ اس لئے نہیں کہ وہ اسے ہلاک کرنے جا رہے تھے ـــــ کیونکہ وہ کسی بھی اجنبی کے درمیان پہنچ جانے پر اسی قسم کے سلوک کی امید کرتا تھا ـــــ بلکہ اس لئے کہ وہ بیلوں کی کھال استعمال کرتے تھے اور مرد جنگ و جدل اور شکار کرنے کے بجائے محنت کرتے تھے۔

ان کی بنائی ہوئی کشتی ایک شاندار شے تھی۔ نو خود یہ ارادہ رکھتا تھا کہ اپنے قبیلے میں واپس جانے کے بعد وہ اس طرح کی کشتی بنائے گا۔ لیکن کشتی بنانے کو اپنا کام بنا لینا اس کی نظر میں مرد کے لئے زیب نہیں دیتا تھا۔

اس نے سوچا کہ اگر وہ یہاں سے بچ کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تو اپنے باپ کے قبیلے کو ساتھ لے کر کشتی سازوں کے اس گاؤں میں آئے گا اور اپنی مرضی کے مطابق جتنی کشتیاں چاہے گا اس جگہ سے لے جائے گا۔

اس کے خیالات کی رو ان رسومات کی وجہ سے ٹوٹ گئی جو اب اس کے گرد شروع ہو گئی تھیں۔ پہلے ناچ ہوا پھر ایک گایا گیا اور آخر میں ایک آدمی نے آگے بڑھ کر ان جھاڑیوں میں آگ لگا دی جو ستون سے بندھے ہوئے شکار کے گرد رکھی گئی تھیں۔

نواں باب

مقابلہ

نو کا بیٹا نو جب اپنے باپ اور باپ کے قبیلے کے لوگوں کو چھوڑ کر ناطل اور ہد کی تلاش میں روانہ ہو گیا تو قبیلے کا سردار کافی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے پہلو میں ناطل کا باپ نا بیٹھا ہوا تھا اور ارد گرد قبیلے کے دوسرے لوگ اور سردار کے مددگار بیٹھے ہوئے تھے۔ نو اور ناطل ان وحشیوں کو بہت ہی عزیز تھے اسی لئے وہ کچھ افسوس اور کچھ غصے میں تھے۔

آخر سردار نو نے اپنا منہ کھولا۔

"ہم اپنے دو بچوں کو نہیں چھوڑ کر نئے رہائشی مقام کی تلاش میں نہیں جا سکتے"، اس نے کہا۔

اس کی بات سننے والے سمجھ گئے کہ اس نے جان بوجھ کر ہد کو نظر انداز کر دیا ہے۔ کیونکہ ہد قبیلے کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر کے اپنے وہ سب حقوق کھو بیٹھا تھا جو دوسروں کو حاصل تھے۔ ان میں سے کسی نے احتجاج نہیں کیا بلکہ مطمئن نظر آتے رہے کہ جو کچھ ہوا ٹھیک ہوا۔ ایک واگ نامی نوجوان آدمی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنے بھالے سے زمین پر مشرق سے مغرب کی سمت کو ایک لائن کھینچی اور خود لائن کے شمال میں کھڑا ہو گیا۔

"نو کا بیٹا نو میرے ساتھ ہی تمام رسومات سے گذرا تھا۔ ہم ایک ہی دن جوان

اور جنگجو بنائے گئے تھے۔ ہم دونوں نے ساتھ ہی رہ کر اپنے پہلے شیر کو شکار کیا تھا۔" وہ چپ ہو گیا اور پھر زمین پر اپنی کھینچی ہوئی لائن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "میں اس وقت تک اس لائن کو پار نہیں کروں گا جب تک کہ نو کے بیٹے نو کو تلاش نہیں کر لوں گا۔"

پھر وہ خاموش ہوتے ہوئے تن کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھ لئے اور اپنے سردار کی طرف دیکھنے لگا۔

قبیلے کے سبھی لوگوں کے منہ سے خوشی کی آواز نکلی۔ تمام آنکھیں سردار نو کی طرف اٹھ گئیں کہ وہ اس بارے میں کیا کہتا ہے۔ اس نوجوان نے جو کچھ کیا تھا اسے بغاوت نہیں کہی جا سکتی تھی۔ یکایک ناٹل کا بھائی اہت اچھل کر کھڑا ہوا اور اس نوجوان کے پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کچھ کہا نہیں۔ لیکن اس کی یہ حرکت اس کے ارادے کو صاف ظاہر کر رہی تھی۔

سردار نو نے اپنی گھنی پلکوں کے نیچے سے ان دونوں نوجوانوں کو دیکھا۔ دیکھنے والوں نے محسوس کیا کہ اس کے ہونٹوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی ہے وہ خود بھی اٹھا اور وقار سے چلتا ہوا ان دونوں نوجوانوں کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

تنابہلا آدمی تھا جس نے اس کی اس حرکت کے معنی کو سمجھا۔ اور جس لمحے بات اس کی سمجھ میں آئی وہ بھی لپک کر نو کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد دوسروں کی سمجھ میں بھی بات آئی اور کچھ لمحے بعد سب کے سب ہی لیشت اس لائن کی طرف تھے جسے نوجوان واک نے کھینچا تھا۔ اب وہ خوشی سے چیخ اور ناچ رہے تھے مرد اپنے کلہاڑوں کو ہلا رہے تھے اور اپنے لمبے بھالوں کو ہوا میں پھینک رہے تھے۔ عورتیں اپنے دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجا رہی تھیں اور بچے ادھر ادھر

بھاگ رہے تھے

اس کے بعد سردار نو جنوب کی سمت روانہ ہو گیا۔ اس نے اپنے پیچھے قریب بیس آدمیوں کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ وہ عورتوں اور بچوں کو آہستہ آہستہ لے کر واپس ہو کر اپنے پہلے قیام گاہ کی طرف واپس آئیں جب کہ وہ خود تیزی سے دوسروں کے ساتھ نو اور ناطل کی تلاش میں آگے جائے گا۔

سب سے پہلے انھیں پہاڑی کے ایک غار میں ہد کی لاش ملی۔ اس جگہ انھیں نو کی بو کے ساتھ ناطل کی بھی بہت پرانی بو بھی ملی جس سے انھیں معلوم ہوا کہ نو اس جگہ ناطل نہیں مل سکی تھی۔

وہ آگے ہی آگے سمندر کے کنارے سے ہوتے ہوئے اپنی پرانی قیام گاہ کی طرف بڑھتے رہے۔ انھیں راستے پر ہر جگہ ان دونوں کے یا ان میں سے ایک کے گذرنے کا نشان ملا۔ جس وقت وہ اپنے رہائشی غاروں کے پاس پہنچے اس وقت سورج ڈھلنا شروع ہو گیا تھا۔ صبح تلاش میں روانہ ہونے سے اور بھی زیادہ دیر ہو سکتی تھی اور کچھ ملنے والے نشان بھی مٹ سکتے تھے۔ اس لئے سردار نو نے اپنے آدمیوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک جس کے ساتھ وہ خود رہا ـــــ وہ پارٹی جنوب کی طرف جانے والی تھی۔ دوسری پارٹی کا کام ایک میل تک جنگل کے اندر جانے کے بعد جنوب کی طرف گھوم کر آنے کا تھا۔ جب کہ تیسری پارٹی سیدھی مغرب کی طرف جانے والی تھی۔ اس طرح ان میں سے کسی نہ کسی پارٹی کو وہ مل سکتے تھے جن کی انھیں تلاش تھی۔

ثنا دوسری پارٹی کے ساتھ تھا اور اس کے ساتھ اہت بھی تھا۔ واگ سردار نو کے ساتھ تھا۔ پہلی دونوں پارٹیاں ایک ساتھ سمندر کے کنارے تک گئیں اور پھر وہاں سے ایک گھوم کر جنگل کی طرف چلی گئی اور ایک سمندر کے

کنارے کنارے ہی آگے بڑھنے لگی۔

کئی بار انھوں نے غلط نشانوں کا تعاقب کیا جس کی وجہ سے ان کا کافی وقت ضائع ہوا۔ اور اسی وجہ سے رات کا اندھیرا پھیل گیا اور انھیں وہ دونوں نہیں مل سکے جن کی انھیں تلاش تھی۔

رات ہوتے ہی انھوں نے جنگل کے باہر ایک مقام پر ڈیرا ڈال کر اپنے گرد آگ کا حصار قائم کر لیا تھا تاکہ درندے ان تک پہنچنے کی کوشش نہ کر سکیں اس کے بعد وہ سونے کے لئے لیٹ گئے۔ صرف دو آدمی پہرہ دینے کے لئے بیدار رہے۔

واگ پہرہ دینے والوں میں سے ایک تھا۔ جب رات کا اندھیرا پوری طرح چاروں طرف پھیل گیا تو اسے جنوب کی سمت آگ کی چمک نظر آئی۔ اس نے اپنے ساتھی کی توجہ اس طرف دلائی۔

"وہاں ضرور ہی آدمی ہیں۔" اس کے ساتھی نے کہا۔ "وہ درندوں سے بچنے کے لئے آگ روشن کئے ہوئے ہیں۔"

دور سے وحشیانہ چیخوں کی ہلکی آواز بھی آتی اب انھیں سنائی دینے لگی۔ یہ آواز بھی اسی جنوب کی سمت کی آگ کے پاس سے آتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ واگ نو کو بیدار کرنے کو جا رہا تھا کہ اس کے تیز کانوں نے ایک ہلکی سی آواز سنی جو بہت ہی آہستگی سے جنگل کی طرف سے ان کے پڑاؤ کی طرف آ رہی تھی۔ وہ ابھی ابھی جنگل میں پھیلی ہوئی جھاڑیوں سے نکلی تھی عام حالات میں واگ نے اسے کوئی رات کو شکار پر نکلنے والا درندہ سمجھا ہوتا۔ لیکن چونکہ اسے کچھ فاصلے پر اسے آدمیوں کے موجود ہونے کا احساس ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ پوری طرح اس پر یقین نہیں کر سکا کہ آنے والی شے

کوئی درندہ ہی ہو گی۔

بہادر آدمی رات کے وقت جنگل سے اس طرح دیکھتے ہوئے باہر نہیں نکلا کرتے تھے۔ لیکن آوازوں سے واگ کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی آدمی ہی چوپایوں کی طرح ہاتھ پیر پر چلتا ہوا اس طرف آ رہا تھا۔

واگ نے اپنے ڈیرے کا اس طرح چکر لگایا جیسے وہ آنے والے کی موجودگی سے باخبر نہیں ہوا ہے۔ اس نے کہیں پر آگ میں لکڑی ڈالی، کہیں پر کسی لکڑی کے کوئلوں کو پیٹ پیٹ کر بجھایا جو آگ کے حصار سے اندر کی طرف لڑھک آئے تھے۔ لیکن اس تمام وقت اس کے کان اسی آواز پر لگے رہے جو جنگل سے نکل کر اس کے ڈیرے کے قریب آتی جا رہی تھی۔

اب وہ اسے دیکھ بھی سکتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کبھی کبھی پیچھے گھوم کر جنگل کی طرف بھی دیکھ لیتی ہے۔

"کیا اس کے ساتھ کوئی ایک یا کئی اور بھی ہیں۔ یا کوئی شے اس کا تعاقب کر رہی تھی۔ واگ نے سوچتے ہوئے دھیان سے اندھیرے جنگل کی طرف دیکھا۔

"اوہ، تو یہ بات ہے۔"

اسے جنگل سے ایک سیاہ سایہ نکل کر اسی مخلوق کے عقب میں بڑھتا دکھائی دیا جو اب جنگل اور ڈیرے تک کے کھلے حصے کے درمیان تک پہنچ چکی تھی۔ واگ کو اس نئے آنے والے کو دوبارہ اس لئے دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ وہ اسے شناخت کر سکے۔ اس کا پھرتیلا جسم، سیاہ جسم جس پر دھاریاں تھیں، جھکنے کا انداز اور چمکتی ہوئی زرد آنکھیں ——— وہ سمجھ گیا کہ وہ زرد ——— شیر ہے جو اپنے شکار کے تعاقب میں آ رہا ہے۔

واگ نے بھسپھا کر اپنے ساتھی سے کچھ کہا جو اب اس کے قریب آ گیا تھا۔

وہ دونوں نزدیک آ جانے والی مخلوق کو غور سے دیکھتے رہے۔ انھوں نے اس بات کی کوشش نہیں کی کہ اپنے کو چھپائے رکھیں اور آنے والی مخلوق پر یہ نہ ظاہر ہونے دیں کہ وہ اس کی موجودگی سے باخبر ہو گئے ہیں۔

"کوئی آدمی ہے!" واگ کے ساتھی نے کہا۔

اور پھر ایک تیز چنگھاڑ کے ساتھ زور نے حملہ کیا۔ آگے آنے والی اچھل کر اپنے دو پیروں پر گھبرا کر کھڑی ہو گئی تو اس کے چہرے پر آگ کی روشنی پڑی۔ اسی وقت واگ ایک زوردار چیخ کے ساتھ ـــــ جس نے ڈیرے کے تمام آدمیوں کو بیدار کر دیا ـــــ تیزی سے آگ کا حصار پھلانگ کر آگے کی طرف دوڑا۔ اس کا تیز نوک والا بھالا اس کے ہاتھ میں اوپر اٹھا تھا اور اس کا رخ زور کی سمت تھا۔

پھر اس نے بھالا پھینکا اور بھالا زور کے شکار سے ایک فٹ کے فاصلے سے رہ کر گذرتے ہوئے جا کر اس درندے کے سینے میں دھنس گیا۔ اسی لمحے واگ دوڑ کر آگے والی مخلوق کے پاس سے گذر کر شیر کے راستے میں کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں اس کا کلہاڑا اور چاقو تھا جس سے وہ اس زخمی درندے کا مقابلہ کرنے کو پوری طرح تیار تھا جو اب غصے کی وجہ سے چنگھاڑ رہا تھا۔

اس نے سر گھماتے ہوئے اس مخلوق سے کہا جسے بچانے کے لئے اس نے شیر کا مقابلہ کرنا منظور کیا تھا۔

"آگ کے حصار کے اندر بھاگ جاؤ ناطل۔" وہ چیخا۔ "زور کی مادہ اس کی مدد کے لئے آ رہی ہے۔"

اور واقعی سامنے جنگل سے نکل کر شیرنی دوڑتی ہوئی اس طرف آ رہی تھی۔

اب واگ کا ساتھی بھی دوڑ کر اس کے پاس پہنچ گیا تھا اور ڈیرے کے لوگ بھی دوڑ کر اس کی طرف جا رہے تھے۔ اب شیر اپنے پچھلے پیروں پر کھڑے ہو ہو کر واگ

پر حملہ کر رہا تھا اور وہ ادھر ادھر ہٹ کر اس کے تیز پنجوں سے بچتے ہوئے برابر اپنے کلہاڑے سے اس کے سر پر وار کر رہا تھا۔

واگ کے ساتھی نے اپنے بھالے سے آنے والی شیرنی پر وار کیا۔ بھالا اس کے سینے میں جا کر دھنس گیا اور وہ بھی شیر کی طرح اس پر حملہ کرنے لگی۔ اب دونوں ہی اپنے کو بچاتے ہوئے اپنے کلہاڑوں کو استعمال میں لا رہے تھے۔

اب سردار اور اس کے ساتھی اس جگہ پہنچ گئے۔ پھر ایک ساتھ درجنوں بھالے شیر اور شیرنی کے جسم کو پار کر گئے اور کلہاڑے استعمال میں آنے لگے۔ سردار تو لپک کر زوو کے عقب میں پہنچ گیا اور اس کی کمر سے لپٹ کر اپنے پتھر کے چاقو سے بار بار اس پر وار کرنے لگا۔ اور اس کا ہاتھ اس وقت تک چلتا رہا جب تک کہ چیختا چنگھاڑتا درندہ زمین پر لڑھک نہیں گیا۔

شیرنی شیر کے مقابلے میں زیادہ ہی خطرناک ثابت ہوئی۔ حالانکہ اس کے جسم میں کئی بھالے پیوست ہو چکے تھے اور جگہ جگہ چاقو سے بھی گہرے زخم آئے تھے پھر بھی وہ ابھی تک مقابلہ کر رہی تھی۔ اس نے ایک بار اپنے قریب آجانے والوں پر بہت ہی تیزی سے جھپٹ کر حملہ کیا۔ سب اپنے کو بچانے میں کامیاب ہو گئے لیکن ایک بدنصیب سے سکنڈ سے بھی کم وقفے کی دیر ہو گئی اور اس خونخوار شیرنی کے تیز پنجے نے اس کے گلے سے ناف تک کے حصے کو پھاڑ ڈالا۔ پھر جب وہ گرا تو اس نے اس کے سر کو اپنے منہ میں لے کر اس قدر زور سے دبایا کہ دوسروں نے کھوپڑی کی ہڈی کے ٹوٹنے کی آواز سنی۔

شیرنی اپنے شکار کے پاس کھڑی غراتی اور خوفناک آواز نکال کر انھیں ڈراتی رہی جبکہ وہ اس کے گرد چکر لگاتے اور اس موقع کا انتظار کرتے رہے کہ اس پر حملہ کر سکیں اور اپنے مرنے والے ساتھی کا انتقام لے سکیں۔

ناطل آگ کے حصار کے اندر ـــــ آگ کی وجہ سے ہونے والی روشنی میں ان

سب باتوں کو دیکھ رہی تھی جو شیر اور شیرنی سے لڑنے میں پیش آ رہے تھے۔ اسے اس بات پر حیرت تھی کہ اتفاق سے وہ اپنے ہی آدمیوں کے درمیان پہنچ گئی ہے۔ وہ بہت ہی بے تاب نظر آ رہی تھی کہ شیر سے لڑائی میں اتنا وقت کیوں صرف ہو رہا ہے۔ دراصل اس سے بھی کہیں ضروری کام اس کے پیش نظر تھا۔

آخر شیر کی مادہ کو بھی وہ لوگ ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ سردار نو اپنے ساتھیوں کے ساتھ پلٹ کر جب ڈیرے کے پاس آیا تو ناطل جھپٹ کے اس سے ملنے کے لئے آگے بڑھی۔

"جلدی کرو،" وہ چیخی "وہ تمہارے بیٹے نو کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اس نے جنوب کی سمت اشارہ کیا جو اب اندھیرا اور گہرا ہو جانے کی وجہ سے آگ کی روشنی صاف چمکتی نظر آ رہی تھی

سردار نو نے ناطل سے کوئی سوال نہیں کیا اور اپنے آدمیوں کو آواز دے کر اپنے قریب بلایا۔

"ناطل کا کہنا ہے وہ نو کے بیٹے نو کو ہلاک کرنے جا رہے ہیں۔ اس جگہ اس نے جنوب کی طرف اشارہ کیا۔ "آؤ۔"

اور ناطل نے انھیں اس طرف لیجاتے ہوئے راستے میں سردار نو کو وہ تمام باتیں بتائیں جو اسکے ساتھ اس وقت سے پیش آتی تھیں جب ہد اسے زبردستی اسے اٹھا کر لے گیا تھا۔ اس نے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات اور کشتی سازوں کے بارے میں بتایا۔ کہ کس طرح ان میں سے ایک نے اس کا تعاقب کیا، کس طرح اسے پرواز کرنیوالا ایک جانور اٹھا کر اپنے گھونسلے تک لے گیا۔ اس نے اس عجیب مخلوق کے بارے میں بتایا جو اس وقت نو کی پشت پر حملہ آور ہوا جب وہ اس کے پیروں کو بندھنوں سے آزاد کر چکا تھا۔ اور کس طرح وہ ان دونوں کو لڑتے ہوئے چھوڑ کر جھونپڑے سے نکل کر بھاگی تھی اور بھاگتے ہوئے ہی اس نے اپنے ہاتھوں کو بندھنوں سے آزاد کیا تھا۔ وہ یہ بتاتے ہوئے کانپ اٹھی کہ کس طرح وہ آگ کے حصار کے باہر گھومتے ہوئے درندوں سے بچتی ہوئی بھاگ

کر جنگل تک پہنچنے میں کامیاب ہوئی تھی۔

"میں نے وہ باقی بچی ہوئی رات اس جنگل کے ایک درخت پر گذاری جو ان اجنبیوں کے گاؤں سے قریب تھا۔ اس نے بتایا۔ دوسری صبح میں کھانے کی تلاش میں یہ ارادہ کرکے چلی کہ شمال کی سمت اس وقت تک چلتی رہوں گی جب تک کہ میں اپنے پرانے رہائش گاہ تک نہیں پہنچ جاؤں گی۔ میرا خیال تھا کہ میں اس جگہ زیادہ محفوظ طرح سے رہ سکوں گی۔

"لیکن اس تمام وقفے کے درمیان میں اسی بات پر غور کرتی رہی تھی کہ آخر وہ کون سی شے تھی جو تور کے جھونپڑے میں اس کی پشت پر اچھل کر اس سے لڑنے لگی تھی میں اس پر جتنا بھی غور کرتی گئی مجھے یقین ہوتا گیا کہ وہ کوئی آدمی ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آدمی کے علاوہ اور کون آگ کے حصار کو بغیر کسی کی نظر میں آئے پار کر سکتا ہے۔

"اس لئے اپنے پیٹ کو بھرنے کے بعد میں پھر چھپتی ہوئی درختوں پر گذرتی اس گاؤں کے قریب پہنچی اور اس جگہ کو غور سے دیکھنے لگی۔ اس وقت سورج میرے سر کے اوپر آ چکا تھا۔ نصف دن گذر چکا تھا۔ چونکہ میں رات کا اندھیرا پھیلنے سے پہلے اپنی پرانی رہائش گاہ تک پہنچنے ہی کامیاب نہیں ہو سکتی تھی، اور رات کے اندھیرے میں آر، ذو یا دو کے سامنے آ جانے کا خطرہ تھا اس لئے میں نے طے کیا کہ مجھے دوسری صبح تک اسی جگہ ٹھہرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ نہ جانے میں کیوں یہ محسوس کر رہی تھی یہ میری سمجھ میں نہیں آ سکا ہے لیکن اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے میرے اندر دو ناطق ہیں۔ ایک وہ جو مجھ سے کہہ رہی ہے کہ میں اس جگہ کو چھوڑ کر تیزی سے اپنے رہائشی غار کی طرف روانہ ہو جاؤں۔ اور دوسری وہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ میں وہیں ٹھہروں کیونکہ وہاں ٹھہرنا میرے لئے فرض ہے۔ آخر میں مجبور ہو گئی کہ دوسری کے کہنے پر وہیں ٹھہروں۔ اس لئے میں نے درخت پر بیٹھنے کے لئے آرام دہ جگہ تلاش کی۔ جہاں سے ان اجنبیوں کا گاؤں صاف نظر آ رہا تھا۔ اور اس وقت تک وہاں بیٹھی رہی جب تک کہ رات کا اندھیرا نہیں

پھیل گیا۔

"اسی وقت مجھے وہ منظر دیکھنے کو ملا جو مجھے یہاں تک لے آیا۔ مجھے بہت پہلے ہی اس جگہ جلنے والی آگ کی روشنی نظر آ گئی تھی اور میں سوچنے لگی تھی کہ شمال کی سمت سے آنے والے کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ میں نے یہ دیکھ لیا تھا کہ سارے اجنبی دوپہر کے وقت ہی گاؤں میں واپس آ گئے تھے اس لئے ان میں سے تو کوئی شمال کی سمت سے آنے والا ہو نہیں سکتا تھا۔ اور شمال کی سمت رہنے والے جس قبیلے کو میں جانتی تھی وہ میرا اپنا ہی قبیلہ تھا۔ اسی لئے مجھے یہ امید پیدا ہو گئی کہ شاید آنے والے لوگ میرے ہی قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں۔

"پھر میں نے دیکھا کہ گاؤں میں کچھ ہونے جا رہا ہے۔ دو آدمی ایک جھونپڑے کے پاس گئے اور وہاں سے ایک قیدی کو گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے وہ اسے پیروں سے پکڑ کر گاؤں کے درمیان سے گھسیٹ کر لے جا رہے تھے اور عورتیں اور بچے اسے پتھر سے مار رہے تھے اس کے جسم میں نوکیلی لکڑیاں چبھو رہے تھے۔ اور تھوک رہے تھے۔

شروع میں میں قیدی کو اچھی طرح نہیں دیکھ سکی۔ لیکن آخر میں جب انھوں نے اسے پیروں کے بل کھڑا کیا اور ایک لکڑی کے ستون سے باندھا۔ جہاں وہ اس کے گرد آگ جلا کر اسے بھوننے کا ارادہ رکھتے تھے ——

اُس وقت میں نے اس کے چہرے کو صاف طور سے دیکھا۔

"اوہ نو" کیا تم اندازہ نہیں لگا سکتے تھے کہ وہ کون تھا جس نے میرے لئے بے شمار خطروں کا مقابلہ کیا تھا دریائی کو پار کر کے مجھے بچانے کے لئے پر اسرار زمین تک گیا تھا —— اپنی جان کی بازی لگائی تھی۔

"لو کا بیٹا نوٗ" بوڑھے جنگجو نے کہا اور اس کا سینہ فخر سے پھول گیا۔ ان تمام باتوں کے درمیان وہ جنگل سے ہو کر گاؤں کے عقبی حصّے کی طرف بڑھتے رہے تھے۔

ان کے راستے میں خوفناک درندے رکاوٹ پیدا کر رہے تھے۔ دو بار اُن پر درندوں نے حملہ کیا اور انھیں مجبور ہو کر ان کا مقابلہ کرنا پڑا۔ آخر میں کسی نہ کسی طرح جنگل کے اس اختتامی حصّے پر وہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جدھر اس گاؤں کا عقبی حصہ تھا۔

اس جگہ ان کے کانوں نے جو آواز سنی اور آنکھوں نے جو کچھ دیکھا اس سے انھیں معلوم ہوا کہ وہاں ایک عجیب قسم کی دھما چوکڑی پھیلی ہوئی ہے۔ عورتیں اور مرد ادھر ادھر غصے سے چیختے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ ان سے آگے آگ کا ایک ہالہ تھا۔ ناطل نے انھیں بتایا کہ اس کے درمیان نو کا بیٹا نو لکڑی کے ستون سے بندھا ہوا ہے۔ جو دھیرے دھیرے موت کے قریب پہنچ رہا ہو گا۔ یا پھر مر ہی چکا ہو گا۔

لو نے اپنے ساتھیوں کو اپنے گرد جمع کیا اور دو کو حکم دیا کہ وہ ہر وقت ناطل کی حفاظت کے لئے اس کے ساتھ ساتھ رہیں۔ اس کے بعد سردار نو شاہانہ وقار سے جنگل کے باہر نکل کر کشتی سازوں کے گاؤں کی طرف بڑھنے لگا۔

ان کی تعداد چالیس تھی۔ چالیس باہمت اور طاقت ور اعضا رکھنے والے آدمی۔ انھوں نے اپنے مضبوط ہاتھوں میں اپنے لمبے بھالے اور بھاری کلہاڑے پکڑ رکھے تھے۔ ان کی کمر سے بندھی پٹیوں سے ان کے پتھر کے چاقو لٹک رہے تھے جو دو بدو مقابلے کے وقت استعمال میں لایا جانے والا تھا۔ ان کے وحشی دماغوں میں صرف ایک بات تھی — ہلاک کر دو، ہلاک کر دو۔

وہ آگ کے حصار کے قریب پہنچ گئے لیکن ابھی تک ان جوش میں بھرے کشتی سازوں کی نظر ان پر نہیں پڑی تھی۔ پھر ایک لڑکی اپنے فرض کو یاد کرتے ہوئے

گھومی تاکہ آگ میں لکڑیاں ڈالدے۔ اس وقت اسے آگ کی روشنی میں درجنوں
خوبصورت وحشی چہرے نظر آئے۔

وہ ایک تیز چیخ کے ساتھ خوفزدہ ہو کر پلٹ کر گاؤں والوں کی طرف بھاگی
ایک لمحے کے لئے وہاں گہری خاموشی چھا گئی۔ سب حیرت سے اپنی اپنی جگہ پر کھڑے
رہ گئے۔ اس خاموشی کو پھر اس لڑکی کی چیخ نے توڑا۔

"اجنبی جنگجو.........اجنبی........"

اس وقت نو اور اس کے ساتھی ان کے درمیان کود پڑے۔ کشتی سازوں کے
جنگجو ان کا مقابلہ کرنے کیلئے آگے بڑھے۔ عورتیں اور بچے بھاگ کر ان کی مخالف
سمت کو چلے گئے۔ غار میں رہنے والوں کے منہ سے ہولناک جنگلی چیخیں نکلیں اور
وہ کشتی سازوں پر ٹوٹ پڑے۔ ایک کی طرف سے بھالوں کی بارش کی گئی تو دوسری
طرف سے برچھوں کی باڑھ آئی۔

پھر وہ دوبدو مقابلہ کرنے کے لئے اپنے کلہاڑوں کو ہلاتے ہوئے آگے دوڑے۔
پہلے حملے کے بعد سے ہی قبیلۂ نو کے خوفناک لوگوں نے ـــ جو جنگلی درندوں کے شکاری
تھے، جنگجو آدمی تھے ـــ اپنے سامنے ان لوگوں کو نہیں ٹھہرنے دیا جو بیل کی کھال
استعمال میں لے آتے تھے۔ وہ انھیں پیچھے ہی پیچھے دھکیلتے ہوئے اس جگہ تک پہنچ
گئے جہاں عورتیں اور بچے آگ کے حصار کے قریب کھڑے ہوئے تھے اس سے وہ
سب کے سب افراتفری کی حالت میں وہاں سے بھاگنے لگے۔

اب حملہ آور اس آگ کے قریب پہنچ چکے تھے جس میں نو کو جلایا جا
رہا تھا۔ سب سے پہلے ناطل ہی اس آگ میں کودی تاکہ نو کے پاس پہنچ کر

اس کے بندھنوں کو کاٹ کر اسے آزاد کر دے۔ اسی وقت کشتی سازوں کا آخری آدمی بھی آگ کے حصار کو پھاند کر اس طرف بھاگ گیا جہاں سمندر کے کنارے ان کی کشتیاں کھڑی تھیں۔

سردار نو بھی ناطل کے پیچھے اس آگ کے چھوٹے حصار کے اندر شعلوں کو پھاندتا ہوا پہنچا۔ وہاں کی تیز گرمی میں دونوں پہلو بہ پہلو لکڑی کے ستون کے پاس پہنچے۔ ناطل نے ایک نظر خالی اور دھواں پھینکتے ہوئے ستون کو دیکھا۔ پھر زمین پر اپنے چاروں طرف دیکھتے ہوئے اس نے اپنے کو سردار نو کی باہوں میں گرا دیا۔

نو کا بیٹا تو ستون سے بندھا ہوا موجود نہیں تھا اور نہ ہی اس کا جسم زمین پر پڑا ہوا تھا۔

دسواں باب

گرون کا انتقام

گرون نے تور کی مار کے چوٹوں کی تکلیف کی وجہ سے دوسرے دن کا سارا حصہ اپنے جھونپڑے میں پڑے ہی پڑے گذارا۔ تور اسے دوبارہ مارنے کے لئے نہیں آیا جس سے صاف ظاہر تھا کہ اس نے اسے فراموش کر دیا تھا۔ یہ ایک ایسا خیال تھا جس نے اس کے دل میں حسد کی آگ بھڑکا دی۔ کیونکہ اس دور کی عورتیں سخت سے سخت تکلیفیں برداشت کر سکتی تھیں لیکن یہ بات ان کی برداشت سے باہر ہوتا تھا کہ ان کا آدمی ان کی طرف سے منہ پھیرے۔

وہ تمام دن تکلیف سے کراہتی اور تور سے نفرت کرتی ہوئی پڑی رہی۔

وہ تمام دن انتقام لینے کے لئے نئے نئے پلان بناتی رہی۔ اس کے سینے کے قریب اس کا پتھر کا چاقو اب بھی موجود تھا

یہ تور کیلئے اچھا ہی ثابت ہوا تھا جب وہ اسے مار رہا تھا تو اسے مارتے

ہوئے وہ اس کے بہت قریب نہیں گیا تھا۔ جب وہ اسے مار رہا تھا اس وقت بھی وہ چاقو اس کے پاس موجود رہا تھا لیکن اسے استعمال کرنے کا خیال گردن کے ذہن میں نہیں آیا تھا کیونکہ تور اس کا آدمی تھا۔ لیکن اب ـــ اب جبکہ اس نے اسے چھوڑ دیا تھا' اب جبکہ وہ ضرور ہی کسی دوسری عورت کو اپنا بنانے کے بارے میں سوچ رہا ہوگا' اس کا خیال بار بار اس چاقو کی طرف جا رہا تھا۔

اس وقت رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا جب گردن کھسکتی ہوئی اپنے جھونپڑے سے باہر نکلی۔ اس نے چوبیس گھنٹے سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا پھر بھی اسے بھوک نہیں محسوس ہو رہی تھی۔ حسد اور نفرت کے جذبے میں دوسرے سبھی احساس دب گئے تھے۔ گردن دھیرے دھیرے کر کے اس بھیڑ کے پاس پہنچ گئی جو ستون سے بندھے آدمی کے گرد جمع تھی۔

"اوہ۔ تو یہ قیدی کو تکلیفیں پہنچانے جا رہے ہیں۔ انھیں اسے تکلیف میں دیکھ کر کس قدر خوشی حاصل ہوگی۔" گردن نے سوچتے ہوئے اپنے پنجے کے بل کھڑے ہو کر ایک عورت کے شانے کے اوپر سے قیدی کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ عورت نے گھوم کر اس کی طرف دیکھا اور اسے پہچان کر مسکرائی۔

"تور اُس عورت کے آدمی کو موت کی تکلیف میں دیکھ کر بہت خوش ہوگا۔ جسے کل وہ اپنی عورت بنانے جا رہا ہے" عورت نے اس پر طنز کیا۔

گردن نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس زمانے میں اپنے دل کے جذبات کا اظہار کرنا اچھی بات نہیں سمجھی جاتی تھی۔ وہ اس عورت پر یہ ظاہر کرنے کے مقابلے میں مر جانا زیادہ پسند کرتی کہ اسے اس کی باتوں سے کسقدر تکلیف پہنچی ہے۔

"اسی وجہ سے وہ بہت ناراض ہے!" اسے تکلیف پہنچانے والی نے پھر کہا۔ "تم نے اس سے اس کی خوشیاں چھیننی چاہی تھی!"

عورت کے اس جملے کو سنتے ہی گردن کے ذہن میں یکایک ایک نیا خیال آ گیا ۔ اوہ، اگر قیدی فرار ہونے میں کامیاب ہو جائے تو تور پاگل ہو اٹھے گا ۔ اسی طرح سردار اسکارب بھی، جس نے تور کو حکم دیا تھا کہ اسے مارے اور اپنے لئے دوسری عورت کا انتخاب کرے ۔

گردن نے ایک بار پھر اپنے کو پنجوں کے بل اٹھایا اور غور سے ستون سے بندھے ہوئے آدمی کو دیکھنے لگی ۔ روشن ہونے والی آگ اب اس کے خد و خال کو پوری طرح اجاگر کرنے لگی تھی ۔ وہ اس طرح نظر آ رہا تھا جیسے سورج کی روشنی میں کھڑا ہو ۔ وہ بہت ہی خوبصورت نوجوان تھا ۔ اس کے مقابلے کا خوبصورت جوان اور کوئی قبیلے میں موجود نہیں تھا ۔ گردن کی سیاہ آنکھوں میں خوشی کی ایک تیز چمک پیدا ہو گئی ۔ کاش اسے اسی طرح کا کوئی جوان مل جائے اور وہ اس کے ساتھ فرار ہو جائے ۔ تو اس طرح تور سے اس کا انتقام پورا ہو جائے گا ۔ اور اگر وہ بھی آدمی ہو تو ..... تو پھر تور اور اسکارب دونوں سے اس کا انتقام پورا ہو جائے گا ۔ لیکن یہ ناممکن تھا ۔ وہ آدمی چند گھنٹوں کے اندر مرنے والا تھا ۔

گردن گاؤں میں ادھر ادھر گھومنے لگی ۔ اسے ان لوگوں سے اس قدر نفرت محسوس ہو رہی تھی کہ اس کے لئے وہاں کھڑا رہنا مشکل ہو رہا تھا ۔ وہ ایک زخمی شیرنی کی طرح ادھر ادھر گھومتی رہی ۔ کبھی کبھی کوئی عورت مل جاتی تو وہ اس پر طنز کئے بغیر نہ رہتی جس سے گردن کا غصہ کچھ اور ہی تیز ہو جاتا ۔ لیکن وہ خاموش ہی رہتی ۔

کیا ہمیشہ ہی ایسا رہے گا ۔ وہ ان لوگوں سے کس قدر نفرت کرتی ہے ۔ ان میں سے ہر ایک سے ۔ جب وہ اپنی جھونپڑے کے پاس سے گذری تو اسے اپنے بچے کے رونے کی آواز صاف سنائی دی ۔ وہ قریب اسے فراموش ہی کر

بیٹھی تھی۔ وہ لپک کر اندر پہنچی اور اسے اس جگہ سے اٹھایا جہاں وہ اود بلاؤ اور لومڑی کی کھال پر لیٹا ہوا تھا۔

یہ تور کا بیٹا تھا — اس کے آدمی کا بیٹا۔ اب وہ اپنے باپ کی شکل کا ہوتا جارہا تھا۔ تور کو اس بچے پر کتنا فخر ہے — اس خیال کے آتے ہی گردن کے ذہن نے یکا یک پلٹا کھایا۔ اس نے بچے کو ہاتھ کی لمبائی پر رکھ کر دھیان سے اس کے خدوخال کا جائزہ لینا شروع کیا۔

اس وقت تور کو کس قدر تکلیف پہنچے گی جب اس کے پہلے بیٹے کو کوئی تکلیف پہنچے گی — گردن نے قریب قریب اس بچے کو اس کے کھالوں کے بستر پر پھینک دیا اور جھونپڑے سے باہر نکل آئی۔

وہ قریب نصف گھنٹے تک ادھر ادھر گھومتی رہی۔ اس کے ذہن میں مختلف قسم کے خیالات آرہے تھے۔ وہ ایک درجن بار اس آگ کے پاس پہنچی جس میں ایک زندہ انسان لکڑی کے ستون سے بندھا ہوا بھن رہا تھا۔ ابھی تک آگ نے اسے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا تھا لیکن اس تکلیف کا اسے احساس دلا دیا تھا جو اسے آگے چل کر برداشت کرنی تھی۔

یکایک اس کا سامنا تور سے ہوگیا اور آپ ہی آپ اس کے ہاتھ انجانے انداز میں اٹھ گئے۔ تور بالکل اس کے سامنے سے آیا تھا۔ اس نے ٹھہر کر چند ثانیے اس کی طرف دیکھا اور پھر غراتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا۔ جو پوری طاقت سے گردن کے چہرے پر پڑا۔

"ہٹ جاؤ میرے آگے سے عورت!" وہ غرایا اور آگے بڑھ گیا۔

عورتوں کے گروہ نے جو پاس ہی موجود تھا یہ دیکھا۔ وہ اپنی بہن کی اس حالت پر قہقہہ مار کر ہنسیں — لیکن ہمیں ان کے بارے میں کوئی بری رائے نہیں قائم کرنا

چلے ہیں۔ ہمیں تہذیب یافتہ بنانے میں بے شمار زمانوں کا ہاتھ ہے۔

گردن غصّے سے کانپی لیکن پھر ٹھنڈی ہو گئی۔ یہ غصہ نفرت کی وجہ سے تھا اور ٹھنڈا اس لئے ہوا تھا کہ وہ ایک فیصلے پر پہنچ گئی تھی۔ وہ گھوم کر تیزی سے اس جھونپڑے کی طرف چل پڑی جہاں اس کا بچہ پڑا ہوا تھا۔ اس نے اسے وہیں پڑے پایا۔ وہ تور کا بچہ تھا۔ تور اس سے پیار کرتا تھا۔ اس نے بچّے کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا اور چند ثانئے تک اس کے ملائم گالوں پر اپنے گال رکھے رہی۔ پھر ــــ خدا اسے معاف کرے۔ اس نے جو کچھ بھی کیا وہ بیان سے باہر ہے۔

اس معصوم ڈھیر کو فرش پر ڈال کر گردن جھونپڑے سے نکل کر باہر پہنچی۔ وہ بہت گھبرائی ہوئی سی تھی۔ اس کے سیاہ بال اس کے چہرے اور شانے پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ بھاگتی ہوئی اس بھیڑ کے پاس چلی گئی جو اپنے شکار کو تکلیف میں چیختے چلاتے دیکھنے کی خواہش رکھتے تھے۔ لیکن لو نے ابھی تک ان کی یہ خواہش پوری نہیں کی تھی۔ اس کے منہ سے ایک بھی آواز نہیں نکلی تھی اور نہ ہی اس نے اپنے چہرے سے کسی قسم کی تکلیف کا اظہار ہونے دیا تھا۔ حالانکہ گرمی سے اب اسے سخت تکلیف محسوس ہونا شروع ہو گئی تھی لیکن اس نے اپنے کسی بھی اعضاء کے حرکت سے یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ کسی قسم کی تکلیف محسوس کر رہا ہے۔

گردن چند ثانئے تک لو کو دیکھتی رہی۔ تور اور اسکارب پر یہ ظاہر ہونے کے بعد کہ اس نے کیا کیا ہے اس کا بھی یہی حال ہونے والا تھا۔ کیونکہ ایک مرد بچہ بہت مقدس سمجھا جاتا تھا۔

اب گردن کے ذہن میں دوسری بات چکر لگا رہی تھی۔ وہ کس طرح اسکارب سے انتقام لے سکتی ہے۔ اسے اس آدمی کے ساتھ بھاگنے کا خیال آیا لیکن یہ ایک ناممکن سی بات تھی کیونکہ وہاں چاروں طرف اسکے قبیلے کے لوگ پھیلے ہوئے تھے۔

گردن گھوم کر گاؤں کے مخالف سمت کو چلدی اور جھونپڑوں کے عقبی حصے کی طرف نکل گئی۔ اس جگہ کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ یہاں تک کہ آگ روشن رکھنے والی لڑکیاں بھی۔ وہ بھی قیدی کی تکلیفوں کو دیکھنے کے لئے اپنے فرض کو بھول کر ادھر ہی چلی گئی تھیں۔ گردن نے ایک شاخ اٹھائی جو اس لکڑی کے ڈھیر میں رکھی تھی جسے جلایا جاتا تھا اور اس سے پیٹ پیٹ کر دو جگہ کی آگ اس طرح بجھادی کہ ایک راستہ سا بن گیا بس سے جنگلی درندے بڑی آسانی سے اندر آسکتے تھے۔ پھر وہ دوڑتی ہوئی تماشہ دیکھنے والی بھیڑ کی طرف چلی۔

پھر جب وہ ان کے قریب پہنچنے لگی تو زور زور سے چیخنے لگی۔ جن جن لوگوں نے اس کی آواز سنی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"زور!" وہ چیخی! "آگ ایک جگہ بجھ گئی ہے اور چار زور اندر آگئے ہیں۔ وہ بچوں کو کھا رہے ہیں!" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے عقب کے ایک دور کے حصے کی طرف اشارہ کیا!

فوراً ہی تمام لوگ جھونپڑوں کی طرف دوڑ پڑے۔ سب سے آگے مرد تھے اور ان کے پیچھے عورتیں اور بچے۔ ستون سے بندھے شکار کے پاس کوئی بھی نہیں رہ گیا۔ جیسے ہی تمام لوگوں کی پشت قیدی کی طرف ہوئی گردن آگ کو پھاند کر قیدی کے پاس پہنچ گئی۔

نو نے اس عورت کو دیکھتے ہی شناخت کر لیا۔ اس نے اس کے ہاتھ کا چاقو بھی دیکھا۔ گذشتہ رات اس نے نو کو مار ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اب شائد وہ اپنا انتقام پورا کرنے آئی تھی۔۔۔ نو نے سوچا آگ میں دھیرے دھیرے بھن کر مرنے سے یہ موت اچھی ہے۔۔

لیکن گردن کے چاقو نے نو کے جسم کو مس نہیں کیا۔ اس کے بجائے اس نے

جلدی جلدی ان چمڑے کے تسموں کو کاٹنا شروع کر دیا جس نے نو کو ستون سے باندھ رکھا تھا۔ آخری تسمہ کاٹنے کے بعد عورت نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"آؤ" وہ بولی "ان کے واپس آنے سے پہلے نکل چلو۔ گاؤں میں کوئی بھی زور نہیں آیا ہے۔"

نو اس سے کچھ پوچھنے یا اس کا ارادہ معلوم کرنے کے لئے نہیں ٹھہرا۔ وہ کچھ قدم شرابیوں کی طرح لڑکھڑاتا ہوا چلا کیونکہ بندھنوں نے اس کے ہاتھ پیر کے خون کی گردش روک دی تھی۔ لیکن گردن اسے کچھ سہارا دیکر اور کچھ گھسیٹ کر آگ سے باہر لے جانے میں کامیاب ہو گئی۔ وہاں سے وہ درندوں سے محفوظ رکھنے والے آگ کے حصار کے پاس اور پھر وہاں سے گذر کر اس اندھیرے میں جس نے سمندر کے سمت کے حصے کو اپنے میں چھپا رکھا تھا۔

نو جیسے جیسے چلتا گیا اس کی رگوں میں خون کی گردش بھی بڑھتی گئی اور جب وہ پانی کے قریب پہنچا تو پھر ہمیشہ کی طرح چاق و چوبند نظر آ رہا تھا۔

اس جگہ گردن اسے ایک کشتی کے پاس لے گئی۔

"جلدی کرو" وہ ایک کشتی کو دھکیلتی ہوئی بولی "وہ جلد ہی آ جائیں گے اور پھر ہم دونوں کو بھی مرنا پڑے گا۔"

اب گاؤں کی طرف سے غصے سے چیخنے چلانے کی آوازیں ان کے کانوں تک پہنچنی شروع ہو گئیں تھیں اور آگ کی روشنی میں نظر آ رہا تھا کہ گاؤں والے اس آگ کے گرد دوڑتے پھر رہے ہیں جس کے درمیان کے ستون میں نو بندھا ہوا تھا۔ کشتی آگے بڑھ کر اب ایک لہر کے ساتھ گہرائی کی طرف جا رہی تھی۔ گردن اس پر سوار ہو چکی تھی اور اب نو اس کی جگہ پر ایک سرے کو پکڑے ہوئے پانی کی طرف جا رہا تھا۔ یکایک اسے گاؤں کی طرف سے ایسی چیخیں آتی سنائی دیں جو پہلے سے بہت مختلف تھیں۔ پہلے کی چیخیں غصے

کی تھیں لیکن اب وہ جنگ کی وحشیانہ چیخیں تھیں۔ حالانکہ وہ کافی فاصلے پر تھے پھر بھی نو اور گردن کو یہ نظر آرہا تھا کہ کشتی سازوں کے گاؤں میں لڑائی ہو رہی ہے۔ اس کا کیا مطلب تھا۔

"وہ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے ہیں۔" گردن نے کہا۔ "اور جب تک کہ وہ لڑیں ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم ان سے جس قدر دور پہنچ سکتے ہیں پہنچ جائیں۔ تاکہ دن کی روشنی ہونے تک ہم انھیں کہیں بھی نظر نہ آسکیں۔"

لیکن نو وہاں سے فرار ہونے کے لیے اس قدر بیتاب نہیں تھا۔ وہ اس لڑائی کی وجہ جاننا چاہتا تھا۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی تھی کس طرح اسقدر میل ملاپ سے رہنے والے لوگ ایک دوسرے سے مقابلہ زن ہو سکتے تھے۔ اس کے علاوہ اسے گاؤں میں آدمیوں کی تعداد بھی پہلے کے مقابلے میں کچھ زیادہ نظر آرہی تھی۔ اس کا کیا مطلب تھا۔ غار میں رہنے والے کے لیے اس کا صرف ایک ہی مطلب تھا کہ دشمنوں نے اس گاؤں والوں پر حملہ کر دیا ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ اس وقت تک اس جگہ ٹھہرے جب تک کہ اسے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ حملہ آور کون ہیں۔

لیکن گردن وہاں ٹھہرنا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے چپوا اٹھا لیا اور تیزی سے اسے چلانے لگی۔

"ٹھہرو۔" نو نے کہا لیکن عورت نے اس بات پر زور دیا کہ انھیں جلدی کرنی چاہیے ورنہ وہ پھر نہ بچ سکیں گے۔

وہ ابھی بحث ہی کر رہے تھے کہ گردن نے آگے جھک کر کنارے کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ دیکھو۔" وہ چیخی۔ "ان لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے۔ وہ ہمارے تعاقب میں آرہے ہیں۔"

نو نے اس طرف دیکھا جدھر اس نے اشارہ کیا تھا۔ واقعی انھیں دو سائے دوڑتے ہوئے نظر آئے۔ وہ دونوں کنارے پر آتے ہی ایک کشتی پر سوار ہوئے اور تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ نو کو اب فرار ہی سب سے بہتر راستہ نظر آیا۔ اس نے چپو اٹھایا اور تیزی سے کشتی کو سمندر میں آگے بڑھانے لگا۔

"ہمیں تھوڑا سا ایک طرف گھوم جانا چاہئے تاکہ ان کے راستے میں ہم نہ آسکیں"۔ عورت نے پھسپھسا کر کہا۔

نو نے اپنے سر کو جنبش دی۔

"ہم شمال کی طرف چلیں گے جہاں میری زمین ہے"۔ اس نے کہا۔

گردن خاموش رہی۔ اس کے لئے شمال جنوب دونوں ہی برابر تھے۔ اس کی زندگی ختم ہو چکی تھی۔ اب اس کے لئے خوشیاں نہیں رہ گئی تھیں۔ اس کا خیال بار بار جھونپڑے کے اندر اود بلاؤ اور لومڑی کی کھالوں پر پڑے اس معصوم بچے کی طرف چلا جاتا تھا جسے وہ وہاں ہلاک کر کے چھوڑ آئی تھی۔

کچھ دیر تک وہ خاموشی سے چپو چلاتے رہے اور کنارے سے دور جاتے رہے اپنے عقب میں کبھی کبھی انھیں ایک سیاہ دھبہ سا نظر آجاتا تھا جو بلاشبہ وہ کشتی تھی جو ان کے تعاقب میں روانہ ہوئی تھی۔

"تم نے مجھے کیوں بچایا"۔ آخر نو نے دریافت کیا۔

"اس لئے کہ میں تو رے سے نفرت کرنے لگی ہوں"۔ عورت نے جواب دیا۔

نو پھر خاموش ہو کر سوچنے لگے۔ لیکن وہ گردن کے بارے میں نہیں سوچ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں وہ تمام باتیں چکر لگا رہی تھیں جو ناطل کے ساتھ پیش آسکتی تھیں۔ کیا وہ ان کشتی سازوں کے پنجوں سے نجات حاصل کر کے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ کیا وہ اپنے قبیلے تک محفوظ پہنچ گئی ہوگی۔ کیا اسے معلوم

ہو گیا تھا کہ اس جھونپڑی میں داخل ہونے والا نو تھا۔ جہاں وہ فرش پر پڑی تھی اور جسے اسے نو رسے بچایا تھا۔ اس بارے میں اس کا خیال تھا کہ وہ اس کے بارے میں نہیں جان سکی تھی۔ کیونکہ اگر وہ واقف ہو گئی ہوتی تو بھاگنے کے بجائے وہیں موجود رہ کر مقابلے کے درمیان اس کی مدد کرتی۔

یکایک گرون نے اس کے خیالوں کی رو توڑ دی۔ وہ کشتی کے عقبی حصے کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ نو نے دیکھا ان سے قریب پچاس گز کی دوری پر ایک دوسری کشتی آ رہی تھی۔

"جلدی کرو۔" گرون پھسپھسائی۔ "وہ ہم سے قریب ہوتے جا رہے ہیں اور ہمارے پاس میرے چاقو کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔"

نو نے جھک کر اپنے چپو کو تیزی سے چلانا شروع کر دیا اور سمندر میں آگے کشتی پھسلنے لگی۔ اس کا موقع نہیں تھا کہ تعاقب کرنے والوں کی نگاہ سے بچکر وہ شمال کی سمت جانے کی کوشش کرتا۔ ان کے درمیان اتنا فاصلہ نہیں تھا کہ ان کی نظر میں آئے بغیر کسی اور طرف جایا جا سکتا اس لیے وہ کشتی کو آگے ہی آگے بڑھاتا گیا۔

رات آدھی سے زیادہ گزر گئی اور وہ اس کوشش میں مصروف رہے کہ اپنی کشتی کو تعاقب کرنے والوں سے دور لے جائیں۔ وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو رہے تھے۔ یہ صاف ظاہر تھا کیونکہ دونوں کشتیوں کا درمیانی فاصلہ برابر بڑھتا جا رہا تھا۔ جب وہ کشتی پوری طرح نظروں سے اوجھل ہو گئی تو نو نے کشتی کو شمال کی جانب موڑنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ابھی اس نے مشکل سے ہی کشتی کا رخ موڑا تھا کہ ایک تیز لہر انھیں اپنے سامنے اٹھتی دکھائی دی۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ دونوں ہی چکرا گئے۔ آخر وہ کہاں پہنچ گئے۔ وہ سمندر میں سیدھا سفر کرتے رہے تھے اور

اب انھیں ایسی آواز سنائی دے رہی تھی جیسی آواز اس وقت پیدا ہوتی ہے جب سمندر کی لہر خشکی سے ٹکراتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ آگے زمین موجود تھی۔ اب واپس ہونے کا مطلب تھا ان سے سامنا جو ان کے تعاقب میں آرہے تھے۔ اور نو ان کا سامنا کرنے کی خواہش نہیں رکھتا تھا۔ اگر نو مسلح ہوتا تو وہ ان دو آدمیوں سے مقابلہ کرنے میں کبھی نہ جھجکتا جو برابر کشتی پر اسکے تعاقب میں لگے ہوئے تھے۔ لیکن صرف ایک چاقو اور دو لکڑی کے چپوؤں سے مقابلہ کرنا مشکل کام تھا۔

دونوں نے اپنی پوری قوت لگا کر آخر کشتی کو اس بڑی لہر کے اوپر پہنچا دیا جو انھیں اپنے ساتھ ہی کنارے کی ریت تک لے گئی۔ پھر وہ کشتی سے کود کر اتے اور دور گھسیٹ کر لے گئے کہ کوئی بہت بڑی لہر اسے اپنے ساتھ بہا نہ لے جائے۔

وہ کہاں ہیں۔ نو نے اس کا کچھ کچھ اندازہ لگا لیا کہ وہ پھر اس زمین پر پہنچ گیا ہے جہاں اس نے ناطل کو دیکھا تھا جسے ایک کشتی ساز اس کی آنکھوں کے سامنے پکڑ کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور جہاں سے وہ خود بھی بہت ہی تھوڑے وقت پہلے بچ کر گیا تھا۔

لیکن نو کا یہ خیال صحیح نہیں تھا حقیقت میں یہ چپو چلاتے ہوئے وہ رات کے اندھیرے میں اس جگہ واقع سب سے بڑے جزیرے پر پہنچ گئے تھے۔ جو اس جزیرے سے کئی میل کے فاصلے پر شمال مشرق میں واقع تھا جس پر پہلی بار نو نے قدم رکھا تھا۔

لیکن اس سے فرق کیا پڑتا تھا۔ جیسا پہلا تھا ویسا ہی دوسرا بھی۔ دونوں ہی پراسرار زمین سے تعلق رکھتے تھے۔ جن کے بارے مشہور تھا کہ وہاں خطرناک پرواز کرنے والے جانور اور خوفناک قسم کے آدمی بستے ہیں۔

اور نو کے پاس مقابلہ کرنے کے لئے کوئی اسلحہ نہیں تھا۔

نو کچھ فکرمند ہو گیا تھا لیکن مایوس نہیں ہوا تھا۔ اس نے عورت کی طرف

گھوم کر دریافت نہیں کیا۔" اب کیا کیا جائے۔" اس میں خود اعتمادی تھی۔ اسکے ماحول نے اسے سکھایا تھا کہ خطرے میں گھس کر ہی انسان آگے بڑھ سکتا ہے۔ کسی بھی حالت میں گھبرانا یا مایوس ہونا اس نے سیکھا ہی نہیں تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو بہت پہلے اسکا اس زمین سے نشان مٹ چکا ہوتا۔ لیکن نو کا بیٹا نو ایک ایسے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا جسکی قسمت میں تباہی نہیں لکھی تھی۔ وہ اس بات کو اچھی طرح جانتا تھا کہ کس وقت مقابلہ کرنا چاہئے اور کس وقت فرار اختیار کرنا چاہئے۔ اس وقت بھی ایسی بات نہیں تھی جو فرار کی سمت اسے مائل کرتی۔ وہ صرف ایک ایسا محفوظ مقام اس وقت حاصل کرنا چاہتا تھا جہاں وہ چھپ سکے۔ اس نے گردن کو کلائی سے پکڑ لیا۔

"آؤ" اس نے کہا۔ "ہمیں کوئی غار یا درخت کو تلاش کر لینا چاہئے جو ہمیں صبح کی روشنی پھیلنے تک پناہ دے سکے۔"

"دیکھو" اس نے سمندر کی سمت اٹھنے والی لہروں کی طرف اشارہ کیا۔

نو نے دیکھا اور اسے ایک بڑی لہر پر ایک کشتی کا سایہ نظر آیا۔ جس پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تیزی سے چپو چلا رہے تھے۔ ایک نظر دیکھنا ہی کافی تھا۔ تعاقب کرنے والے اسکے قریب پہنچ رہے تھے۔ نو اب بھی گردن کی کلائی پکڑے ہوئے ساحل کے اندھیرے حصے کیطرف لپکا۔ عورت تیزی سے اسکیساتھ دوڑ رہی تھی۔

نو کو اس پر سخت حیرت ہوئی کہ ایک عورت کیوں اپنے قبیلے والوں سے اسے بچانے کیلئے اسکے ساتھ اتنی تیزی سے دوڑ رہی ہے۔ ایکبار اس نے پھر اس سے وہی سوال کیا جو پہلے وہ دریافت کر چکا تھا اور گردن نے جواب بھی دیا تھا۔

"آخر تم مجھے اپنے قبیلے کے لوگوں سے کیوں بچانا چاہتی ہو" اس نے پوچھا۔

"میں تمھیں ان سے بچانا نہیں چاہتی" عورت نے جواب دیا۔ "میں صرف تور کو پاگل بنانا چاہتی ہوں اور کچھ نہیں۔ وہ سمجھے گا کہ میں تمہارے ساتھ ہم آغوشی کرنے کیلئے فرار ہو گئی ہوں۔ جب وہ یہ سوچنے لگے گا تو تم مر بھی جاؤ تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہو گی۔ مجھے تم سے بھی نفرت ہے لیکن اتنی نہیں جسقدر تور سے۔"

~~~~~~~~
~~~~~~~~

گیارہواں باب

نگہبان

نوگردن کا ہاتھ پکڑے ہوئے رات کے اندھیرے میں اس جنگل کی طرف بھاگتا رہا جو کچھ فاصلے پر واقع تھا۔ یکایک اس کے ہونٹوں پر یہ سوچکر مسکراہٹ آگئی کہ تور کیا سوچ رہا ہوگا۔ اور ساتھ ہی گردن کی باتوں پر بھی جو اس نے صاف صاف کہدی تھیں۔

لیکن اب نو محافظ تھا۔ وہ اس عورت کو چھوڑ سکتا تھا کہ چاہے جہاں چلی جائے۔ اس نے اس سے صاف صاف کہدیا تھا کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتی ہے۔ اس کے الفاظ یہ تھے "میں تم سے بھی نفرت کرتی ہوں لیکن اتنا نہیں جسقدر تور سے!"

لیکن گردن کو چھوڑنے کا خیال اس کے ذہن میں ایک لمحے کے لئے بھی نہیں آیا۔ وہ ایک عورت تھی۔ اس نے نو کی زندگی بچائی تھی۔ اس کی اس خدمت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔

نو نے اندھیرے میں ایک بڑے درخت کو تلاش کر لیا۔ سب سے پہلے وہ یہ دیکھنے کے لئے اوپر چڑھا کہ کوئی خطرناک دشمن اس پر موجود تو نہیں ہے۔ اسکے بعد اس نے پھر اتر کر گردن کو سہارا دیکر اوپر چڑھایا اور خود بھی اوپر پہنچ گیا۔ اب اس جگہ وہ دن کی روشنی پھیلنے تک بہت ہی آرام سے رہ سکتے تھے۔ کیونکہ رات کے وقت جنگل میں غیر مسلح ہو کر گھومنا اپنے کو موت کے منہ میں دھکیلنے کے برابر تھا۔

نو درخت پر سونے کا عادی تھا۔ اسکے آدمی اس وقت ایسا کرتے تھے جب وہ کہیں روانہ ہوتے تھے اور رات ہو جاتی تھی۔ یا پھر کسی شکار کے تعاقب میں جب جاتے تھے اور واپسی پر اپنے غار تک نہیں پہنچ پاتے تھے تو رات کو درختوں پر ہی بسیرا کرتے تھے۔ لیکن گردن کو آج تک کبھی درخت پر سونے کا موقع نہیں ملا تھا۔ وہ اس طرح درخت کی موٹی شاخ سے چپک گئی کہ اس حالت میں نیند کا آنا دشوار تھا۔

نو نے بتایا کہ کسطرح اپنے سر کے نیچے ایک ہاتھ رکھ کر اور پشت کو ڈال سے لگا کر وہ آرام سے لیٹے ہوئے سو سکتی ہے۔ لیکن اس پر بھی اسکا یہ خوف دور نہیں ہوا کہ کہیں وہ سوتے میں نیچے نہ لڑھک جائے۔ آخر نو نے اسے سہارا دینے کے لئے ایک ہاتھ اسکے گرد ڈال دیا اور اس طرح وہ اپنے دشمن کے شانے کو اپنا تکیہ بنا کر سر رکھ کر سو گئی۔

جس وقت وہ بیدار ہوئے سورج کافی اوپر آچکا تھا۔ سب سے پہلے گردن نے آنکھ کھولی۔ ایک لمحے تو وہ اپنے گرد کے ماحول کو دیکھ کر حیرت زدہ رہی ــ وہ کہاں ہے۔ اس کا سر کس شے کو تکیہ بنائے ہے۔ اس نے اپنی نظریں گھمائیں۔ اس کی نظر نو کے خوبصورت خد و خال پر پڑیں۔ دھیرے دھیرے اسے گذری باتیں یاد آنے لگیں۔ اس نے محسوس کیا کہ اس مرد کا ہاتھ اب بھی اسکے گرد اسے مضبوطی سے پکڑے ہوا ہے تاکہ وہ گر نہ سکے۔

یہ اس کا دشمن تھا ــ سکے قبیلے کے آدمیوں کا دشمن۔ اس نے اسوقت نو کو ایک نئی نظر سے دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے نئے دن کی روشنی اپنے ساتھ اسکے لئے

نئے خیالات بھی لائی تھی۔ اس میں تو شبہ نہیں وہ مرد بہت ہی خوبصورت تھا۔ مردانہ وقار اور طاقت کا مالک بھی۔ گردن نے خوابیدہ سی ہو کر اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنے سر کو اس کے شانے پر کچھ اور زیادہ لڑھک جانے دیا۔ لیکن یکایک اسے کچھ اور باتیں بھی یاد آ گئیں۔ اس کی آنکھوں کے سامنے وہ معصوم ڈھیر آ گیا جسے وہ لومڑی اور راود بلاؤ کی کھال پر چھوڑ کر آئی تھی۔

ایک لمبی سانس لیتے ہوئے جو فریب قریب چیخ کے برابر تھی گردن اٹھ کر سیدھی بیٹھ گئی۔ اس کی اس حرکت نے ٹو کو بیدار کر دیا۔ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں عورت کی طرف دیکھا اور پھر اسکے گرد سے اپنا ہاتھ نکالتے ہوئے اٹھکر ڈال پر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"پہلے ہمیں کھانا اور اسلحہ تلاش کرنا ہے" اس نے کہا۔" اس کے بعد ہم اپنے دیس کی طرف واپس جائیں گے۔ چلو"

اس کی تیز نظروں نے نیچے کی زمین کا جائزہ لے لیا تھا۔ اس جگہ کوئی بھی شکاری درندہ موجود نہیں تھا۔ ٹو نے عورت کو سہارا دیکر درخت سے نیچے اتارا اور خود بھی کود کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس جگہ پھل وافر مقدار میں موجود تھے جس نے ان کی بھوک کی انتہا کو مٹائی۔ اسکے بعد ٹو اسے اندرونی حصے کے اونچی زمین کی طرف لے گیا۔ اس امید میں کہ شائد وہاں اسے سخت لکڑی مل جائے جس سے وہ اپنے لئے بھالا بنا سکے۔ اس وقت اس کے ذہن میں تھا کہ وہ لکڑی کو نوکیلی کرکے آگ کی آنچ سے سخت کرے گا اور اس وقت تک اسے بھالے کے طور پر استعمال کرے گا جب تک کہ اسے سخت پتھر کا وہ ٹکڑا نہیں مل جائے گا جس سے بھالے کی نوک وہ لوگ بناتے تھے۔

وہ آگے ہی آگے بڑھتے رہے۔ اس نے سمندر کے کنارے پھیلی ہوئی پہاڑی اور اسکے آس پاس کی زمین کو دیکھ ڈالا لیکن اسے ایسی سیدھی اور سخت لکڑی نہ مل سکی جسکی ٹو کو تلاش تھی۔ اور نہ ہی اس قسم کا پتھر ہی اسے کہیں نظر آیا جس سے وہ اپنے بھالے

کی نوک بنانے میں کامیاب ہو سکتا یا کلہاڑا اور چاقو ہی بنا لیتا۔

اب وہ ایک پہاڑی کے اوپر کھڑے تھے جس کے دوسری سمت نیچے وادی میں جنگل پھیلا ہوا نظر آرہا تھا۔ نو نے اسی طرف قدم بڑھایا کہ ممکن ہے اس جگہ اسے وہ لکڑی مل جائے جسکی اسے تلاش ہے۔ وہ نیچے اترتے ہوئے آخر ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں سے ڈھلان سیدھی ہو گئی تھی اور قریب دو سو گز نیچے پہاڑی کے دامن میں وہ جنگل تھا جہاں نو کو پہنچنا تھا۔

کچھ دیر تک وہ اس نامانوس منظر کو دیکھتے رہے۔ اس جگہ جنگل ہونے کے باوجود بھی کافی کھلی ہوئی زمین نظر آرہی تھی۔ وہ جنگل قریب ایک میل آگے تک پھیلا ہوا تھا جسکے بعد پھر دور کی پھیلی پہاڑیوں کی ہلکی سی لائن نظر آرہی تھی۔

"ہمیں اترنا چاہیے" نو نے کہتے ہوئے بیٹھ کر اس سیدھی جگہ سے اترنے کے لئے اپنا پیر نیچے لٹکایا۔

گردن خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئی۔

"تم گر جاؤ گے" وہ چیخی "ہمیں کوئی دوسرا اور آسان راستہ نیچے اترنے کے لئے تلاش کرنا چاہیے"

نو اسکی طرف دیکھکر مسکرایا۔

"اس سے آسان راستہ اور کون ہو سکتا ہے" اس نے پوچھا۔

گردن نے جھک کر آگے دیکھا تو اسے معلوم ہوا جیسے وہ ایک چٹانی دیوار کے اوپر کھڑی ہوئی ہے۔ جس میں جگہ جگہ دراڑیں ہیں۔ کہیں کہیں پر چٹانوں کے ٹکڑے باہر نکلے ہیں اور مختلف مقاموں پر سخت جڑوں والی جھاڑیوں نے اپنا سر باہر نکال رکھا ہے۔ باہر نکلی ہوئی چٹانوں پر اوپر سے لڑھکے ہوئے چھوٹے بڑے پتھروں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ان پر پیر پڑتے ہی وہ پھسل کر اپنے ساتھ اس آدمی کو بھی لڑھکا

کر نیچے لے جا سکتے تھے اور اس کا خاتمہ کر سکتے تھے۔ لو نے دیکھا کہ گردن ہچکچا رہی ہے۔

"آؤ" اس نے کہا "میرے ساتھ رہتے ہوئے تمھیں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔"

گردن نے اسکی طرف تعریفی نظروں سے دیکھا کہ وہ کس قدر باہمت نوجوان ہے۔ ایسی تعریفی نظروں سے جس سے اسے اپنے کسی دشمن کو نہیں دیکھنا چاہئے تھا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے لو نے اس سے سچ بات ہی کہی ہے "میرے ساتھ رہتے ہوئے تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔" وہ اس باہر نکلی ہوئی چٹان پر بیٹھ گئی اور اپنے پیر کو نیچے لٹکا لیا۔ لو نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ایک بازو پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹتے ہوئے اسے اپنے پہلو میں لے لیا۔ وہ اس جگہ اس چٹان سے کسطرح چپکا ہوا تھا وہ اس کا اندازہ نہ لگا سکی۔ نیچے اترتے ہوئے وہ کہیں نہ کہیں پر ہاتھ سے کچھ پکڑ لے اور پیر کو ٹکانے کی جگہ تلاش کر ہی لیتا تھا اور اس طرح آسانی سے اتر رہا تھا جس پر گردن کو سخت حیرت ہو رہی تھی۔ اس سے بہت پیشتر کہ وہ نیچے پہنچتے گردن کا بھی خوف دور ہو گیا اور اب وہ خود بھی جڑوں، دراڑوں اور باہر نکلے پتھروں کے ٹکڑوں کا سہارا لیتی ہوئی لو کے ساتھ نیچے اتر رہی تھی۔ اور جب وہ پہاڑی کے دامن میں محفوظ پہنچ گئے —— جہاں اوپر سے لڑھکے ہوئے چھوٹے بڑے پتھروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ گردن نے اپنے دشمن پر ایک بار پھر تعریفی نظریں ڈالیں۔ وہ دماغی طور پر اسکا موازنہ تورا اسکارب اور قبیلے کے دوسرے لوگوں سے کرنے لگی۔ لیکن کوئی بھی اسکے برابر کا نظر نہیں آیا۔ نہ جانے کیوں اسکا سر فخر سے کچھ اونچا ہو گیا۔ اسکی جگہ کوئی بھی عورت ہوتی تو یہی کرتی۔

"ہمارے تعاقب میں آنے والے اس جگہ تک نہیں پہنچ سکیں گے" وہ بولی۔ "مجھے اس پہاڑی میں جہاں تک نظر جاتی ہے کوئی درہ بھی نظر نہیں آ رہا ہے" اس نے اس چٹانی گھیرے کے داہنے بائیں نظریں دوڑائیں۔

"میں تو یہ بھول ہی گیا تھا کہ ہمارے تعاقب میں وہ لوگ آ رہے ہوں گے" لو نے

کہا! لیکن جب مجھے اپنے بھالے کے لئے لکڑی اور کلہاڑے کے لئے پتھر مل جائے گا تو ان کے آنے کا مجھے ذرا بھی خوف نہ رہے گا۔ نو کا بیٹا تو انھیں خوش آمدید کہے گا۔"

پہاڑی کے دامن میں پڑے ہوئے ملبے پر سے گزرتے ہوئے وہ ایسی زمین پر پہنچ گئے جہاں کی زمین پر گھاس اُگی ہوئی تھی ۔ وہاں سے جنگل تک جانے کا راستہ صاف تھا۔ انھوں نے جنگل کی سمت کا ابھی نصف راستہ ہی طے کیا تھا کہ انھیں بھاری جسموں کے حرکت کی آواز سنائی دی اور پھر انھیں جنگل سے ایک ارورچ بیل کا سر باہر نکلتا دکھائی دیا۔ پھر اس کے بعد دوسرا اور پھر تیسرا اور پھر کئی۔ وہ انھیں اپنے راستے میں دیکھ کر ٹھہر گئے۔ بیل ڈکارنے لگے اور گائیں آنکھ پھاڑ پھاڑ کر پیچھے گھوم گھوم کر دیکھنے لگیں۔

ان کے سامنے کھانے کے لئے گوشت موجود تھا۔ لیکن شکار کرنے کیلئے صرف ایک عورت کا چاقو ہی موجود تھا۔ نو نے گردن کے چاقو کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"تم پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو جاؤ۔ کہیں یہ حملہ نہ کر بیٹھیں۔ میں ان سے ایک چھوٹے جانور کو شکار کروں گا!"

گردن نو کے کہنے کے مطابق پیچھے ہٹنے والی تھی اور نو شکار کے لئے داہنی طرف گھوم کر آگے بڑھنے والا تھا کہ انھیں ان ارورچ کے داہنے بائیں سے کئی آدمی نکلکر سامنے آتے نظر آئے۔ وہ انھیں جانوروں کے کھال کی پوشش میں تھے جو ان کے ساتھ تھے اور بھالے اور کلہاڑے سے مسلح تھے۔ نو اور گردن کو دیکھتے ہی ان لوگوں کے منہ سے ایک تیز سی چیخ نکلی اور وہ ان دونوں کی طرف دوڑ پڑے۔ نو غیر مسلح تھا اس لئے اس نے فرار ہی مناسب سمجھا۔ اس نے گردن کا ہاتھ پکڑ لیا اور تیزی سے پہاڑی کی طرف بھاگا۔ ان کے پیچھے گلہ بان لگے رہے جو چیخ رہے تھے اور اپنے دشمن کو للکار رہے تھے۔ انھوں نے اپنے خیال سے اپنے دشمن کو پھانس لیا تھا سامنے

پہاڑی ان کے دشمن کا راستہ روکنے کے لیے کھڑی تھی اور وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ اس جگہ پہنچ کر بھاگنے والے ضرور ہی ٹھہریں گے اور پھر وہ ان کا آسانی سے خاتمہ کر سکیں گے۔

لیکن وہ پہاڑوں پر رہنے والے لوگ نہیں تھے۔ انھیں نو کے پھرتیلے پن کا علم نہیں تھا۔ اگر انھیں علم ہوتا تو انھوں نے کبھی اپنی رفتار دھیمی نہ کی ہوتی۔ جیسا کہ انھوں نے کیا تھا۔ اور نہ ہی داہنے بائیں پھیل گئے ہوتے کہ دشمن کترا کر نہ نکل جائے۔ پہاڑی کے نیچے پڑے ہوئے پتھروں کے پاس سے گزرتے ہوئے نو اور گرون چٹانی دیوار کے پاس پہنچ گئے جہاں گلہ بانوں کے خیال کے مطابق انھیں ٹھہر جانا چاہیے تھا۔ لیکن وہ اس جگہ بھی نہیں ٹھہرے۔ سامنے کی دیوار جیسی سیدھی چٹان پر اچھل کر نو نے اپنا قدم جمایا اور پھر اپنے ساتھ ہی اس عورت کو بھی کھینچتا ہوا اوپر چڑھنے لگا۔ یہ دیکھ کر گلہ بانوں کے منہ سے غصّے کی ایک تیز چیخ نکلی۔ ایسی بات انھوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ یہ ان کے لیے ناممکن تھا پھر بھی ان کی آنکھوں کے سامنے ایک مرد ایک عورت کو اپنے ساتھ لیے اس چڑھائی پر آگے قدم بڑھا رہا تھا جس پر چڑھا نہیں جا سکتا تھا۔

گلہ بان ایک نئے جوش کے ساتھ پھر تیزی سے پہاڑی کی طرف دوڑنے لگے لیکن جس وقت وہ اس کے دامن میں پہنچے نو اور گرون ان کے ہاتھوں کی پہنچ سے بہت دور جا چکے تھے۔ نو نے ایک لمحے کے لیے پیچھے گھوم کر دیکھا۔ اسے معلوم ہوا کہ ابھی وہ ان کے اسلحوں کی مار سے دور نہیں ہوا ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک ڈھیلے پتھر کو اکھاڑا اور اسے سب سے نزدیکی آدمی کی طرف پھینک دیا جو اپنا بھالے والا ہاتھ اٹھا رہا تھا۔ پتھر اسکی پیشانی سے آکر ٹکرایا اور وہ ایک ڈھیر کی صورت میں لڑھک گیا۔

اسکے بعد نو نے پھر اوپر چڑھنا شروع کیا۔ پھر اس سے پہلے کہ گلہ بان اپنی

حیرت پر قابو پا سکتے تو گردن کو لیکر ان کے بھائیوں کی مار سے دور پہنچ چکا تھا۔ اسکے بعد وہ ایک باہر نکلی ہوئی چٹان پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور گردن کو بھی اپنے پہلو میں بٹھانے کے بعد نیچے کھڑے ہوئے آدمیوں کے لئے بے عزتی کے الفاظ استعمال کرنے لگا اور پتھر پھینک پھینک کر انھیں مارنے لگا۔ یہاں تک کہ گلہ بان وہاں سے بھاگ کر کچھ فاصلے پر جانے پر مجبور ہو گئے تاکہ نو کے پھینکے ہوئے پتھروں سے محفوظ رہ سکیں۔

گلہ بانوں نے ان تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی۔ یہ بات صاف ظاہر تھی کہ وہ گردن کا بھی مقابلہ پہاڑی کی چڑھائی میں نہیں کر سکتے تھے۔ اگر نو کے پاس صرف کلہاڑا ہی موجود ہوتا تو وہ نیچے اتر کر ان سب کا تنہا مقابلہ کرنے کو تیار ہو جاتا۔

گردن ــ جو نو کے پہلو میں بیٹھی تھی حیرت زدہ تھی ــ حیرت زدہ سے بھی زیادہ کہ اس دشمن نے اسے بچانے کے لئے کسقدر خطرہ مول لیا تھا۔ کیونکہ پہاڑی کے دامن میں پہنچتے ہی نو یہ بھول گیا تھا کہ وہ اسکے قبیلے کی عورت نہیں ہے اور یہ کہ وہ اسی کی طرح پہاڑی پر نہیں چڑھ سکتی۔ اسی لئے وہ کچھ دور تک اکیلے ہی اوپر چڑھ گیا تھا جب اسے معلوم ہوا تھا کہ گردن ابھی نیچے ہی ہاتھ پیر چلا رہی ہے اور چڑھنے میں کامیاب نہیں ہو پا رہی ہے۔ پھر وہ دشمنوں کو اپنی طرف آتے دیکھتے ہوئے بھی اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر نیچے اترا تھا اور اسے اپنے ساتھ لیکر اوپر چڑھا تھا۔

عورت نے اسکے کسرتی سے بدن کو چور نظروں سے دیکھا۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے جذبات ایک نئی کروٹ لے رہے ہیں۔ نو اب اس کا دشمن نہیں تھا۔ اس نے اس کی جان بچائی تھی۔ اور اب وہ اسے ایک ایسے محافظ کی صورت میں دیکھ رہی تھی جیسا کہ اس نے پہلے کبھی تور کو دیکھا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ اب اسے نو پر ہی ہر بات کا بھروسہ کرنا پڑے گا ــ وہی اس کے لئے کھانے کا انتظام کر سکتا تھا اور اس کی حفاظت کر سکتا تھا۔ اس سے پہلے اسے کبھی اپنے مرد کے علاوہ کسی اور

کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی ۔ مگر ۔ اس نے کچھ لجائی نظروں سے
نو کی طرف دیکھا ۔ اوہ کتنا شاندار ۔ وہ اس کے لئے بن سکتا ہے ۔ اور بنے گا
کیوں نہیں ۔ وہ دونوں اپنے اپنے قبیلے سے الگ ہو کر تنہا رہ گئے ہیں اور شاید پھر کبھی
اپنے قبیلے والوں سے نہ مل سکیں ۔ گرون کے دل میں خواہش ابھری کہ کاش وہ کبھی
اپنے قبیلے والوں سے نہ ملیں ۔ پھر وہ سوچنے لگی کہ نو کیا سوچ رہا ہوگا ۔

ظاہری طور پر نو گلہ بانوں کے لئے بے عزتی کے الفاظ استعمال کرنے اور ان کی
طرف پتھر پھینکنے میں دلچسپی لے رہا تھا ۔ لیکن اس کا ذہن بہت تیزی سے فرار حاصل
کرنے کا پلان بنا رہا تھا ۔ کیوں ۔ صرف اس لئے کہ وہ اپنی زمین اور اپنے باپ کے
لوگوں کے درمیان پہنچنے کے لئے بیتاب تھا ۔ اگر گرون کی جگہ کوئی دوسری عورت اسکے
ساتھ ہوتی تو نو نے خوشی سے اپنی ساری زندگی اس جزیرے پر گذارنا منظور کر لی ہوتی ۔
اس کے ذہن میں ناطل تھی ۔ جس کی جگہ کوئی اور عورت نہیں لے سکتی تھی ۔ وہ
پلان بنا رہا تھا کہ جلد سے جلد اپنی زمین پر پہنچ جائے تاکہ پھر سے تا کی بیٹی کی تلاش میں
روانہ ہو سکے ۔

گلہ بان قریب ایک گھنٹے تک جنگل کے پاس کھلی جگہ پر موجود رہے ۔ پھر یہ دیکھتے
ہوئے کہ وہ ان پہاڑی پر بیٹھنے والوں تک پہنچنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے تھے ۔
انھوں نے اپنے بکھرے ہوئے جانوروں کو جمع کیا اور جنگل میں اس سمت جا کر غائب
ہو گئے جدھر سے آئے تھے ۔ نصف گھنٹے بعد نو بھی نیچے اترا کیونکہ اس نے وہاں پہاڑی
میں ایک غار دیکھ لیا تھا ۔ اس جگہ اس نے گرون کو یہ کہتے ہوئے چھوڑ دیا کہ وہ کھانے
پینے کی چیزیں تلاش کرنے جا رہا ہے ۔ اور چونکہ گلہ بانوں کا سامنا ہو جائے پر وہ تنہا
رہتے ہوئے آسانی سے بھاگ سکے گا اس لئے اسے اپنے ساتھ نہیں لے جا رہا ہے ۔

کچھ دیر بعد وہ کھانے کے لئے پھل اور پانی لے کر واپس آیا ۔ پانی وہ اس چھاگل

میں لایا تھا جو ہمیشہ اس کی پیٹی سے بندھی رہتی تھی۔ اسے گلہ بان نظر نہیں آئے تھے۔ نہ ہی اسے بھالے کے لئے لکڑی ملی تھی اور نہ ہی وہ پتھر جس سے وہ اپنے لئے کلہاڑا بنا سکتا۔

"لیکن ایک دوسرا راستہ اور ہے" اس نے اپنے ساتھ کی عورت کو اس وقت بتایا جب وہ غار کے دہانے پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے "اروچ کو ہانکنے والے اپنے ساتھ بھالا کلہاڑا اور چاقو لئے ہوئے تھے۔ سب سے آسان یہ ہوگا کہ میں ان کا تعاقب کروں اور ان کے اسلحے کو حاصل کر کے اسے اپنا بنا لوں۔ تم یہیں ٹھہرو گروں۔ لو انکے تعاقب میں جا کر اسلحہ لائے گا اور سب سے تندرست جانور کا گوشت بھی اس کے بعد ہم دشمنوں سے بے خوف ہو کر ساحل کی طرف چلیں گے جہاں سے کشتی پر ہم لو کی زمین کی طرف جائیں گے۔ وہ ہمارا خوش ہو کر استقبال کریں گے کیونکہ میرا باپ لو قبیلے کا سردار ہے جب اسے یہ معلوم ہوگا کہ تم نے میری جان بچائی تھی تو سب ہی تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔

یہ کہنے کے بعد لو نیچے اترا اور کھلے حصے کو پار کرنے کے بعد جنگل کے اندھیرے میں پہنچ کر گروں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

کچھ دیر تک تو اسے گلہ بانوں کی بو کا پتہ نہیں چلا لیکن آخر میں وہ اسے پانے میں کامیاب ہو ہی گیا اور وہ اس کے سہارے جنگل کے مخالف سمت کو بڑھنے لگا۔ لو بہت ہی ہوشیاری سے اپنے تمام حواس کو بیدار کئے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا کہ کسی آدمی یا جنگلی درندے سے اس کا سامنا نہ ہو جائے۔ ہر وہ جاندار شے جو سامنے آتی وہ دشمن کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ کبھی کبھی ٹھہر کر وہ کچھ سنتے اور نتھنے اٹھا کر سونگھنے کی کوشش کرنے لگتا۔ دو بار اسے مجبور ہو کر درختوں پر چڑھ کر آگے بڑھنا پڑا کیونکہ زمین پر رہتے ہوئے کسی جنگلی درندے کا سامنا ہو جانے کا خطرہ تھا لیکن جب وہ ان کے پاس سے گذر جاتا تھا تو پھر زمین پر اتر کر بو تلاش کرنے کے بعد آگے بڑھنے لگتا تھا۔

گلہ بانوں کا یہ تعاقب لو کو جنگل کے دوسرے سرے پر لے گیا جہاں اسے ایک

ایسا حسین منظر دیکھنے کو ملا جیسا کہ آج تک اس کی آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مغرب کی طرف جھکنے والا سورج اپنے نیچے کی وادی کو پوری طرح روشن کئے ہوئے تھا۔ کیونکہ جنگل ایک ایسے مقام پر ختم ہو جاتا تھا جہاں نشیبی حصہ شروع ہو جاتا تھا جس جگہ یہ نشیب جا کر ختم ہوتا تھا وہاں سے ایک جھیل کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا جو قریب ایک میل تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے کنارے ہری ہری گھاس پھیلی ہوئی تھی۔

اسی جھیل کے اوپر کئی عجیب طرح کی تعمیر نظر آ رہی تھی۔ جو تیرتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ وہ انسانوں کی بنائی ہوئی تھی اس میں نو کو ذرا بھی شبہ نہیں تھا۔ حالانکہ اس نے اس طرح کی تعمیر پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی اور نہ تصور ہی میں اس کے بارے میں سوچا تھا۔ اسے اس نے اپنے انداز میں غار ہی سمجھا جیسا کہ کشتی سازوں کے جھونپڑوں کو بھی اس نے عجیب طرح کا غار سمجھا تھا۔ وہ تعمیر آدمی کی تھی۔ اس پر اسے اس وجہ سے یقین ہوا تھا کہ اسے وہاں آدمی چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ ان پتلے پتلے بنائے ہوئے راستوں یا پلوں پر جو اس چھپر دار تعمیر کو جھیل کے اوپر ایک دوسرے سے ملاتے تھے۔ انھیں پتلے اور لمبے پلوں پر وہ اپنے ادریج ہنکاتے ہوئے جا رہے تھے۔ شائد وہ انھیں رات کو درندوں سے محفوظ رکھنے کیلئے باڑوں میں بند کرنے کے لئے جا رہے تھے۔

نو اندھیرا ہونے تک اس تیرتے گاؤں اور گاؤں والوں کی حرکتوں کو دلچسپ نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر رات کے اندھیرے کا سہارا لیکر وہ نشیب میں اترتے ہوئے جھیل کے کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کام میں اس نے راہ میں آنے والی ہر جھاڑی ہر چٹان اور ہر درخت کو اپنے چھپانے کا سہارا بنایا اور آخر میں پانی کے کنارے پہنچ کر سرکنڈوں کی ایک جھاڑی کی آڑ میں چھپ گیا۔ اس

جگہ سے وہ سرکنڈوں کو ہاتھوں سے ہٹاکر پورے تیرتے ہوئے گاؤں کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا اور اس پر کسی کی نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔ اب چاند نکل آیا تھا اور اس کی روشنی میں ہر شے صاف نظر آ رہی تھی۔ نو کو جھیل کے کنارے پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ رہنے کی وہ جگہ پانی میں تیر نہیں رہی ہے۔ اسے پانی میں لکڑی کے ستون نظر آئے وہ رہنے کی جگہ انھیں ستونوں پر ٹکی ہوئی تھیں۔ اس نے مرد عورتوں اور بچوں کو ایک ایسے پلیٹ فارم پر جمع ہوتے دیکھا جو کئی تعمیروں کے گھیرے میں تھا۔ اس نے کئی تعمیروں کے سامنے آگ روشن ہوتی دیکھی۔ یہ آگ مٹی کی تہوں پر جلائی گئی تھی تاکہ نیچے کے بانسوں کو آگ نہ جلا سکے۔ نو کے نتھنوں میں گوشت پکنے کی بو پہنچنے لگی اور اس وقت اس کے منہ میں پانی بھر آیا جب اس نے جھیل میں رہنے والوں کو اوپر کے بھنے ہوئے گوشت کو نوچ نوچ کر کھاتے دیکھا۔ ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جن کے پاس سیب تھے۔ وہ اسے کھول کر اندر کا حصہ کچا ہی کھا کر اس کے سخت خول کو پانی میں پھینکتے جا رہے تھے۔

لیکن سخت بھوک کے باوجود نو کی سب سے بڑی خواہش اس بھالے کلہاڑے اور تیز چاقو کو حاصل کرنے کی تھی جو اس آدمی کے پاس نظر آ رہی تھی، جو سب سے نزدیکی پل پر پہرا دیتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ نو کی آنکھیں بار بار اسی پر جا کر جم جاتی تھیں اس نے گاؤں والوں کو کھانا کھا کر بیکار کی چیزیں پانی میں پھینکتے دیکھا اور پھر وہ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ بچے ادھر ادھر گھومنے لگے۔ جوان مرد اور عورتیں ٹہلتے ہوئے گاؤں کے اندھیرے حصے کی طرف چلے گئے اور چھپ چھپا کر باتیں کرنے لگے۔ زیادہ عمر کے لوگ اونچی آوازوں میں اپنے گذشتہ کارناموں کا ذکر کرنے لگے۔ نوجوان مائیں ایک جگہ بیٹھ کر اپنے بچوں کو دودھ پلاتے ہوئے دھیرے دھیرے باتیں کرنے لگیں اور بوڑھی عورتیں جن کے بال سفید ہو رہے تھے۔ لیکن اب بھی جوانوں کی طرح

چاق وچوبند تھیں کیونکہ اس دور میں زندہ رہنے کے لئے اس کی بہت سخت ضرورت تھی۔ وہ بڑے بچوں کی دیکھ بھال میں مصروف ہوگئیں اور گھر کے دوسرے کام دیکھنے لگیں۔

رات کچھ اور آگے بڑھی تو بچوں کو ان کے کھال کے اندر بھرے گھاس والے بستر پر لٹا دیا گیا۔ اس کے بعد قریب نصف گھنٹے تک زیادہ عمر والے وہاں اور رہے اسکے بعد دو دو تین تین کر کے وہ اپنے اپنے جھونپڑوں کے اندر جانے لگے۔ پھر گاؤں پر گہرا سناٹا چھا گیا اور نواب بھی جھیل کے کنارے سرکنڈوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اور سب سے نزدیکی پہریدار پر اپنی نظریں جمائے ہوا تھا۔ کبھی کبھی وہ پہریدار اس آگ میں لکڑی ڈالنے کے لئے آجاتا تھا جو اس پل کے اختتام پر جھیل کے کنارے جل رہی تھی جہاں سے گاؤں تک پہنچا جاسکتا تھا۔ یہ آگ اس لئے روشن کی گئی تھی کہ کوئی درندہ رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھا کر پل کو پار کرتے ہوئے گاؤں تک نہ پہنچ جائے۔ وہ آگ اسقدر تیز جل رہی تھی کہ درندہ کیا کوئی بھی چھوٹی سے چھوٹی شے بھی پہریدار کی نظر میں آئے بغیر اس جگہ سے نہیں گذر سکتی تھی۔

نو سوچ رہا تھا وہ کس طرح پہریدار کی نظر میں آئے بغیر اس تک پہنچ سکتا ہے آگ کے پاس سے دوڑ کر گذرتے ہوئے اس کے پاس پہنچنے کی کوشش کرنا پاگل پن تھا کیونکہ اس میں پہریدار کو اتنا موقع مل سکتا تھا کہ وہ آواز دیکر پورے گاؤں والوں کو خبردار کردے۔

ایک دوسرا راستہ پانی کا تھا۔ لیکن اس میں بھی کچھ کم خطرہ نہیں تھا۔ جھیل کے شفاف پانی میں چاند کی روشنی میں تیرنے والے کو گاؤں کا کوئی بھی آدمی بہت ہی آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ پل کے قریب ایک جگہ پر اندھیرا تھا۔ اگر وہ اس جگہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا تو بہت آسانی سے پل پر چڑھ کر پہریدار کے پاس

پہنچ سکتا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ دوسروں کو خبردار کرتا وہ اس پر قابو بھی پا سکتا تھا۔ لیکن اس اندھیرے مقام تک پہنچنے کے لئے بھی بہت بڑا خطرہ لینا پڑتا اس لئے نوخاموش بیٹھا رہا۔ کسی ایسے موقع کے انتظار میں جو اسے اس جگہ تک پہنچنے میں مدد دے سکتا۔

حقیقت تو یہ ہے وہ خود بھی اس انجانے پانی میں اترنے سے اس لئے ہچکچا رہا تھا کہ پتہ نہیں اس میں کون کون سے انجان اور خطرناک جانور موجود ہوں۔ لیکن کچھ دیر بعد غار میں رہنے والے کو مجبور ہو کر یہ سوچنا پڑا کہ جو کچھ اسے کرنا ہے وہ جلدی کرے۔ اسکے سامنے اس وقت دو راستے تھے۔ ایک تو جان بوجھ کر اپنے کو موت کے حوالے کر دینا اور دوسرا اپنے کو قسمت کے سہارے چھوڑ کر آگے بڑھنا۔

نو کے کانوں نے اپنے عقب میں بہت ہی ہلکے اور گدیلے پیروں سے ہونے والی آواز کو سنا تھا۔ اس وقت ہوا مخالف سمت کو چل رہی تھی جو ضرور ہی اس کی بو کو جنگل میں گھومنے والے درندوں تک لے گئی تھی۔ اور اب ایک درندہ شاید اس کی بو کو محسوس کر کے دھیرے دھیرے دبے پاؤں اسکی طرف آرہا تھا۔ آپ یا ہیں اس آواز کو کبھی بھی محسوس نہیں کر سکتے تھے کیونکہ ہمارے کان اتنے حساس نہیں کہ وہ جنگل میں ہونے والی مختلف قسم کی آوازوں کے درمیان — بڑی بلیوں کے کھانسنے اور ممیانے، بڑے جانوروں کے چنگھاڑنے، شکار ہونے والے جانوروں کے چیخنے، بیلوں کے ڈکرانے، کیڑوں مکوڑوں کی بھنبھناہٹ اور جھاڑیوں اور لمبی گھاسوں کے درمیان ہوا کے گزرنے کی سرسراہٹ کی آواز۔ ان سب آوازوں کے ہوتے ہوئے بہت ہی مشکل تھا کہ ہم کسی ایک مخصوص آواز کو سن سکتے۔ لیکن نو کے کان ہمارے کان جیسے نہیں تھے۔ اسے نہ صرف یہ معلوم ہو گیا کہ کوئی درندہ اسکی طرف بڑھ رہا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ درندہ ایک طرف چلتے چلتے یکایک اس کی بو پا کر گھوم کر اسکی طرف

بڑھنے لگا تھا۔

نوکو ثبوت میں...... اپنی آنکھوں سے اس درندے کو دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی جو بہت ہی دبے قدموں اس کی طرف اس طرح بڑھ رہا تھا کہ اس کے گدیلے پیروں کی وجہ سے گھاس ہلنے تک کی آواز نہیں ہو رہی تھی۔ وہ تصور میں اسے اپنے کان کھڑے کئے۔ اپنے چپٹے سر کو آگے جھکائے دم کی نوک کو آہستہ سے ہلاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس نے اسے پنجے سمیٹ کر زمین سے چپکتے دیکھا۔ اس نے اپنے داہنے بائیں دیکھا لیکن فرار کا کوئی راستہ اسے نظر نہ آیا۔ سامنے جھیل کا انجان پانی اور عقب میں وہ درندہ ــــ جواب اس پر جست لگانے ہی جا رہا تھا۔

نو نے پہریدار کی طرف دیکھا۔ وہ ابھی ابھی آگ میں لکڑی ڈال کر واپس آیا تھا اور اب پل پر لگے ریلنگ کا سہارا لئے جھکا پانی کو دیکھ رہا تھا۔ یہ کیا ہے ــــ نو کی آنکھیں اندھیرے کو چیر کر پلیٹ فارم کی طرف دیکھنے کی کوشش کر رہی تھیں اس پہرے دار کے عقب میں ایک سایہ نظر آرہا تھا۔ اوہ، وہ ایک عورت تھی جو بہت ہی آہستگی سے بار بار اپنے پیچھے گھوم کر دیکھتے ہوئے پہریدار کی طرف بڑھ رہی تھی۔ پھر ایک ہلکی آواز ہوئی" اور پہریدار نے گھوم کر پیچھے دیکھا اور پھر اس عورت کو دیکھتے ہی اس نے اپنے بازو پھیلا کر اسے اپنی آغوش میں بھر لیا۔

اس کا چہرہ اسکے شانے پر تھا اور اسکی آنکھ ــــ نو کے خیال کے مطابق ــــ ان سرخ بھورے بالوں میں چھپی تھیں جو اس عورت کے شانے پر بکھرے ہوئے تھے اور جو لمبائی میں اس کی کمر تک تھے۔

اور پھر نو کے عقب میں موجود ہونے والے خوفناک گوشت خود درندے نے چھلانگ لگائی۔

بارھواں باب

دھوکا

جس وقت درندے نے چھلانگ لگائی اسی وقت نو نے بھی جھیل کے پانی میں غوطہ لگا دیا۔ اس جگہ پانی گہرا نہیں تھا۔ صرف دو یا تین فٹ پانی تھا پھر بھی نو تہہ سے لگا ہوا اپنے بائیں طرف بڑھنے لگا جدھر پل کے پاس اندھیرا حصہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ درندہ پانی میں اس کا تعاقب نہیں کرے گا۔ اسے سب سے بڑا خطرہ جھیل میں موجود ہونے والے جانوروں سے تھا۔ حالانکہ اسے ہر لمحہ کسی چکنے جسم یا تیز دانتوں والے جانور سے ٹکرانے کا خدشہ محسوس ہو رہا تھا لیکن اس پر کسی نے حملہ نہیں کیا۔

آخر پانی کے نیچے رہتے ہوئے اسکی سانس ختم ہو گئی۔ وہ اپنی پشت کے بل ہو کر

اس طرح دھیرے دھیرے اوپر اٹھا کہ صرف اس کی ناک اور منہ پانی کے اوپر ہو گیا۔ تازی ہوا سے اپنے پھیپھڑوں کو بھرنے کے بعد وہ پھر پانی کے نیچے ہو کر اپنی منزل کی سمت بڑھنے لگا۔ آخر کچھ دیر بعد ۔ جو اس کے لئے ایک زمانے کے برابر تھا ۔ اس کے ہاتھ ایک کھردرے ستون سے ٹکرائے ۔ وہ فوراً پانی کی سطح کے اوپر آگیا۔ یہ دیکھ کر اسے بہت ہی خوشی ہوئی کہ وہ پل کے نیچے ہے اور اس پر پہریدار یا اس کی ساتھی کی نظر نہیں پڑ سکتی۔

اسے اپنے عقب میں کنارے پر درندے کے غرانے کی آواز ہوتی سنائی دے رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں پہریدار نے اس کے پانی میں اترنے کی آواز سن تو نہیں لی اور اب اور چوکسی سے پہرہ دے رہا ہو۔ وہ کافی دیر تک اوپر ہونے والی کسی بھی آواز کو سننے کی کوشش کرتا رہا۔ آخر اسے اوپر سے پھسپھسا کر باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ اس کا مطلب تھا ان لوگوں کو خطرے کا احساس نہیں ہوا تھا اور وہ اب بھی آپس میں محبت کی باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

نو خواہش کرنے لگا کہ وہ جلد ہی اس قصے کو ختم کریں کیونکہ وہ عورت کی موجودگی میں اس جگہ جانے کی کوشش نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ایک گھنٹے تک کمر تک گہرے پانی میں کھڑا انتظار کرتا رہا۔ پھر اسے واپس جانے والے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے اسے اتنا وقت دیا کہ وہ اپنے جھونپڑے تک پہنچ جائے۔ پھر کسی پھرتیلے درندے کی طرح وہ ستون پر چڑھنے لگا یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پل کے فرش تک پہنچ گئے۔ دھیرے دھیرے کرکے اس نے اپنے سر کو اتنا اوپر اٹھایا کہ صرف آنکھوں تک حصہ پل کے فرش سے اوپر ہوا۔

اس سے قریب دس بارہ قدم کی دوری پر پہریدار دھیرے دھیرے کنارے پر جلنے والی آگ کی طرف جا رہا تھا۔ اسکی پشت نو کی طرف تھی اور وہ کنارے اور نو

کے درمیان میں تھا۔ اس سے بہتر موقع اور کیا ہو سکتا تھا۔

غار میں رہنے والا بہت ہی پھرتی اور تیزی سے آواز کئے بغیر اوپر چڑھا اور بے آواز قدموں سے دوڑتا ہوا پہریدار کی طرف لپکا۔ اب وہ آدمی لکڑیوں کے اس ڈھیر کے پاس تھا جسے آگ میں ڈالنے کے لئے ایک جگہ پر رکھا گیا تھا۔ وہ اس ڈھیر میں سے کچھ لکڑیاں اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ نو نے اسے جا لیا۔ اس نے کسی شیر کی طرح اپنے شکار کی پشت پر چھلانگ لگائی۔ اسکے دونوں ہاتھوں نے پہریدار کی گردن جکڑ لی تاکہ اسکے منہ سے مدد بلانے کے لئے چیخ نہ نکل سکے اور اسکے دانت اسکی گردن کی پشت پر دھنس گئے تاکہ پہریدار آسانی سے اپنے کو اس کی گرفت سے نہ چھڑا سکے۔

پہریدار — جس پر پشت کی طرف سے اچانک یہ حملہ ہوا تھا — گھبرا کر اپنے عقب میں موجود ہونے والے دشمن کی طرف گھومنے کے لئے جدوجہد کرنے لگا۔ اس نے اپنی گردن پر دھنسنے والی انگلیوں کو ہٹانا چاہا — اس امید پر کہ صرف ایک لمحے کے لئے بھی وہ ہٹ جائیں گی تو وہ مدد کے لئے آواز دے سکے گا۔ لیکن شکنجے جیسی وہ انگلیاں ڈھیلی نہ ہو سکیں۔ پھر اس نے اپنا داہنا ہاتھ اپنے چاقو کی طرف بڑھایا نو نے پہلے سے ہی اس کی امید کر رکھی تھی۔ اس نے فوراً ہی اپنا داہنا ہاتھ اپنے شکار کی گردن پر سے ہٹایا اور خود بھی اپنا ہاتھ اس طرف بڑھایا۔ نو کا ہاتھ ٹھیک اس وقت اس پہریدار کی کلائی پر پڑا جب اسکے پنجے چاقو کے دستے کو مٹھی میں لے رہے تھے۔ نو نے اس کی کلائی پکڑ لی۔

پھر دو ہاتھوں کی قوت سے چاقو ایک جھٹکے کے ساتھ اوپر اٹھا اور اس کشمکش کا غاز ہوا جو اس لڑائی کا فیصلہ کرنے والی تھی۔ جھیل میں رہنے والا اس کوشش میں مصروف تھا کہ چاقو اپنے اس دشمن کے جسم میں پیوست کرے جو اس کی پشت پر ہے۔ نو اس بات کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کا ہاتھ آگے ہی رہتے ہوئے اوپر اٹھ جائے

چونکہ وہ بھیریار کی پشت پر تھا اور بھیریا اس پر پیچھے کی طرف وار کرنا چاہتا تھا
اس لئے اس کے ہاتھ کے چاقو کا پھل بھی پیچھے ہی کی طرف تھا۔ نونے اس چاقو کے
پوزیشن کو بدلنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ اگر اس وقت چاقو اس کے ہاتھ میں ہوتا
تو اس نے بھی اسی طرح پکڑ رکھا ہوتا۔ داہنے ہاتھ سے چاقو والے ہاتھ کو پکڑ کر جدوجہد
کرتے ہوئے اسکا بایاں ہاتھ اب بھی اپنے دشمن کی گردن دبائے جا رہا تھا۔ دھیرے
دھیرے کر کے نو اپنے دشمن کے چاقو والے ہاتھ کو اوپر لے گیا یہاں تک کہ وہ اس کے
سینے کے اوپر ہو گیا ۔ ۔ ۔ پھر اسکے شانے سے بھی اوپر ۔ اور اس بیچ وہ بھیریار
برابر اس کی کوشش کرتا رہا کہ اپنے عقب کے دشمن پر اس چاقو سے وار کر دے۔
جس وقت چاقو والا ہاتھ بھیریار کے شانے کے اوپر ہو گیا نو نے دھیرے دھیرے
اسے بائیں طرف کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ ٹھیک اسکے دل کے اوپر ہو گیا۔
پھر یکایک نو نے اپنے ہاتھ کو جھٹکے سے پیچھے کی طرف کھینچا۔ چونکہ بھیریا ابھی ہاتھ
پیچھے کی طرف لے جانے کی کوشش کر رہا تھا اس لئے چاقو کا پھل تیزی سے پیچھے کی
طرف ہوا اور نو کے ہاتھ کے سہارے ٹھیک جھیل پر رہنے والے کے دل میں جا کر پیوست
ہو گیا۔

بھیریار بغیر کسی قسم کی آواز کئے اسکے بوجھ کے نیچے ڈھیر ہو کر نیچے لڑھک گیا۔
اس نے ایک تیز جھرجھری لی اور پھر بے حس و حرکت ہو گیا۔ نو اس جگہ صرف اتنا ہی وقت
ٹھہرا جتنا اسے اسکا ہتھیار حاصل کرنے میں لگا اسکے بعد وہ خاموشی سے جھیل کے
کنارے پھیلے ہوئے جنگل کے اندھیرے میں جا کر غائب ہو گیا۔

~~~~~~~~
~~~~~~~~

گردن غار میں تنہا بیٹھی ہوئی اپنے خیالوں میں گم تھی کبھی اپنے مرنے والے بچے کے خیال سے اس پر ایک اداسی سی چھا جاتی اور کبھی تور کے مظالم یاد کرکے وہ غصے سے کانپ اٹھتی۔ وہ بار بار اس کا موازنہ تو سے کرتی اور ہر بار اسکا یہ یقین کچھ اور ہی پختہ ہوتا جاتا کہ جو نئے جذبات اسکے دل میں اجنبی کے لئے پیدا ہو رہے ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ وہ اس اجنبی جنگجو سے پیار کرنے لگی ہے۔ وہ بار بار ان واقعوں کو یاد کر رہی تھی جس میں تو نے اسکے لئے ہمدردی کے جذبات ظاہر کئے تھے۔ اس طرح کے سلوک کی وہ عادی نہیں تھی کیونکہ اس طرح کا سلوک اسکے قبیلے میں مردوں کی کمزوری سمجھی جاتی تھی۔ لیکن گردن جانتی تھی کہ اس طرح کے سلوک سے مردگی کسی بھی کمزوری کا اظہار نہیں ہوتا۔ وہ کافی رات گزرنے تک غار کے دہانے پر بیٹھی اندھیرے کو [illegible] اور اپنے کان کھڑے کرکے واپس آنے والے کی آواز سننے کی کوشش کرتی رہی۔ لیکن جب وہ واپس نہیں آیا تو اس پر ایک طرح کی مایوسی چھانے لگی۔ وہ غیر مسلح حالت میں ایک اجنبی زمین پر اپنے دشمن سے اسلحہ حاصل کرنے گیا تھا۔ ہو سکتا ہے اس وقت تک وہ ہلاک ہی ہو چکا ہو — لیکن گردن کو اس پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ کوئی بھی طاقتور شے اس پر قابو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکی ہوگی۔

صبح ہوتے ہوتے وہ بالکل ہی مایوس ہو گئی اور غار کے اندر جا کر اس گھاس پر لیٹ گئی جسے تو نے بستر کے طور پر استعمال کرنے کے لئے اس جگہ لا کر جمع کیا تھا۔ اسوقت

دن کے کئی گھنٹے گزر چکے تھے جب باہر ہونے والی ایک آواز کو سن کر اس کی آنکھ کھلی۔ یہ چٹان سے بھالے کی لکڑی ٹکرانے کی آواز تھی۔ جیسے کوئی آدمی اوپر چڑھ رہا تھا اور اسکے ساتھ ہی ایک بھالے کی لکڑی چٹانوں سے رگڑ کھاتی ہوئی اوپر آرہی تھی۔

گردن نے جب یہ دیکھا کہ آنے والا کون ہے تو اسکے منہ سے خوشی کی چیخ نکل گئی اور وہ اس سے ملنے کے لئے بیتاب ہو اٹھی۔ نو نے مسکراتے ہوئے اوپر دیکھا اور حاصل کئے ہوئے اسلحوں کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے عورت کے چہرے کے بدلے ہوئے اثرات کو دیکھا۔ خوش آمدید کی مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر لئے وہ بہت ہی جاذب نظر آرہی تھی۔ نو نے اس سے پیشتر کبھی بھی گردن کے خد و خال پر توجہ نہیں دی تھی لیکن اس وقت اسے یہ محسوس کر کے بہت ہی حیرت ہوئی کہ وہ نہ صرف جوان بھی ہے بلکہ خوبصورت بھی ہے۔ لیکن یہ حیرت اس حیرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھی۔ جب وہ اوپر پہنچا تو گردن نے اس کی گردن میں اپنی باہیں ڈال کر اس سے پیشتر کہ وہ کچھ سمجھ سکتا۔ اس کا منہ چوم لیا۔

نو نے ہنستے ہوئے اسے اپنے سے الگ کیا۔ وہ گردن سے محبت نہیں کرتا تھا۔ اس کا دل ناطل کے لئے تھا اور اس کا ذہن اب واپسی کا پلان بنانے میں مصروف تھا۔ تاکہ اپنی زمین پر پہنچ کر وہ پھر اسکی تلاش میں روانہ ہو سکے جو اس کی عورت بننے والی ہے۔ وہ اب بھی ہنستا ہوا گردن کو غار کے دہانے پر لے گیا۔

”میں کچھ کھانے کی چیزیں لے آیا ہوں“ اس نے کہا ”میں اب کچھ دیر تک سوؤنگا۔ بیدار ہونے کے بعد ہم سمندر کی طرف چلیں گے۔ راستے میں ہم شکار بھی کر سکیں گے کیونکہ اب میرے پاس اسلحے موجود ہیں۔ میرے لئے سب سے ضروری اس وقت نیند ہے کیونکہ اگر میں سوؤں گا نہیں تو پھر کسی کام کے قابل نہ رہوں گا۔ میرے سونے کے درمیان تم پہرہ داری کا کام انجام دینا۔“

غار کے اندر پہنچنے کے بعد ایک بار پھر گردن اپنے نئے جذبات کے بہاؤ میں اس سے لپٹ گئی۔ لیکن اس کی باہوں میں رہتے ہوئے بھی نوکو صرف ایک چہرہ نظر آرہا تھا اور وہ تھا ناطل کا چہرہ۔

جب ناطل اور سردار نوکو یہ معلوم ہوا کہ نو آگ کے اندر کے ستون سے بندھا ہوا نہیں ہے تو وہ حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ انھوں نے اس ستون کا بغور جائزہ لیا۔

"یہ ستون جلا نہیں ہے اس لئے یہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ نو جل گیا ہے۔ اور یہ دیکھو۔" اس نے زمین کی طرف اشارہ کیا "وہ بندھن پڑے ہیں جس سے وہ بندھا رہا ہوگا۔"

اس نے ان میں سے ایک کو اٹھا کر معائنہ کیا۔

"اسے کاٹا گیا تھا۔ کسی نے نو کے بیٹے نو کو آکر آزاد کیا تھا۔"

"وہ کون ہو سکتا ہے۔ اور اب کہاں گئے ہوں گے۔" ناطل نے دریافت کیا۔

سردار نو نے اپنا سر ہلایا۔ "میں نہیں جانتا اور نہ ہی یہ جاننے کے لئے یہاں ٹھہر سکتا ہوں۔ کیونکہ میرے آدمی اجنبیوں کا تعاقب کر رہے ہیں اور مجھے ان کے ساتھ ہونا چاہئے۔" یہ کہتے ہوئے سردار نو نے چھلانگ لگا کر آگ کو پار کیا اور ان

لوگوں کے پیچھے دوڑ پڑا جو اجنبیوں کا تعاقب کرتے ہوئے سمندر کی طرف جا رہے تھے۔

لیکن ناطل نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ سب کچھ جانے بغیر اس جگہ سے نہیں جائے گی۔ سردار نوکے جاتے ہی۔ اس نے اپنی توجہ جھونپڑوں کی طرف پھیر دی۔۔

پہلے وہ اسے گاؤں میں تلاش کرے گی اور اگر وہ اسے وہاں نہ ملا تو جنگل میں اور سمندر کے کنارے اسے تلاش کرے گی کیونکہ وہ زیادہ دور نہ گیا ہوگا۔۔ ناطل نے جیسے ہی گاؤں کے جھونپڑوں کو دیکھنا شروع کیا۔ ایک آدمی جو کھالوں کے نیچے پڑا ہوا تھا کسمسایا اور کان لگا کر سننے لگا۔ لڑائی ہوئے کیونکہ سبھی لوگ اس جگہ سے بھاگ گئے تھے اور وہ گاؤں ویران سا معلوم ہو رہا تھا۔ جب اسے کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دی تو اس نے اپنے جسم پر کی کھال پھینکی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ نور تھا جو غار میں رہنے والوں کے بھالے کے ڈر سے ایک جھونپڑی کے اندر گھس کر بستر کے کام میں آنے والی کھالوں کے نیچے چھپ گیا تھا۔

اب جبکہ اسے کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ اس نے اپنے فرار کا بہترین موقع سمجھا۔ وہ جھونپڑے کے دروازے کے پاس پہنچا اور جھانک کر باہر دیکھنے لگا۔ لیکن فوراً ہی پیچھے ہٹ گیا۔ اسے ایک سایہ پاس کے جھونپڑے سے نکلتا نظر آیا تھا۔ وہ کوئی عورت تھی اور وہ اسی جھونپڑے کی طرف آ رہی تھی جس میں وہ خود کو چھپائے ہوا تھا۔ گاؤں کے گرد جلنے والی آگ کی۔ روشنی اس عورت کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ نور نے حیرت و خوشی سے ایک لمبی سانس لی۔ وہ وہی عورت تھی جسے ایک بار اس نے اپنے قابو میں کیا تھا اور جو فرار حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

ناطل تیزی سے جھونپڑے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اسکے خیال سے سبھی جھونپڑے خالی تھے۔ وہ جیسے ہی جھونپڑے کے اندر داخل ہوئی اسے ہلکی روشنی میں دروازے کے پاس ایک آدمی کا سایہ کھڑا نظر آیا۔ اس نے سمجھا وہ اس کے ہی قبیلے کا کوئی

آدمی ہے جو سامان وغیرہ لوٹنے کے لئے وہاں گھسا ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ دشمن کو پوری طرح برباد کئے بغیر ہی لوٹ مار شروع کر دیتے تھے۔

"کون ہو تم؟" اس نے کہا اور پھر جواب کا انتظار کئے بغیر ہی بولی "میں نو کے بیٹے لو کو تلاش کر رہی ہوں۔"

نور نے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا۔

"میں جانتا ہوں وہ کہاں ہے" اس نے کہا "میں اسکاریب کے آدمیوں میں سے ہوں۔ لیکن اگر تم یہ وعدہ کرو کہ جب تمھارے آدمی واپس آئیں گے تو ان سے تم میری حفاظت کرو گی، تو میں تمھیں نو کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔ میرے ساتھی سب فرار ہو گئے ہیں اور جب تک تم میری مدد کرنے کا وعدہ نہیں کرو گی میں ان تک پہنچنے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکوں گا۔

ناطل نے اس کی باتوں پر غور کیا اور جلد ہی فیصلے پر پہنچ گئی۔

"منظور ہے۔"

"تو پھر آؤ۔" نور نے کہا "ہمارے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں رہ گیا ہے۔ وہ جنوب کی سمت سمندر کے کنارے سے کچھ فاصلے پر ایک غار میں پڑا ہے۔ اس کے پیر ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور وہاں کوئی محافظ بھی نہیں ہے۔ اگر ہم جلدی کریں تو وہاں اپنے آدمیوں کے پہنچنے سے پہلے پہنچ سکتے ہیں۔"

نور تیزی سے جھونپڑے کے باہر نکلا اور ناطل اسکے پیچھے چلنے لگی۔ وہ اس بات میں کافی ہوشیاری سے کام لے رہا تھا کہ اس کا چہرہ اس روشنی میں نہ ہونے پائے جو درندوں سے بچنے کے لئے گاؤں کے گرد جل رہی تھی۔ جبکہ ناطل بھی ادھر زیادہ توجہ نہیں دے رہی تھی کیونکہ اسے سب سے زیادہ نو کی فکر تھی۔ وہ آگے آگے چلتے ہوئے نور کے پیچھے چلتی رہی۔ جو ویران گاؤں سے گزر کر اب شمال کی طرف بڑھ رہا تھا۔

انھیں دور ساحل پر ہونے والی جنگ کی آواز آتی سنائی دے رہی تھی۔

تور کے قدم اس طرف بڑھ رہے تھے جہاں اس نے سمندر کے کنارے اپنی کشتی رکھ چھوڑی تھی۔ اس نے بہت ہی آسانی سے اپنی کشتی پالی اور اسے دھکیل کر پانی میں کرنے کے بعد اس پر ناطل کو اٹھا کر سوار کرایا اور خود بھی اس پر سوار ہو گیا۔ پھر ایک بڑی لہر کے اوپر کشتی گہرائی کی طرف جانے لگی۔

تور کے لئے پانی اس کے گھر کے برابر تھا۔ اب وہ کشتی پر ناطل کے سامنے بیٹھا ہوا چپو چلا رہا تھا جبکہ ناطل نے بھی اپنے قدموں کے پاس پڑے ہوئے چپو کو اٹھا لیا تھا۔ حالانکہ اس کے ہاتھ صحیح نہیں پڑ رہے تھے پھر بھی اس سے کشتی کی رفتار میں تو اضافہ ہو ہی رہا تھا۔

تور نے کشتی کا رخ کھلے سمندر کی سمت کر رکھا تھا۔ اس کا ارادہ اس وقت جنوب کی سمت گھوم جانے کا تھا جب وہ کافی دور پہنچ جاتا۔ اس کے بعد دھیرے دھیرے اس وقت تک کشتی کو جنوب کی سمت لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا جب تک کہ صبح نہ ہو جاتی اور اسے اس کے قبیلے والے نہ مل جاتے۔ اسے اس بات کا پورا یقین تھا کہ قبیلے والے بھی جنوب کی سمت ہی فرار اختیار کریں گے۔

یکایک اسے سامنے ایک کشتی کا خاکہ نظر آیا — شاید اس کے آگے اور بھی کشتیاں ہوں اور اس کے قبیلے والے جا رہے ہوں — یہ سوچتے ہوئے وہ اپنی خوش قسمتی پر ناز کرنے لگا۔ اس نے انھیں دو وجہ سے آواز نہیں دی۔ پہلی یہ کہ وہ لڑکی پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ اسے جنوب کی سمت میں واقع غار کی طرف نہیں لے جا رہا ہے — وہ خیالی غار جو اس کی اپنی ایجاد تھی۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اس کی آواز سن کر دشمن اس طرف متوجہ ہو سکتے تھے اور وہ ہو سکتا تھا بچی ہوئی کشتیوں پر سوار ہو کر اس طرف آ جاتے —

پھر اس کے ذہن میں ایک تیسرا خیال بھی آیا۔ کہیں آگے والی کشتی پر دشمن نہ ہوں جو فرار ہونے والوں کو ڈھونڈھ رہے ہوں۔ تور کو اس کا علم نہیں تھا کہ نو کا قبیلہ سفر کرنے کے اس طریقے سے بالکل ہی ناواقف ہے۔ اور یہ کہ انھوں نے خواب میں کسی ایسی شے کو نہیں دیکھا تھا جسے کشتی کہا جا سکتا۔

اس لئے تور خاموشی سے اس کشتی کے پیچھے لگا رہا۔ ناطل یہی سمجھتی رہی کہ وہ غار کافی فاصلے پر ہے۔ وہ اندھیرے کی وجہ سے یہ نہ دیکھ سکی کہ کشتی برابر ساحل سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ پھر کافی وقت گزرنے کے بعد اسے کشتی کے بائیں سمت لہروں کے زمین سے ٹکرانے کی آواز سنائی دی۔ وہ چونک پڑی۔ جنوب کی سمت سفر کرتے ہوئے لہروں کو کشتی کے داہنے طرف کی زمین سے ٹکرانا چاہئے تھا۔

"ہم کہاں آ گئے؟" اس نے پوچھا "یہاں تو زمین بائیں طرف ہے جبکہ اسے داہنی طرف ہونا چاہئے تھا۔"

تور ہنسا۔

"شاید ہم بھٹک گئے ہیں۔" اس نے کہا لیکن اب ناطل سمجھ گئی تھی کہ اسے دھوکا دیا گیا ہے۔ پھر یکایک اسے محسوس ہوا کہ اس مرد کی آواز اس کی کچھ جانی پہچانی سی ہے۔ اس نے وہ آواز کہاں سنی تھی۔ وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ کر اپنے سامنے کے مرد کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"کون ہو تم؟" اس نے پوچھا "اور مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟"

"تم جلدی ہی اپنے آدمی کے پاس پہنچ جاؤ گی۔" تور نے جواب دیا۔ لیکن اس کے لہجے میں چھپا طنز ناطل سے پوشیدہ نہ رہ سکا۔

ناطل خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔ اب وہ چپو نہیں چلا رہی تھی بلکہ جھک کر اس لہر کی طرف دیکھ رہی تھی جو تیزی سے کشتی کی طرف آ رہی تھی۔ یہ کون سی جگہ ہے۔

اس کا ذہن بہت تیزی سے کام کر رہا تھا۔ اس کو اس بات کا اچھی طرح احساس تھا کہ کشتی کا رخ شمال کی سمت نہیں ہوا تھا۔ اس لیے بائیں طرف اس کی اپنی رہنے والی زمین نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کا مطلب تھا لہریں ان جزیروں میں سے کسی کے ساحل پر ٹکرا رہی تھیں جو سمندر کے درمیان میں واقع تھے اور جن کے بارے میں اسے زیادہ علم نہیں تھا۔ یہ خیال ہی اس کے لیے بہت بھیانک تھا۔

ناطل نے موقع کی نزاکت کو ذہن میں رکھتے ہوئے پلان بنانا شروع کیا۔ وہ سمجھتی تھی ۔۔۔ یا اس نے سوچا کہ اسے اس لیے اس جگہ لے آیا گیا کہ اس جگہ وہ قطعی بے یار و مددگار ہو گی۔ اس کے قبیلے کے لوگ اس جگہ تک نہیں آ سکتے تھے اور اس سے کوئی بھی انتقام نہیں لے سکتا تھا۔

نور اب تیزی سے اپنے چپو کو چلا رہا تھا۔ آخر وہ اپنی کشتی کو ایک بڑی لہر پر دھکیلنے میں کامیاب ہو گیا جو اسے اپنے پر لیے تیزی سے کنارے کی طرف جانے لگی۔ پھر جیسے ہی کشتی کا پیندا ریت سے ٹکرایا نور اچھل کر نیچے کودا اور کشتی کو آگے کی طرف کھینچنے لگا جبکہ لہر واپس جانے لگی۔

ناطل بھی اب کشتی سے نیچے اتری۔ اس کے ہاتھ میں اب بھی چپو تھا۔ نور اس کے پاس پہنچنے کے لیے بڑھا۔ اس وقت ناطل نے رات کے اندھیرے کے باوجود اس کا چہرہ دیکھا اور اسے شناخت کر لیا۔ اس نے اسے پکڑنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا۔

"آؤ" اس نے کہا۔ "اپنے آدمی کے ساتھ چلو۔"

ناطل نے بجلی جیسی پھرتی سے اپنے ہاتھ کے چپو کو اوپر اٹھایا اور پھر اسے اپنے سامنے کے آدمی کے سر پر مارا۔ نور خطرے کا احساس کرتے ہوئے اچھل کر پیچھے ہٹا۔ لیکن وہ اس قدر قریب تھا کہ پیچھے ہٹنے کے باوجود بھی چپو کا سرا اس کی

پیشانی سے ٹکرایا۔ اس چوٹ سے اس کا سر چکرا گیا اور چند ثانیے تک وہ شرابیوں کی طرح جھومنے کے بعد ریت پر اوندھے منہ گر پڑا۔ ناطل اسی وقت — جب چپو اس کے دشمن کی پیشانی سے ٹکرایا تھا۔ چپو پھینک کر سمندر کے کنارے پھیلے ہوئے اندھیرے جنگل کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی تھی۔

دوسری بڑی لہر آئی اور ریت پر پڑے تور پر سے گذرتی کچھ دور آگے تک گئی اور پھر جب واپس ہونے لگی تو اپنے ساتھ تور کو بھی بہا کر لے جانے لگی۔ لیکن پانی کی وجہ سے وہ ہوش میں آ گیا تھا اس لئے ہاتھ پیر کو استعمال کر کے زمین کو پکڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ اپنی اس کوشش میں وہ کامیاب ہوا اور لہر اسے کنارے پر ہی چھوڑ کر واپس چلی گئی۔ کوئی دوسری لہر پھر اسے سمندر کی طرف کھینچ کر لے جا سکتی تھی اس لئے وہ اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا لہروں کی پہنچ سے دور پہنچ جانے کی کوشش کرنے لگا۔

اس کے سر میں سخت تکلیف ہو رہی تھی۔ خون چہرے سے بہہ کر اس کے بالدار سینے پر جم رہا تھا۔ وہ اس وقت غصے کی وجہ سے پاگل سا ہو رہا تھا۔ اگر اسوقت اسے ناطل مل جاتی تو اس نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار ڈالا ہوتا۔ لیکن وہ اسے نہیں پا سکا کیونکہ ناطل اس وقت جنگل میں پہنچ کر ایک درخت پر چڑھ کر اپنے کو محفوظ کر چکی تھی۔ اب وہ صبح تک تور سے اس قدر محفوظ تھی جیسے ان کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ قائم ہو گیا ہو۔ اس سے نصف گھنٹے بعد ناطل سے ایک میل کے فاصلے پر اندر کی طرف نوادر گردن ایک دوسرے درخت پر چڑھ رہے تھے۔ اگر ناطل کو اس کا علم ہوتا تو وہ کئی خطروں اور مصیبتوں سے اپنے کو ضرور ہی محفوظ کر لیتی۔

تور کنارے سے اس سمت کو دوڑنے لگا جدھر اس کے خیال میں ناطل گئی

تھی۔ اسے وہ کچھ فاصلے پر نظر آئی۔ اس نے اپنی رفتار اور تیز کر دی۔ جس کی اسے تلاش تھی وہ ایک درخت کے نیچے اس جگہ کھڑی تھی جہاں سے جنگل شروع ہوتا تھا۔ تور اطمینان کی ایک وحشیانہ چیخ کے ساتھ اس کی طرف لپکا۔ جواب میں اسے شیر کی گرج سنائی دی۔ تور پلٹ کر بھاگا۔ وہ شے جسے اس نے ناطل سمجھا تھا حقیقت میں غار میں رہنے والا ایک شیر تھا جو اپنے شکار کے پاس کھڑا تھا۔ یہ تور کی خوش قسمتی تھی کہ وہ درندہ پہلے ہی اپنا پیٹ بھر چکا تھا۔ اسی لیے اس نے تور کا تعاقب نہیں کیا۔ تور آخر میں بحفاظت ایک درخت کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو گیا جس پر کانپتے ہوئے بیٹھ کر اس نے ساری رات گزار دی۔ تور ایک کشتی ساز اور مچھلی پکڑنے والا آدمی تھا۔ وہ نوادر ناطل کے جیسے قبیلے کا فرد نہیں تھا اور نہ ہی درندوں کا شکاری۔ اسی لیے اسے درندوں سے بہت خوف محسوس ہوتا تھا۔

تیرھواں باب

چاپلوسی

اس وقت دن کافی گذر چکا تھا جب ناطل بیدار ہوئی اس نے گھنی پتیوں کے درمیان سے چاروں طرف دیکھا لیکن اسے کہیں بھی تور کا نشان نظر نہیں آیا۔ وہ بہت ہی چوکنی ہو کر نیچے زمین پر اتری۔ اس نے سمندر کے کنارے سے۔ جو زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ دو کشتیاں دیکھیں۔ وہ دوسری کشتی کس کی ہے۔ یقینی طور پر کسی دوسرے کشتی ساز کی۔ اسکا مطلب تھا تور کے علاوہ بھی اس جگہ کچھ اور دشمن موجود تھے۔ اس نے ساحل کیطرف نظر دوڑائی۔ اسے کہیں بھی کوئی انسان یا درندہ نظر نہیں آیا۔ اگر وہ کسیطرح کشتی تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے تو دونوں کشتیوں کو لہروں میں دھکیل کر اور ایک پر خود سوار ہو کر چپو کی مدد سے اس جزیرے سے دور جا سکتی ہے۔ اس طرح اسکے دشمن کے پاس تعاقب کرنے کا کوئی ذریعہ بھی نہ رہ جائے گا۔ اس میں اسے ذرا بھی شبہ نہیں تھا کہ وہ اپنی زمین تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ اس میں وراثتاً اس قدر خود اعتمادی تھی۔

ایک بار پھر اس نے سمندر کے کنارے ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیزی سے نزدیکی کشتی کی سمت دوڑتی ہوئی بڑھی وہاں پہنچ کر وہ اس بھاری شے کو اسکی جگہ سے کھسکانے کی

کوشش کرنے لگی۔ آخر کافی محنت کرنیکے بعد اس نے محسوس کیا کہ اسکا پنڈارا ریت پر پھسل رہا ہے۔ دھیرے دھیرے وہ اسے دھکیلتی اسطرف لے جا رہی تھی جہاں لہر خود ہی اسے زمین پر سے اٹھا لیتی۔ وہ ابھی اس کوشش میں کامیاب ہونے کے قریب پہنچ ہی رہی تھی کہ کسی وجہ سے اسے پلٹ کر دیکھنے پر مجبور ہونا پڑا۔ فرار ہونیکی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا کیونکہ اس نے کچھ فاصلے پر تور کو دیکھا جو دوڑتا ہوا اسی کیطرف آ رہا تھا۔ اگر وہ کسیطرح اس کشتی میں سوار ہو کر سمندر میں پہنچنے میں کامیاب بھی ہو جاتی تو بھی تور دوسری کشتی پر اس تک آسانی سے پہنچ سکتا تھا۔ پانی اسکا گھر تھا اور ناطل کا گھر زمین تھی، غار تھے اور جنگل تھا۔

وہ کشتی کو چھوڑ کر دوبارہ تیزی سے جنگل کیطرف دوڑنے لگی۔ اس سے کوئی دو سو گز کے فاصلے پر اسکے تعاقب میں تور تھا۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ ایک بار جنگل میں پہنچنے کے بعد اسے پکڑنے کیلئے تور سے بھی اچھے آدمی کو کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جنگل میں پہنچتے ہی وہ درختوں کی شاخوں پر اور جہاں یہ ممکن نہیں تھا زمین پر ہو کر آگے بھاگتی رہی۔

وہ تمام دن کھانے پینے کی چیز تلاش کئے بغیر بھاگتی رہی۔ کئی جگہ پہاڑیوں کے دامن میں اور پہاڑی کے اوپر۔ جہاں وہ جنگل سے نکلنے کے بعد پہنچی تھی۔ اس نے برابر اپنے پیچھے اس آدمی کو لگے دیکھا جو اسکے تعاقب میں آ رہا تھا۔ اسوقت رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا جب وہ ایک گہری کھائی کے قریب پہنچ کر رکی۔ وہ کھائی کسقدر گہری تھی اسکا اندازہ وہ نہ لگا سکی کیونکہ نیچے جہاں تک اسکی نظر جاتی تھی اندھیرے کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آتا تھا اب اسے رات کو شکار پر نکلنے والے جانوروں کی آواز بھی سنائی دینے لگی تھی۔ اس نے اپنے ارد گرد ان کی بو محسوس کی اور انکے گرجنے اور غرانے کی آواز بھی سنی۔

وہ چوٹی جسکے کنارے پر پہنچ کر وہ ٹھہری تھی بہت ہی گہرائی تک نیچے چلی گئی تھی۔ اسکا اندازہ اسے ان آوازوں سے اچھی طرح ہو رہا تھا جو نیچے سے آتی سنائی دے رہی تھیں۔

وہ کیا کرے ۔ اس جگہ جہاں وہ کھڑی تھی کوئی درخت بھی موجود نہیں تھا اور اگر تھا بھی تو اسے اندھیرے میں نظر نہیں آ رہا تھا۔

کھلی جگہ پر سونا خطرناک بلکہ اپنے کو موت کے منہ میں ڈالنے کے برابر تھا۔ رات کے اندھیرے میں ایک انجانی چوٹی سے اترنا بھی کم خطرناک نہیں ثابت ہو سکتا تھا۔ ناطل مایوس ہو کر اسی جگہ اپنے پیر لٹکا کر بیٹھ گئی۔ وہ تنہا تھی، ایک عورت تھی اور غیر مسلح ایک اجنبی سرزمین پر تھی۔ اسکے لئے اب یہ امید کرنا کہ وہ پھر اپنے آدمیوں کے درمیان پہنچ سکے گی ایک ناممکن سی بات نظر آ رہی تھی ۔ اور واقعی دشمنوں اور انجانے خطروں کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ کس طرح ان کے پاس پہنچ سکتی تھی۔

اسے بہت زوروں کی بھوک، پیاس لگی ہوئی تھی اور نیند آ رہی تھی بھوک پیاس کے مقابلے میں نیند کا اس پر اس قدر گہرا غلبہ ہو رہا تھا کہ وہ وہیں لیٹنے کا خطرہ مول لینے کو تیار ہو گئی۔ اس نے اپنی کھالوں کی پوشش کو سمیٹا اور وہاں کی سخت کھردری زمین پر لیٹ گئی۔ اس نے اپنی آنکھ بند کر لی اور اسے اور اسے فوراً ہی نیند آ گئی ہوتی اگر اسے کوئی دس بارہ قدم کے فاصلے پر پیدا ہونے والی آواز کا احساس نہ ہو جاتا۔ کوئی شے اس کی طرف آ رہی تھی ۔ کوئی درندہ ۔ اس پر اسے پورا یقین تھا ۔ اب اسے کسی بڑے جانور کی لمبی لمبی سانسوں کی آواز بھی سنائی دینے لگی تھی۔ پھر اس کے نتھنوں میں کھاری بھرکم بلی کی بو پہنچی۔

اب صرف ایک ہی راستہ تھا کہ اس گوشت خور درندے سے بچنے کے لئے اس چوٹی کے نیچے اتر جائے جہاں وہ لیٹی تھی۔ اور ناطل ایسا کرنے میں ہچکچائی بھی نہیں۔ اس نے بہت ہی تیزی سے اپنے کو نیچے کیا اور اس چوٹی کے کنارے کو پکڑ کر لٹک گئی۔ نیچے اس کے پیر ہوا میں جھول رہے تھے۔ اس نے بہت ہی تیزی

سے لیکن بغیر گھبرائے ہوئے تیزی سے اپنے پیر کو ادھر ادھر ہلایا تاکہ اس کو سہارے کے لئے کوئی جگہ مل جائے۔ لیکن وہ اپنی اس کوشش میں ناکامیاب رہی۔

اس کے پیر کسی ایسی جگہ پر نہ ٹک سکے جس کا سہارا لے کر وہ اوپر نیچے اتر سکتی اور اس درندے سے اپنے کو محفوظ رکھ سکتی جو دھیرے دھیرے اس کی طرف آرہا تھا۔ پھر یکایک اس وقت اس کے جسم میں خوف کی ایک تیز لہر دوڑ گئی جب اس نے اس درندے کی گرم گرم سانس اور رال کو ٹپکتے ہوئے اپنے ہاتھ پر اس جگہ محسوس کیا جہاں وہ چوٹی کے کنارے کو پکڑ کر لٹکی ہوئی تھی۔

ایک ہلکی غراہٹ کی آواز اوپر سے آئی۔ شاید وہ درندہ اپنے شکار کے اس عجیب پوزیشن پر حیرت زدہ تھا۔ وہ سوچنے لگی کہ اب وہ جلد ہی جھک کر اس کی کلائی پکڑ لے گا یا پھر اپنے نوکیلے پنجوں کو نیچے کرتے ہوئے اسکی پشت یا سر میں پیوست کر دے گا۔۔ اور اسی وقت اس کا ہاتھ پھسل گیا اور نا طل نیچے کے اندھیرے میں چلی گئی۔

وہ صرف چند فٹ نیچے ہی گری لیکن اس چند فٹ کے گرنے نے اسے بہت ہی خوفزدہ کر دیا تھا۔ لیکن جیسے ہی اس کے پیر ایک باہر نکلی ہوئی پتلی چٹان پر ٹکے اس کا سارا خوف دور ہو گیا۔ اب اسے اس بات کا خوف نہیں رہ گیا تھا کہ درندہ اس تک پہنچ سکے گا۔ ممکنات میں سے یہ تھا کہ اس جگہ تک کسی دوسرے راستے سے پہنچا جا سکتا ہو۔ لیکن اس کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں تھا کہ وہ وہیں ٹھہر کر ہر اس بات کا مقابلہ کرے جو اس کی قسمت میں لکھا ہوا تھا۔ اس نے اوپر سے غصے میں غرانے کی آواز آتی سنی۔ کبھی کبھی وہ درندہ سر نیچے جھکا کر اسے سونگھتا اور پھر اپنے پنجے نیچے کر کے اسے پکڑنے کی کوشش کرتا لیکن وہ ہمیشہ ہی اس سے فٹ ڈیڑھ فٹ دور رہتی۔

ایک گھنٹے تک وہ جنگلی بلی اس تک پہنچنے کے لئے پریشان ہوتی رہی اور پھر مایوس ہو کر دوسرے شکار کو ڈھونڈھنے چلی گئی۔ جھنگھاڑتی اور گرجتی ہوئی۔

ناطل نے اس جگہ کو اپنے داہنے اور بائیں ہاتھ سے ٹٹولا۔ اس چٹان کی سطح چکنی نہیں تھی۔ اس سے اس نے اندازہ لگایا کہ اس جگہ کسی کے قدم نہیں پڑتے رہے ہیں کیونکہ اگر ہوتا تو وہ چٹان چکنی ہوتی۔ اس سے اسے کسی قدر اطمینان حاصل ہوا۔

اب وہ دھیرے دھیرے اس چٹان پر کھسکنے لگی۔ لیکن وہ جتنا کھسکتی اتنا ہی وہ پتلی ہوتی جاتی۔ آخر میں وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ اس جگہ وہ آرام سے نہیں رہ سکے گی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ اب وہ اور نیچے اسوقت تک اترتی جائے گی جب تک اسے ٹھہرنے کے لئے ایک کشادہ جگہ نہ مل جائے گی۔ اس فیصلے پر پہنچنے کے بعد اس نے اپنے کو اس چٹان سے نیچے لٹکایا اور پیر ٹکانے کی کوئی جگہ تلاش کرنے لگی۔ آخر اسے ایک جگہ پیر کو سہارا دینے کے لئے مل گیا اور وہ اس پر ٹھہر کر اور نیچے کی طرف اتری۔ اسی طرح وہ قریب نصف گھنٹے تک نیچے اترتے ہوئے کسی ایسی جگہ کو تلاش کرتی رہی جہاں ٹھہر کر وہ رات گذار سکتی۔ آخر وہ اس طرح نیچے اترتے ہوئے ایک غار کے دہانے تک پہنچنے میں کامیاب ہو ہی گئی۔ کچھ دیر تک وہ خاموش کھڑی کسی آواز کو سننے کی کوشش کرتی رہی۔ اسے اندر سے کسی کے سانس لینے کی آواز آتی نہیں سنائی دی اس بات سے مطمئن ہو کر کہ غار کے اندر کوئی نہیں ہے وہ اندر داخل ہوئی اور دن بھر دوڑنے کی تکان کی وجہ سے سونے

کے لئے لیٹ گئی۔

کسی شے کے چٹان سے رگڑ کھانے کی آواز سے ناطل کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے اپنے کو ایک کہنی پر اٹھایا اور توجہ سے سننے لگی۔ وہ کون سی شے تھی جو اس مخصوص آواز کو پیدا کر رہی تھی۔ اسے اس آواز کو پہچاننے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ یہ آواز بچپن سے اس کی جانی پہچانی تھی۔ یہ بھالے کی لکڑی کی آواز تھی جو چٹان سے رگڑ کھانے کی وجہ سے پیدا ہو رہی تھی۔ وہ سوچنے لگی یہ کون سا نیا خطرہ اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔

وہ دھیرے دھیرے کھسکتی ہوئی غار کے دہانے پر پہنچی۔ اس جگہ سے وہ اپنے داہنے بائیں آسانی سے دیکھ سکتی تھی۔ لیکن وہ اوپر چڑھنے والے کو نہ دیکھ سکی کیونکہ وہ ایک باہر نکلی ہوئی چٹان کی آڑ میں تھا۔ یکایک ناطل چونک پڑی۔ اسے اپنی داہنی طرف قریب پچاس گز کی دوری پر ایک دوسرے غار سے ایک عورت نکلتی نظر آئی۔ وہ جلدی سے پیچھے ہٹ گئی کہ کہیں اس عورت کی نظر اس پر نہ پڑ جائے۔ اس نے اس کے منہ سے خوشی کی ایک تیز چیخ نکلتی سنی۔ اور پھر جب اوپر چڑھنے والا اس عورت کے پاس پہنچا تو خود ناطل کے منہ سے خوشی کی ایک تیز چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ اس نے اس عورت کو اس مرد کے گلے میں باہیں ڈال کر بار بار اس کا منہ چومتے دیکھا۔ وہ مرد نو تھا اور وہ عورت گردن۔ گردن کو اس نے پہچان لیا جس نے اس وقت اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی جب وہ تور کی جھونپڑی میں مقید تھی۔ اس کی تمام خوشیوں پر پانی پھر گیا اور وہ اپنے چہرے کو ہاتھوں

سے چھپاتی ہوئی پیچھے کھسک گئی۔ اس نے ندکی وہ لاپرواہی کی ہنسی نہیں دیکھی جب اس نے گردن کی باہوں کو اپنی گردن سے الگ کیا تھا۔ یہ قسمت کی کسقدر نامہربانی تھی کہ ناطل نے اس وقت اپنے چہرے کو ہاتھوں سے چھپایا تھا جب نونے گردن کو اپنے سے الگ کیا تھا اور اسے لیکر غار کے اندر چلا گیا تھا۔

ناطل اچھل کر کھڑی ہوئی۔ خفت، حسد اور غصے کے آنسو نے اسے اندھا کر دیا تھا۔ اس نے اس چاقو کو مضبوطی سے پکڑ لیا جو اس بیٹی سے لٹک رہا تھا۔ جس وقت وہ غار کے دہانے سے باہر نکلی اسکی آنکھوں سے خون جھلک رہا تھا۔ اس نے چند قدم اس غار کی سمت بڑھائے جس میں نو اور گردن موجود تھے۔ لیکن جب وہ اس کے قریب پہنچی تو یکایک ٹھہر گئی۔ اس کے دلمیں کچھ نئے جذبات ابھر آئے تھے ایک بار پھر اس کی آنکھوں میں گرم گرم آنسو بھر آئے۔ اس بار محبت میں مایوسی کے آنسو۔

اس نے غار کے اندر جانے کی کوشش کی لیکن اس کے وقار نے آگے نہیں بڑھنے دیا۔ پھر مایوس سی واپس ہو کر پہاڑی سے نیچے اترنے لگی۔ وہ جیسے جیسے نیچے اترتی گئی اس کی رفتار تیز ہوتی گئی اور جب وہ نیچے کی سطح زمین پر پہنچی تو کسی ہرن کی طرح بھاگتی ہوئی اپنے غموں کے مقام سے جنگل کی طرف جا رہی تھی۔ جنگل میں پہنچنے کے بعد بھی وہ ان تمام خطرات سے لاپرواہ ہو کر۔ جو راستے میں اس کے سامنے آسکتے تھے۔ وہ تیزی سے آگے ہی آگے بھاگتی رہی۔ جنگل کے اختتام پر وہ ایک ایسے میدان میں جا کر نکلی جو کچھ آگے جا کر ڈھلوان کی صورت میں بدل گیا تھا اس سے

آگے درمیان کی وادی کے بعد اسے پہاڑ کی چوٹیاں کھڑی نظر آرہی تھیں اس نے فیصلہ کیا کہ اس کی پرواہ کئے بغیر آگے کیا ہے وہ آگے ہی آگے بڑھتی جائے گی کیونکہ اس طرح اس کا اٹھا ہوا ہر قدم اسے بے وفا نو اور ذلیل گردن سے دور کرتا جائے گا۔ وہ ایک ایسی جگہ پہنچ جانا چاہتی تھی جہاں اس کے پاس کوئی نہ پہنچ سکے ۔ موت کے بعد بھی۔

وہ ابھی میدانی حصے کا نصف فاصلہ ہی طے کر پائی تھی کہ نشیب سے ایک اردچ بیل نے اپنا سر اوپر اٹھایا۔ وہ اپنے سامنے ایک عورت کو دیکھ کر ٹھہر گیا۔ اس نے اپنے سر کو نیچے کیا اور ڈکرایا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دوسرے نے اپنے سر کو اوپر ابھارا۔ عام طور سے اردچ ایک غیر نقصان دہ جانور تھے اور اسی وقت مقابلہ کرتے تھے جب انھیں خود کو محفوظ رکھنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ لیکن کبھی کبھی کوئی بیل اکھڑ مزاج کے ہو جایا کرتے تھے جو آدمی کو غیر مسلح دیکھ کر حملہ کر بیٹھتے تھے۔ ناطل ٹھہر کر اپنے اور بیل، اپنے اور سب سے نزدیکی درخت کے درمیان کے فاصلے کا اندازہ کرنے لگی۔

جبکہ ناطل مایوسی کی حالت میں اس پہاڑی غار سے دور بھاگ رہی تھی۔ جس میں نو اور گردن موجود تھے۔ نو نے ایکبار پھر گردن کی باہوں کو اپنے گلے سے الگ کیا

"اپنی اس محبت کو اپنے پاس ہی رکھو" اس نے کہا "ہمارے درمیان کبھی محبت نہیں ہو سکتی۔ نو کے قبیلے میں ایک آدمی کو صرف ایک عورت رکھنے کی اجازت ہے اور میں نے ثا کی بیٹی ناطل کا انتخاب کر لیا ہے۔ تم تور کی عورت ہو۔ یہ تم خود بتا چکی ہو اور میں تمھاری چھاتیوں سے اس کے بچے کو دودھ پیتا دیکھ چکا ہوں۔ میں صرف ناطل سے محبت کرتا ہوں۔ تمھیں بھی صرف تور سے محبت کرنی چاہئے"

عورت نے اپنے پیر کو غصّے سے زمین پر پٹکا۔

"میں اس سے نفرت کرتی ہوں" وہ چیخی "میں اس سے نفرت کرتی ہوں۔ میں نو کے بیٹے نو سے محبت کرتی ہوں"

نو نے اپنے سر کو نفی میں جنبش دیا اور پھر جب بولا تو اس کا لہجہ نرم ہی تھا کیونکہ وہ اس عورت کے لئے اپنے دل میں ہمدردی کے جذبات محسوس کر رہا تھا۔

"اس معاملے پر کچھ اور باتیں کرنا بیکار رہی ہوگا گرون" اس نے کہا "ہم صرف اس وقت تک کے ساتھی ہیں جب تک ہم اپنی زمین پر نہیں پہنچ جاتے۔ اس کے بعد ہمیں الگ ہونا ہے لیکن ہمارے درمیان محبت کی باتیں قطعی طور پر نہیں ہونگی۔ سمجھ گئیں"

عورت چند ثانیے تک اس کی طرف دیکھتی رہی۔ اس کے دل میں کس قسم کے جذبات ابھر رہے تھے یہ اس کے چہرے سے ظاہر نہ ہو سکا۔ ہو سکتا ہے وہ غصہ ہوئی ہو یا پھر مایوسی کی وجہ سے غمگین۔ وہ ایک قدم اس کی طرف بڑھی۔ پھر اپنے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں چھپا کر غار کے فرش پر گھوم کر بیٹھتے ہوئے رونے لگی۔

نو گھوم کر باہر غار کے دہانے پر آگیا۔ اس نے اپنے سامنے پھیلی ہوئی چیزوں پر ایک تیز نظر ڈالی اور یکایک اس کی نظر اس چھوٹے سے خاکے پر جا کر ٹھہر گئی جو جنگل کے اس پار کے میدان میں دوڑتی نظر آرہی تھی۔ چند ثانیے بعد وہ میدانی حصے کو پار کر کے نشیب میں اتر کر اس کی نظروں سے اوجھل ہونے والی تھی۔ وہ کوئی عورت تھی۔ وہ تیزی سے نشیبی حصے کی طرف جا رہی تھی۔ نو نے اپنی آنکھیں پھاڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اسے اس کے بھاگنے کا انداز کچھ مانوس سا معلوم ہوا۔ وہ کون ہو سکتی ہے۔ اس کے قبیلے کا کون فرد اس نامعلوم زمین پر آگیا ہے۔ اس نے اس بھاگنے کے انداز کو اتفاقی یکسانیت سمجھا۔

لیکن پھر اس کا دل کیوں اس بھاگتی ہوئی عورت کو دیکھ کر تیزی سے دھڑکنے لگا ہے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے، کیا یہ ممکنات میں سے ہے کہ ناطل کسی طرح اس اجنبی زمین پر پہنچ گئی ہو۔

پھر نو نے نشیبی حصے سے ایک اور دج بیل کو سر ابھارتے ہوئے دیکھا۔ اس نے سوچا ضرور ہی اس بیل کے پیچھے ان جانوروں کا ایک قافلہ ہو گا۔ کیا وہ لڑکی ان سے اپنے کو محفوظ رکھ سکے گی۔۔ اوہ، اس نے بھی اسے دیکھ لیا ہے اس لئے ٹھہر گئی ہے اور آس پاس کسی درخت تک پہنچنے کے لئے ادھر ادھر دیکھ رہی ہے۔ کیونکہ کبھی کبھی عورتیں ان سے خوفزدہ ہو جاتی تھیں۔ نو کو یاد آیا۔ کچھ فخر کے ساتھ کہ ناطل زمین پر بسنے والی کسی بھی شے سے خوفزدہ نہیں ہوتی۔ اگر ایسا ہوتا تو پندرہ دن بھی اس زمین پر اس کا زندہ رہنا مشکل ہو جاتا۔ کسی چیز سے نہیں ڈرتی، نو مسکرایا۔ صرف دو چیزیں ایسی تھیں جن سے ناطل خوف زدہ ہو اٹھتی تھی۔ ایک چوہا اور دوسرا زلزلہ۔

اب نو کو اس جانور کے پیچھے گلہ بانوں میں سے ایک نشیب سے اوپر آتا نظر آیا۔ وہ اپنا بھالا اٹھائے ہوا تھا اور شائد یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کے جانور چلتے چلتے کیوں رک گئے ہیں۔ اس نے اس لڑکی کو دیکھا۔ لڑکی کی نظر بھی اس پر پڑی۔ اگر وہ لڑکی انھیں کے قبیلے کی ہے تو ضرور ہی اس کی طرف جائے گی۔ نہیں، وہ تو گھوم کر تیزی سے جنگل کی طرف بھاگ رہی ہے۔ گلہ بان اس کے پیچھے دوڑا۔ نو جوش میں آ کر کانپنے لگا۔ کاش اسے معلوم ہوتا۔ کاش اسے معلوم ہوتا۔

اس کے عقب میں گردن کھڑی تھی لیکن وہ اس کی موجودگی سے بے خبر تھا اس عورت کی نگاہیں اس چھوٹی سی دور پر نظر آنے والی عورت پر جمی ہوئی تھیں

جو کھلے میدان سے بھاگ کر جنگل کی طرف آ رہی تھی۔ اس نے اپنی چھاتیوں کو مٹھی میں جکڑ رکھا تھا۔ اسکے ذہن میں بھی وہی شبہات اٹھ رہے تھے جنھوں نے نو کے دل میں گھر بنا لیا تھا

ان دونوں نے دیکھا کہ گلہ بانوں نے اس لڑکی کو پکڑ لیا ہے اور اب گھسیٹ کر واپس نشیبی حصے کی طرف لے جا رہے ہیں۔ جانوروں کے گلے کا رخ بھی انھوں نے واپسی کے لئے موڑ دیا اور چند ثانئے بعد وہ سب نشیب میں جا کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ نو الجھن میں پھنس گیا۔ وہ جانتا تھا کہ گرفتار ہونے والی ناطل نہیں ہو سکتی پھر بھی اس کا دل اس بات کو جیسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہو رہا تھا۔ وہ اس عورت کو جھیل پر بنی تعمیر میں لے جا رہے تھے۔ کیا وہ ان کے تعاقب میں جائے۔ یہ بیوقوفی ہی ہو گی۔ لیکن فرض کر لو اگر وہ ناطل ہی ہے تو۔ نو نے پیچھے کی طرف دیکھے بغیر نیچے اترنا شروع کر دیا۔ اس کے عقب میں کھڑی ہوئی عورت اس کے ارادے کو سمجھتی ہوئی اپنی باہوں کو پھیلا کر اس کی طرف بڑھی

"نو" وہ چیخی۔ اس کے لہجے میں التجا تھی لیکن نو نے پلٹ کر اس کی طرف نہیں دیکھا۔ اس وقت اس کے کان بہرے ہو گئے تھے۔ صرف اس کی آنکھوں کے سامنے اس لڑکی کی بھاگتی ہوئی چھوٹی سی تصویر تھی جسے دور کی جھیل میں رہنے والے گرفتار کر کے لے گئے تھے۔

گردن اپنی باہیں پھیلائے کھڑی رہی۔ وہ کچھ دیر تک بے حرکت اسی پوزیشن میں رہی اور نو برابر نیچے اتر گیا۔ نیچے پہنچنے کے بعد وہ تیزی سے جنگل کی طرف جانے لگا تو گردن نے ایک سسکی لی اور اپنے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے چھپا لیا۔ پھر وہ گھومی اور غار کے دہانے کے پاس ہی بیٹھ کر سسک اٹھی

چودھواں باب

محافظ

نو اس وقت جنگل پار کرنے کے بعد نشیبی حصے کے پاس پہنچا جب گلہ بان اپنے گلوں اور قیدی کو لئے اپنے جھیل کی تعمیر میں پہنچ رہے تھے اور تمامی لوگ دوڑ دوڑ کر ان سے ملنے کے لئے آ رہے تھے۔ اس نے دیکھا قیدی کو ادھر ادھر لے جایا جا رہا ہے اور گلہ بان اشارہ کر کر کے دوسروں کو کچھ بتا رہے ہیں۔ ان کی باتوں سے یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ گذشتہ رات نو نے جس پہریدار پر حملہ کر کے ہلاک کیا تھا اس کی موت کو اسی قیدی سے منسوب کیا جا رہا تھا اور نو اور گردن کا نظر آنا یہ سمجھا جا رہا تھا کہ جنوب کی طرف سے حملہ آور آ رہے ہیں۔

نو ان جھاڑیوں، درختوں، چٹانوں کا سہارا لیتا ہوا۔ جو نشیب میں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ دھیرے دھیرے ہوشیاری سے جھیل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ قیدی کی شخصیت معلوم کر کے رہے گا حالانکہ اسے اب بھی اس پر یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ ناطل ہو سکتی ہے۔ جھیل سے کافی فاصلے پر رہتے ہوئے اسے مجبور ہو کر ایک مقام پر ٹھہرنا پڑا کیونکہ اب آگے جانے پر دیکھے جانے کا خطرہ تھا۔ اس جگہ وہ رات ہونے تک چھپا رہا۔

جب رات کا اندھیرا پوری طرح پھیل گیا تو وہ پھر آگے بڑھا۔ ایک بار پھر

اس نے جھیل کے کنارے کے سرکنڈوں میں پناہ لی لیکن اس بار پل سے بہت زیادہ قریب تھا وہ سوچنے لگا کہ کس تعمیر میں قیدی کو رکھا گیا ہوگا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ پورے گاؤں کی تلاشی لینا پاگل پن ہوگا لیکن اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا راستہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

آخر گاؤں کے تمام لوگ آرام کرنے چلے گئے سوائے ان پہریداروں کے جو وہاں پہریداری کے لئے چھوڑے گئے تھے۔ نو کھسکتا ہوا سب سے نزدیکی پل کے قریب پہنچا۔ پھر وہاں سے اتھلے پانی میں چلتا ہوا پہریداروں سے دور جاتے ہوئے تعمیروں کے نیچے سے ہوتے ہوئے آخر گاؤں کے مخالف سمت میں پہنچ گیا۔ اس جگہ پانی اس کی گردن تک تھا۔ وہ بہت ہی آہستگی سے ایک ستون پر چڑھا۔ کبھی کبھی وہ ٹھہر کر کسی آواز کو بھی سننے کی کوشش کر لیتا تھا۔ آخر میں وہ چڑھتا ہوا اس تعمیر کے فرش تک اپنی انگلیاں پہنچانے میں کامیاب ہوگیا۔ پھر اس نے ہاتھ کے سہارے اپنے جسم کو اوپر کھینچ کر سر کو اوپر ابھارا۔ چاروں طرف گہرا سناٹا اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس نے اپنے کو اور اوپر کھینچا اور پھر ریلنگ کا سہارا لیکر اس نے اپنے ایک پیر کو اٹھا کر اس گھٹنا فرش پر ٹکایا۔ دوسرے لمحے وہ فرش کے اوپر ایک دیوار کے پاس اندھیرے میں دبکا ہوا تھا۔

اس جگہ وہ کئی منٹ تک سانس روکے ہوئے کسی آواز کو سننے کی کوشش کرتا رہا۔ اندر سے اسے کئی سوتے ہوئے آدمیوں کی لمبی لمبی سانسوں کی آواز آتی سنائی دی۔ اس کے سر کے اوپر ایک کھلی جگہ تھی۔ ایک کھڑکی۔ نو آہستگی سے کھڑا ہوا تاکہ اندر جھانک سکے۔ ہر طرف گہرا اندھیرا تھا۔ اس نے اس جگہ نا طل کی مانوس بو سونگھنے کی کوشش کی۔ لیکن اگر وہ اس جگہ تھی تو اسکی بو ان تمام دوسرے لوگوں کی تیز بو میں دب گئی تھی جو اس پڑے ہوئے سو رہے تھے

اب صرف یقین کرنے کا ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اندر داخل ہو اور ہوشیاری سے اس جگہ کے اندرونی حصے کا چکر لگائے۔ اس جگہ کا پورا فرش سونے والوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ نو ان کے درمیان اور ان کے اوپر سے ہو کر آگے بڑھنے لگا۔ وہ ہر ایک پر جھک کر اسے توجہ سے سونگھتا کیونکہ اس اندھیرے میں اس کی آنکھیں دیکھنے کے قابل نہیں تھیں۔ آخر اس نے پورا کمرہ پار کر لیا اور اس بات کا یقین کر لیا کہ اس کمرے میں ناطل موجود نہیں ہے۔ اسیوقت ایک پہریدار دروازے پر نظر آیا۔ نو فوراً ہی فرش سے چپک کر لیٹ گیا اور سوچنے لگا کہ وہ پہرے دار کیوں اس جگہ آیا ہے۔ کیا اس نے اس کے جھونپڑے کے اندر حرکت کرنے کی آواز سن لی ہے۔ نو ہاتھ میں چاقو لئے مقابلہ کرنے کو تیار رہا۔ پہریدار دروازے کے اندر ایک قدم آیا اور پھر اس نے آواز دی۔

"تھردک"۔

"اوں"۔ اس کی آواز پر ایک سونے والا کسمسا کر بولا

"اٹھو۔ اب تمہاری باری پہرہ دینے کی ہے"۔ پہریدار نے کہا

"اچھا۔" سونے والے نے جواب دیا اور پہرے دار چلا گیا۔

نو اندھیرے میں اس سائے کو دیکھ رہا تھا جسے تھردک کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا۔ وہ اب اٹھ کر اپنے اسلحے اٹھا رہا تھا اور اپنے جسم پر کھال ڈال رہا تھا۔ اسے اپنی ڈیوٹی پر جانے کی تیاری میں مصروف دیکھ کر نو کے ذہن میں ایک نیا خیال آیا۔ حالانکہ اس میں خطرہ تھا پھر بھی وہ اس کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے مضبوطی سے اپنا چاقو پکڑا اور نڈر ہو کر تھردک کی سمت بڑھا۔

"شش۔۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "میں تمہاری جگہ پہرہ دینے کو تیار

تھردک"۔

"اوں" یلند کے خمار میں ڈوبے ہوئے آدمی نے کہا۔

"میں تمھاری جگہ پہرہ دینے کو تیار ہوں" نو نے جواب دیا "وہ مجھسے ملنے کے لئے ۔ آئیلیگی" اس نے ایک ایسا نام لیا جو کسی کا بھی ہو سکتا تھا "اس نے مجھسے کہا تھا کہ وہ دوسرے پہرے کے وقت مجھ سے ملنے کے لئے آئے گی"

نو نے اس آدمی کے ہنسنے کی آواز سنی ۔

"اپنی پوشش مجھے دیدو" نو نے کہا "تاکہ دوسرے یہی سمجھیں کہ پہرے پر تم ہی ہو" اور اس نے سینگ لگی ہوئی ارد چ کی کھال کی طرف ہاتھ بڑہایا۔

تھرِدک نے اسے اس کی طرف بڑہا دیا۔ وہ خوش ہی تھا کہ اسے پھر سونے کا موقع مل رہا ہے ۔ نو نے بیل کے سر کو اپنے سر پر جمایا جس میں دو سینگیں اوپر کو سیدھی نکلی ہوئی تھی اور باقی کھال اس کے جسم کے نیچے تک لٹک کر اس کے خد وخال کو چھپانے میں مدد دینے لگی۔ نو جھونپڑے سے باہر نکلا۔ دوسرا پہریدار وہاں کھڑا بے صبری سے تھروک کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کو دیکھتے ہی وہ گھوم کر وہ ایک دوسرے جھونپڑے کی طرف روانہ ہو گیا جو وہاں سے کافی فاصلے پر تھا۔ اس جگہ سات جھونپڑے ایسے تھے جو پتلے پتلے پلوں کے ذریعے ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ نو ان میں سے آخری ۔ اور کنارے سے نزدیک والے جھونپڑے میں داخل ہوا

قیدی کس جھونپڑے میں ۔ اور کیا وہ اس یونٹ کے کسی جھونپڑے موجود بھی ہے یا نہیں۔ کیونکہ نو نے اس جھیل پر اسی طرح کے دس یونٹ کوئی ایک میل کے فاصلے تک پھیلے دیکھے تھے۔ لیکن اسے اس کا پورا یقین تھا کہ قیدی کو پہلے اس یونٹ میں لایا گیا تھا۔ اب اسے دوبارہ کسی دوسرے یونٹ تک پہنچا دیا گیا تھا یا نہیں یہ اسے نہیں معلوم ہو سکا تھا۔ کاش یہ بات

اسے کسی طرح معلوم ہو جاتی۔ اس نے اس سلسلے میں نیند میں ڈوبے ہوئے تھروک سے کچھ معلوم کرنے کے بارے میں سوچا۔ کیوں کہ دوسری صورت میں ہو سکتا تھا کہ وہ صبح ہونے تک بھی قیدی کو تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکتا۔ تھروک سے دوبارہ ملنے میں بھی خطرہ تھا۔ لیکن اس کی زندگی تو خطروں کے درمیان سے گذرتی ہی رہتی تھی۔ اس لئے وہ ایک یہ بھی خطرہ سر لینے کو تیار ہو گیا۔

وہ پھر جھونپڑے میں داخل ہوا اور بے آواز تھروک کے پاس پہنچا۔ اس کے پاس جھک کر اس نے اس کے شانے کو جھنجھوڑا۔ تھروک نے اپنی آنکھیں کھولیں

"قیدی کس جگہ ہے" نو نے پوچھا۔ اس کے منہ سے نکلنے والا تھا کہ کس غار میں ہے۔ لیکن اس نے اس مقام کو۔ جو اسے دھوپ، بارش وغیرہ سے بچاتی تھی۔ گردن کے منہ سے کسی اور نام سے یاد کرتے سنا تھا اس لئے اس نے اس جگہ ہوشیاری سے کام لیکر غار کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا ان جھیل پر رہنے والوں کی زبان قریب قریب نو کی زبان سے ملتی جلتی تھی اسی لئے نو نے وہی لفظ استعمال کیا تھا جو قیدی کو رکھنے کی جگہ کو کہا جاتا تھا۔

"آخری والے میں" سوتا ہوا تھروک بڑبڑایا۔

نو نے اس سے کچھ اور دریافت نہیں کیا۔ آخری والے کا مطلب ہو سکتا ہے اس یونٹ کے آخری جھونپڑے میں۔ یا پھر اس جگہ کے آخری یونٹ میں۔ اور نو کو اس کا قطعی علم نہیں تھا اس جگہ کا آخری یونٹ کون سا ہے وہ شمال میں واقع ہے یا جنوب ہے۔ وہ کچھ اور پوچھ کر شبہ پیدا نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ محسوس کر رہا تھا کہ اب وہ آدمی اندھیرے میں آنکھیں کھول

کہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے ۔ نو اٹھکر دروازے کی طرف بڑھا ۔ کیا اس شخص کو کچھ شبہ ہو گیا تھا ۔ کیا نو بہت آگے بڑھ گیا تھا ۔

تھرک اپنے بستر پر اٹھکر بیٹھ گیا اور اپنے سے دور جاتے ہوئے سائے کو دیکھتا رہا ۔ اس کے ذہن میں کچھ سوال چکر لگا رہے تھے ۔ وہ آدمی کون تھا ۔ اسے اس آدمی کو ضرور ہی جاننا چاہئے لیکن اس کی آواز اسے جانی پہنچانی کیوں نہیں محسوس ہوئی ۔ اس نے یہ کیوں دریافت کیا کہ قیدی کس جگہ ہے ۔ اس بات کو گاؤں کا ہر فرد جانتا ہے ۔ تھرک کچھ بے چین ہو اٹھا ۔ اسے کہیں پر کچھ گڑبڑی کا احساس ہو رہا تھا ۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس پر نیند بری طرح سوار تھی ۔ ”اوں، وہ بڑبڑایا ۔ ”سب کچھ ٹھیک ہو گا ۔“ اس نے کہا اور پھر سونے کے لئے اپنے کھال کے بستر پر لیٹ گیا ۔

نو نے جھونپڑے سے باہر نکل سب سے پہلے درندوں سے محفوظ رکھنے والی آگ میں لکڑی ڈالی ۔ اس کے بعد وہ گھوم کر پل پر سے گذرتا ہوا چھ جھونپڑوں کو پیچھے چھوڑ کر ساتویں کے پاس پہنچ گیا دروازے کے پاس ٹھر کر وہ کچھ سننے کی کوشش کرنے لگا اور ساتھ ہی کچھ سونگھنے کی بھی کوشش کرنے لگا ۔ یکایک اس کے سارے جسم میں ایک تھرتھری سی دوڑ گئی ، اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا اور گلے میں کچھ اٹکتا سا محسوس ہونے لگا ۔ اسے ناطل کی بو محسوس ہوئی تھی ۔ ناطل اندر موجود تھی ۔

وہ اندر داخل ہوا ۔ وہ جھونپڑا دوسروں کے مقابلے میں چھوٹا تھا ۔ اس جگہ ناطل کی بو کے ساتھ کسی دوسرے انسان کی بو ملی ہوئی محسوس نہیں ہو رہی تھی ۔ وہ ضرور ہی تنہا تھی ۔ نو اندھیرے میں اپنے ہاتھوں کو ہوا میں آگے پھیلا کر ہلاتا اور پیر سے فرش کو ٹٹولتا ہوا آگے بڑھا ۔ اس کی ناک بھی اس

کام میں اسے سہارا دے رہی تھی۔ آخر وہ اس تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔
وہ جھونپڑے کے آخری حصے میں پڑی تھی اور اس کے ہاتھ پیر مضبوطی سے بندھے
ہوئے تھے۔

وہ اس پر جھکا۔ وہ سو رہی تھی۔ اس نے اس کے شانے پر اپنا ایک
ہاتھ رکھا۔ اور پھر جب اس کے جسم میں حرکت ہوتی محسوس کی تو اپنے دوسرے
ہاتھ کی ہتھیلی اس کے منہ پر رکھدی۔ اس کے بعد وہ جھک اس کے کان کے
پاس آہستہ سے بولا تاکہ وہ آسانی سے سن سکے

"شی" اس نے کہا "میں ہوں۔ نو کا بیٹا نو" اس نے اس کے منہ
پر سے اپنا ہاتھ ہٹایا اور اسے اٹھا کر بٹھایا پھر اپنی باہوں کے گھیرے میں لے
لیا۔ اس نے امید کی تھی کہ ناطل کے منہ سے خوشی کے الفاظ نکلیں گے لیکن اس
نے اسے اپنے سے دور ڈھکیل دیا۔

"کیوں آئے ہو یہاں" وہ سرد لہجے میں بولی۔

نو حیرت زدہ ہو اٹھا۔

"میں تمھیں بچانے کے لئے آیا ہوں" وہ پھسپھسایا "تمھیں بے چین
سمندر کے کنارے اس جگہ لے جانے کو آیا ہوں جہاں ہمارے آدمی رہتے
ہیں —

"تو جاؤ" ناطل نے جواب دیا "اپنی عورت کو لیکر جاؤ"۔

"ناطل — نو نے حیرت سے کہا" تمھیں کیا ہو گیا ہے تم کیوں بدل گئی ہو۔
کیا مصیبتوں کی وجہ سے تم اس بیماری میں مبتلا ہو گئی ہو۔ جس کی وجہ سے انسان
درختوں پر رہنے والے ایپ لوگوں کی طرح ہو جاتا ہے۔ دنیا میں نو کے لئے
نا کی بیٹی ناطل کے علاوہ اور کوئی دوسری عورت نہیں ہے۔

"وہ اجنبی عورت گردن تو ہے۔ ناطل نے تلخ لہجے میں کہا" میں نے اسے تمہاری باہوں میں دیکھا تھا۔ میں نے تمہارے ہونٹوں کو اس کے ہونٹوں سے ملتے دیکھا تھا اور پھر وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی تھی۔ جاؤ اسی کے پاس جاؤ۔ اب تو میری خواہش صرف مر جانے کی ہے۔

نو نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"تم نے جو کچھ دیکھا وہ سب صحیح ہے ناطل" نو نے جواب دیا" لیکن تم نے میری وہ بات نہیں سنی جو میں نے گردن سے کہی تھی۔ کہ میں صرف ناطل سے محبت کرتا ہوں۔ تم نے یہ نہیں دیکھا کہ میں نے اس کی باہوں کو اپنے گلے سے الگ کر دیا تھا۔ پھر میں نے تمہیں دور پر دیکھا، گلہ بانوں نے تمہیں آکر پکڑا اور میں اس عورت کی طرف دیکھے بغیر ہی اس طرف روانہ ہو گیا اور یہاں ایک مقام پر رات کا اندھیرا ہونے تک چھپا رہا۔ ناطل۔ میرا اس جگہ موجود ہونا کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اوہ ناطل، ناطل، تمہیں نو کی محبت پر شبہ کیسے ہوا۔"

ناطل نے اس کے بولنے کے انداز اور لفظوں سے اندازہ لگا لیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ اور اگر اس نے جھوٹ بھی بولا ہوتا تو ناطل نے یقینی طور پر اس پر یقین کر لیا ہوتا کیونکہ وہ نو کے منہ سے وہی الفاظ سننے کو بے چین تھی جو اس نے کہے تھے۔ اس نے اطمینان کی لمبی سانس لیتے ہوئے اپنے سر کو اس کے سینے پر ٹیک دیا اور پھر نو نے اسے اپنی باہوں میں لے لیا۔ لیکن اس پیار و محبت کے لئے ان کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا اگر نو کو اس کا علم ہو جاتا کہ اب تھرک پوری طرح بیدار ہو کر اپنے جھونپڑے میں پڑا کچھ سوچ رہا ہے تو اس نے اس جگہ سے فرار ہونے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہ

کیا ہوتا۔
تھرڈک کے ذہن میں بار بار اس آدمی کے آکر یہ پوچھنے والی بات چکر لگا رہی تھی کہ قیدی کس جگہ موجود ہے۔ جبکہ یہ بات تمام لوگوں کو معلوم تھی اس آدمی کا یہ پوچھنا بہت ہی عجیب بات۔ تھرڈک بار بار اس پر غور کرنے کے بعد آخر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ کہیں پر کچھ گڑبڑی ضرور ہے۔
وہ اٹھکر بیٹھ گیا۔ اسے یکایک یاد آگیا تھا کہ اگر اس کے فرض کی ادئیگی کے سلسلے میں لاپرواہی برتنے سے آبادی پر کسی قسم کی مصیبت آئی تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ بے شمار قسم کی ایذائیں اور موت۔
وہ اچھل کر کھڑا ہوا اور اپنے اسلحوں کو اٹھاتا ہوا تیزی سے جھونپڑے کے باہر نکلا۔ ایک تیز نظر چاروں طرف ڈالنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ وہاں پر کوئی بھی پہرے دار موجود نہیں ہے جبکہ ایک پہرے دار کو موجود ہونا چاہئے۔ اس نے سوچا کہ اس آدمی نے قیدی کا پتہ پوچھا تھا۔
وہ بھی گھوم کر تیزی سے اسی طرف چل پڑا۔
وہ دوڑتا ہوا جب اس جھونپڑے کے قریب پہنچا جس میں ناطل قید تھی تو اس نے ایک آدمی کو باہر نکلتے دیکھا۔ اس کے پیچھے ایک عورت بھی تھی۔ تھرڈک نے نوا اور ناطل کو دیکھتے ہی دوسروں کو ہوشیار کرنے کے لئے ایک تیز چیخ منہ سے نکالی۔ پھر اس کا بھالا والا ہاتھ اٹھکر پیچھے گیا۔ نو کا بھی بھالا والا ہاتھ اٹھ کر پیچھے ہوا۔ ایک ساتھ دو بھالے ہوا میں لہرائے اور نو، ناطل اور تھرڈک اس سے بچنے کے لئے ادھر ادھر ہٹے۔ دونو بھالے ایک دوسرے کے اوپر سے گذر گئے اور پھر دونوں مرد اپنے کلہاڑے اٹھائے ہوئے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔

تھرودک کی چیخ پر اب ہر جھونپڑے سے آدمی باہر نکلنا شروع ہو گئے تھے۔ نو کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ اپنے مقابل سے گتھ کر مقابلہ کرے۔ حالانکہ دوسری صورت میں اس کا اسلحہ اس کے ہاتھ سے جاتا تھا لیکن یہ خطرہ اسے مول لینا ہی پڑا۔ اس کا کلہاڑا والا ہاتھ اٹھا اور اس نے پوری قوت سے اپنا کلہاڑا اپنے مقابل پر کھینچ مارا۔ کلہاڑا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ہوا میں لہراتا کسی توپ کے گولے کی طرح تھرودک کے چہرے پر جا کر لگا۔ جس سے اس کا چہرہ چپٹا ہو کر خون میں لتھڑ گیا۔

تھرودک جیسے ہی مردہ ہو کر گرا نو نے ناطل کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھینچتا ہوا جھونپڑے کے کنارے سے ہو کر آڑ میں پہنچ گیا جہاں پر دوسرے آنے والوں کی نظر اس پر نہیں پڑ سکتی تھی۔ ریلنگ کے پاس پہنچ کر اس نے ناطل کو اپنے ہاتھ پر اٹھایا اور پھر جھک کر اسے آہستہ سے پانی میں اتارنے کے بعد خود بھی نیچے پانی میں اتر گیا۔

دونوں دو چار ہاتھ چلانے کے بعد ہی گاؤں کے نیچے تھے۔ وہاں سے وہ کنارے کی طرف جانے لگے۔ انھیں اپنے اوپر لوگوں کے دوڑنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھی۔ اب پوری آبادی بیدار ہو چکی تھی اور ان کی چیخ پکار سے کان بہرے ہوئے جا رہے تھے۔ جس وقت وہ دونوں کنارے پر پہنچ کر پانی سے باہر نکلے سب سے نزدیکی لوگوں کی نظر ان پر پڑ گئی۔ سیکڑوں آدمی کنارے کی طرف لانے والے پل پر دوڑ پڑے تاکہ فرار ہونے والوں کو فرار ہونے کا موقع نہ مل سکے۔

سامنے جنگل کے خطرناک درندوں کا خطرہ تھا اور عقب میں ان وحشیوں کا جو درندوں سے کم خطرناک نہیں ثابت ہو سکتے تھے۔ اسلئے میں صرف ایک

چاقو اس کے پاس تھا جس سے ٹھہر کر مقابلہ کرنا موت کے منہ میں جانے کے برابر تھا۔ ان کے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ تھا کہ کسی طرح وہ جنگل تک پہنچ کر اس کے کسی درخت پر اپنے کو محفوظ کرنے میں کامیاب ہو جائیں — اس سے پیشتر کہ کوئی جنگلی درندہ انھیں اپنا شکار بنائے۔

ناطل اور نود دونوں جنگل کی طرف بھاگے۔ جھیل پر رہنے والوں نے کچھ دور تک ان کا تعاقب کیا۔ پھر یہ دیکھتے ہوئے کہ وہ ان کو پکڑنے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے اور یہ کہ اور آگے جانا خود ان کے لئے بھی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے — جھیل پر رہنے والے مایوس ہو کر اپنے اپنے جھونپڑوں کی طرف واپس ہو گئے۔

قسمت نے نوادر ناطل کا ساتھ دیا اور وہ نشیبی حصّہ اور پھر میدان کو پار کرتے ہوئے جنگل تک پہنچ گئے۔ لیکن راستے میں ان کی ملاقات کسی بھی درندے سے نہ ہوئی۔ اس جگہ انھوں نے ایک درخت پر پناہ لی جہاں وہ صبح ہونے تک بیٹھے رہے۔ پھر اس کے بعد وہ اتر کر اس پہاڑی کی طرف بڑھے جسے پار کرنے کے بعد وہ سمندر تک پہنچ سکتے تھے۔ ان دونوں کے درمیان گمردن کا معاملہ طے ہو گیا تھا۔ انھوں نے طے کیا تھا وہ اسے اپنے ساتھ لے جا کر اس کے قبیلے کے لوگوں تک پہنچا دیں گے جہاں وہ آرام سے محفوظ طریقے پر رہ سکے گی۔

نوادر ناطل جس وقت پہاڑی کے دامن میں پہنچے دن کی تیز روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ انھیں گمردن کہیں بھی نظر نہیں آئی۔ اس وقت دو کینہ توز آنکھیں انھیں پہاڑی کی چوٹی پر سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ ایک مرد تھا جو ایک جھاڑی کی آڑ میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے نوادر ناطل کو اوپر چڑھتے ہوئے دیکھا اور شناخت کر لیا۔ وہ ان کے اوپر آنے کا انتظار کرنے لگا۔

نوار ناطل آسانی سے اوپر چڑھتے رہے. جب انھوں نے چوٹی تک کا نصف فاصلہ طے کر لیا تو جھاڑی میں چھپا ہوا آدمی کچھ اور آگے کی طرف کھسکا تاکہ آنے والوں کا مقابلہ کر سکے. اس کی اس حرکت سے ایک پتھر سے اس کا پیر ٹکرا گیا اور وہ پتھر لڑھک کر نیچے چلا گیا. نو نے اوپر دیکھا اور ناطل نے بھی.

" نور " ناطل کے منہ سے حیرت سے نکلا.

" نور " نو نے دہرایا اور تیزی سے اوپر چڑھنے کی کوشش کرنے لگا.

" تم غیر مسلح ہو " ناطل نے اسے سمجھایا " اور وہ اوپر ہے. موقع اس کے لئے زیادہ سازگار ہے "

لیکن غار میں رہنے والا غصے سے پاگل ہو رہا تھا اور اس آدمی کو ختم کر دینا چاہتا تھا جو اس کی ناطل کے لئے اس قدر مصیبتوں کا باعث بنا تھا. اس نے اپنے چاقو کو مٹھی سے نکال کر دانتوں میں دبا لیا تھا تاکہ وہ اسے موقع آنے پر فوراً ہی ہاتھ میں لے سکے. اس کے عقب میں ناطل تھی. اس نے بھی اپنا چاقو نکال کر اپنے دانتوں میں دبا لیا تھا.

اب نور بھی ان کا مقابلہ کرتے ہوئے نیچے اتر رہا تھا. وہ ایک غار کے دہانے کے پاس باہر نکلی ہوئی چٹان پر پہنچ کر ٹھہر گیا جس پر ایک بہت بھاری پتھر — جو وزن میں ایک ٹن رہا ہو گا — پڑا ہوا تھا. نور نے دیکھا اسی پتھر کی سیدھ میں اس کے دشمن اوپر چڑھ رہے تھے. نور نے سوچا اگر یہ پتھر گرا دیا جائے تو اس کے دشمنوں کا کیا انجام ہو گا — وہ اچھل کر اس پتھر کے پیچھے گیا. اس نے بیٹھ کر اپنی پشت چٹان سے لگائی اور پیر کو پتھر سے ٹکا کر زور

لگانے لگا۔ اس کے پیر کے زور سے پتھر ہلنے لگا۔ اس کی آواز سن کر نو نے اوپر دیکھا اور خطرے کا احساس کرتے ہوئے اپنے داہنے بائیں دیکھنے لگا۔ لیکن بد قسمتی سے اسے ایسی کوئی جگہ بھی نظر نہیں آئی جہاں وہ اپنے پیروں کو ٹکا سکتے — سوا اس جگہ کے جہاں اس وقت وہ موجود تھے۔ وہ اور تیزی سے اوپر چڑھنے لگا کہ پتھر کے گرنے سے پہلے اس جگہ تک پہنچ جائے۔

تور نے بھی پتھر کو گرانے کے لئے اپنی کوشش دوگنی کر دی۔ اب اس نے کھڑے ہو کر اپنا شانہ پتھر سے ٹکایا اور ایک ہاتھ ایک پیر کو چٹان سے ٹکا کر پتھر کو ان لوگوں کی طرف گرانے کی کوشش کرنے لگا جو اس کی سیدھ میں اوپر کی طرف چڑھ رہے تھے — دوسرے لمحے پتھر ڈھک کر نیچے جانے والا تھا۔

اسی وقت تور کے عقب والے غار سے ایک عورت باہر نکلی — جو اس غار کے اندر پڑی سو رہی تھی اور باہر ہونے والی آواز کو سن کر بیدار ہوئی تھی۔ وہ گردن تھی۔ ایک نظر میں ہی سب کچھ اس کی سمجھ میں آ گیا۔ اس نے نوادر اس کے ساتھ ناطل کو دیکھا۔ وہ عورت جو اس سے اس مرد کو چھین رہی تھی جس سے وہ محبت کرنے لگی تھی، جو ہمیشہ ان کے درمیان دیوار بنی رہے گی۔ کیونکہ گردن نے اس کا اندازہ اچھی طرح لگا لیا تھا کہ ناطل زندہ رہے یا مر جائے۔ کسی بھی صورت سے نو اس سے محبت نہیں کریگا۔

وہ تور کی کوششوں کو کامیابی کے قریب پہنچے دیکھ کر مسکرائی۔ کچھ ہی لمحے بعد وہ مرد — جس نے اس کی محبت کو ٹھکرایا تھا — اور وہ عورت

سے جس کے لیے اس کی محبت ٹھکرائی گئی تھی ۔ دونوں ہی اس پتھر سے ختم ہونے والے تھے جو اب بڑے نیچے کی طرف جانے والا تھا۔

تور ۔ یکایک وہ نیم وا آنکھوں سے اپنے مرد کو دیکھنے لگی۔ تور نے اسے مارا تھا، اس کی بے عزتی کی تھی۔ اس کے چہرے پر شرم کی سرخی آ گئی۔ تور ۔ اس کا آدمی، اس کے بچے کا باپ۔

پتھر کی چٹان ہلی۔ تو اور ناطل اسی کے نیچے رہتے ہوئے اوپر چڑھ رہے تھے۔ تور نے گرون کو دیکھ لیا تھا اور اس کے چہرے کے اثرات کو بھی سمجھ لیا تھا۔ اسے مرد کے لیے بلانا بے کار ہی ہوتا۔ گرون کے دل میں ایک بار پھر اپنے پرانے مرد کے لئے محبت کے جذبات جاگ اٹھے۔ اس نے سوچا کہ وہ تور کی مدد کرکے ممکن ہے اس کی محبت دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

ایک اور زور کے دھچکے سے اب چٹان نیچے کی طرف جانے والی تھی گرون اپنی برہنہ چھاتیوں کو مضبوطی سے دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھی ۔ اس قدر مضبوطی سے کہ اس کے ملائم گوشت میں ناخن دھنس گئے اور ان سے خون بہنے لگا۔ اس کے بیٹے کا باپ ۔ اس کے بیٹے کا باپ ۔ اس معصوم بچے کا باپ جو مر چکا تھا۔ اور اس کی موت کی وجہ وہ ظلم تھا جو تور نے اس کے ساتھ کیا تھا۔

تور اب اپنی آخری کوشش میں مصروف تھا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اس کی پشت گرون کی طرف تھی ورنہ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہ آتی اور تو بھی اس وقت نہیں مسکرایا جب اس نے اوپر دیکھا۔ گرون کا چہرہ

نفرت و خون کی پیاس سے بھیانک ہو رہا تھا۔ وہ اپنا چاقو ہاتھ میں لیے نور کی طرف لپکی اور پھر وہ چاقو نور کی پشت میں دھنس کر سینے تک پہنچ گیا۔ وہ ایک تیز چیخ کے ساتھ حملہ آور کی طرف گھوما۔ اس کی نظر جیسے ہی اپنے بچے کی ماں پر پڑی وہ ایک بار اور چیخا اور اس چیخ کے ساتھ ہی مردہ ہو کر چٹان کے پاس ہی لڑھک گیا۔

اب گردن نے ان دونوں کی طرف دیکھا جو تیزی سے اوپر چڑھتے ہوئے اس کی طرف آرہے تھے۔ نو کے ہونٹوں تک شکریہ کے الفاظ آرہے تھے لیکن گردن اپنی جگہ پر خاموش کھڑی ہوئی ہاتھ میں چاقو لیے ان کے آنے کا انتظار کرتی رہی۔ نو اور ناطل چکرا گئے۔ لیکن اب نیچے اترنا بیکار ہی تھا اور ان کا راستہ روکنے والی صرف ایک عورت تھی جس کے پاس چاقو کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

نواب اس کے قریب پہنچ گیا تھا اور چٹان پر چڑھ رہا تھا۔ گردن نے اپنا چاقو والا ہاتھ اپنے سر کے اوپر اٹھایا۔ نو نے اچھل کر اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا تاکہ وہ وار نہ کر سکے۔ لیکن اس سے پہلے کہ نو اس کے ہاتھ پکڑ سکتا چاقو والا ہاتھ تیزی سے نیچے آیا اور نو کے بجائے خود گردن کے دل میں پیوست ہو گیا۔ اسی وقت اس نے نو اور ناطل کے اوپر سے چھلانگ لگا دی اور نیچے گہرائی کی طرف چلی گئی۔

موت ــــ خواہ کتنی ہی بھیانک کیوں نہ ہو ــــ اس ابتدائی دور کے پیار کرنے والوں کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ انھوں نے دیکھا گردن مر گئی

ہے اور اسی کی طرح تور بھی۔ نو نے تور کے اسلحے اٹھائے اور پھر دونوں اوپر چڑھ کر سمندر کی طرف چل دئے۔ جہاں وہ روزانہ کے معمول حادثوں سے دوچار ہوتے ہوئے آسانی سے پہنچ گئے۔ وہاں انھیں کشتی مل گئی جس سے انھوں نے سمندر کو پار کیا اور پھر وہاں سے اس پہاڑی پر جہاں اس کے قبیلے کے لوگ رہتے تھے۔ اس جگہ بڑی گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا گیا کیونکہ انھیں سب نے مردہ تصور کر لیا تھا۔

اسی رات وہ چاندکی روشنی میں بے چین سمندر کے کنارے ہاتھ میں ہاتھ دئے ٹہل رہے تھے۔

"اب جلد ہی ناطل نو کے بیٹے ٹو کی عورت بن جائے گی۔" نو نے کہا۔ "میرے باپ نے یہ کہا ہے اور ناطل کے باپ نے بھی یہی کہا ہے کہ اگلے چاند کی پیدائش پر ہم ایک دوسرے کے مرد اور عورت بن جائیں گے۔"

ناطل اس کے اور قریب کھسک گئی۔

"میرا نو بہت ہی بہادر ہے۔" وہ بولی۔ "اور ایک بڑا شکاری لیکن وہ دو کا سر نہیں لایا ہے — اس آدم خور کا سر، جسے اس نے میرے باپ ٹا کے غار کے دہانے پر لا کر رکھنے کو کہا تھا۔"

"پو پھٹتے ہی دو کے شکار پر روانہ ہو جائے گا۔" اس نے جواب دیا۔ "اور اس وقت تک اسے اپنی عورت کے طور حاصل نہیں کرے گا جب تک کہ اس خطرناک آدم خور درندے کا سر لے کر واپس نہیں آئے گا۔"

ناطل اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر ہنسی۔

"ناطل مذاق کر رہی تھی۔" وہ بولی۔ "میرے آدمی نے اپنے کو دو کے شکاری

سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر اپنے کو ثابت کر دیا ہے۔ مجھے اس لمبے دانتوں والے سر کی خواہش نہیں ہے۔ میں صرف تمھیں چاہتی ہوں نو۔ اب تم اس درندے کے شکار پر نہیں جاؤ گے۔ ہاں جب وہ ہم پر حملہ کرنے آئے گا اس وقت ضرور اس کا شکار کرنا۔"

"لیکن میں کل ووکے شکار پر ضرور جاؤں گا" نو نے زور دے کر کہا "میں نے اپنا وعدہ فراموش نہیں کیا ہے"

ناطل نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ اپنی بات پر جما رہا اور دوسری صبح نو کا بیٹا نو ووکے شکار کے لئے روانہ ہوگیا۔

ناطل تمام دن بیٹھی اس کی واپسی کا انتظار کرتی رہی۔ حالانکہ اسے اس بات کا پوری طرح احساس تھا کہ نو کو اس کام میں کئی دن بھی لگ سکتے ہیں، اور ممکنات میں سے یہ بھی تھا کہ وہ کبھی واپس ہی نہ آئے۔ اسے مختلف قسم کے خیالات پریشان کرتے رہے وہ غار کے اندر جاتی اور پھر باہر نکلتی — اب تک وہ ہزاروں بار اس سمت دیکھ چکی تھی جدھر نو گیا تھا اور جدھر سے وہ واپس آنے والا تھا۔

یکایک زمین کے نیچے سے ایک تیز گھڑگھڑاہٹ کی آواز ابھرنے لگی اور زمین ہلنے لگی۔ ناطل نے حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اپنے قبیلے کے لوگوں کو بھاگ بھاگ کر غاروں کی طرف جاتے دیکھا۔ آسمان کا رنگ بدل گیا اور آواز اتنی تیز ہوگئی کہ کان بہرے ہونے لگے۔ زمین کا ہلنا بڑھتا گیا اور آخر میں وہ چوٹی — جس کے غاروں میں اس کے قبیلے کے لوگ چھپے تھے — اس

طرح ہلنے لگی جیسے ہوا سے درخت کی پتیاں ہلتی ہیں۔
ناطل دوڑتی ہوئی اپنے باپ کے غار میں داخل ہو کر اس کے آخری حصے تک گئی۔ اس جگہ وہ ریچھ اور شیروں کی کھال میں اپنے چہرے کو چھپا کر بیٹھ گئی اس کے پاس ہی اس کے خاندان کے دوسرے افراد موجود تھے جو سب کے سب بری طرح خوفزدہ تھے۔
پانچ منٹ تک یہی حالت رہی۔ پانچ منٹ بعد ایک بہت ہی زور کا جھٹکا ہوا جس نے اس چوٹی کو سیکڑوں فٹ اوپر اچھال دیا جس سے وہ ٹکڑے ہو کر نیچے جنگل کی طرف چلی گئی۔ پھر ایک گہرا سناٹا چھا گیا۔ زمین پر پانچ منٹ تک موت کی سی خاموشی چھائی رہی۔ پھر بہت دور سے سمندر کے تیزی سے بہتے ہوئے پانی کی آواز آتی سنائی دینے لگی — جسے صرف چند باقی بچے ہوئے جانوروں نے ہی سنا۔ اور پھر سمندر نے — جو پہاڑ کی طرح اونچا تھا — آگے بڑھتے ہوئے سردار نوکے گاؤں کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

پندرھواں باب

غار اور ڈھانچہ

وکٹوریہ کسٹر نے جب آنکھ کھولی تو اسے سب سے پہلے اپنے بھائی بارنی کا چہرہ نظر آیا جو اس پر جھکا ہوا تھا۔ وہ چند ثانئے تک حیرت زدہ نظروں سے اپنے چاروں طرف دیکھتی رہی۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔

"میں کہاں ہوں" اس نے پوچھا "اور کیا ہوا تھا"

"تم محفوظ ہو" اس کے بھائی نے جواب دیا "اس وقت تم لارڈ گرے اسٹوک کے بنگلے میں ہو"

وہ کچھ دیر تک اور اپنی پیشانی پر بل ڈالے کچھ سوچنے کی کوشش کرتی رہی۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔

"لیکن زلزلہ" اس نے پوچھا "زلزلہ بھی تو آیا تھا"

"ہاں معمولی سا۔ تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے"

"میں کتنی دیر تک۔۔۔ اس حالت میں رہی" اس نے پوچھا۔

"تم تین منٹ پہلے بے ہوش ہوئی تھیں" اس کے بھائی نے بتایا "میں نے ہی تمہیں یہاں لاکر لٹایا اور نوکر سے برانڈی لانے کو کہا تھا۔ لیکن اس کے آنے سے پہلے ہی تم نے آنکھیں کھول دی ہیں"

"تین منٹ" وہ بڑبڑائی "تین منٹ"

اسی رات جبکہ تمام لوگ آرام کرنے کے لئے لیٹ چکے تھے ہارنی کسٹر اپنی بہن کے پاس بستر پر بیٹھا تھا۔ اس وقت صبح کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے جب ڈکٹورییہ نے سیدھے سادھے لفظوں میں نوادر ناطل کی وہ کہانی ختم کی جسے میں بیان کر چکا ہوں۔

"میرا خیال ہے" اس نے اپنی عجیب کہانی ختم کرنے کے بعد کہا "میں ان باتوں کو یاد کر کے ہمیشہ خوش رہوں گی۔ میں نے اپنے خواب کے آدمی سے مل کر اس کے ساتھ وہ زندگی گذاری تھی جو زمانوں پہلے گذار چکی تھی۔ اگر وہ اب بھی میرے خوابوں میں آئے تو اس سے مجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی ویسے مجھے خوشی ہے کہ وہ میرا ایک خواب ہی تھا اور مسٹر کرٹس کو ٹرکوز نے ہلاک نہیں کیا تھا ——— اور یہ کہ دوسری بھیانک چیزوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

"اب" ہارنی نے مسکراتے ہوئے بولا "شائد تم ان باتوں کو سن لو جو

کرٹس تم سے کہنا چاہتا ہے۔"

وکٹوریہ کسٹر نے اپنے سر کو جنبش دی۔

"نہیں" وہ بولی "اب میں اس سے کبھی پیار نہ کر سکوں گی۔ میں یہ نہیں بتا سکتی کہ کیوں ــــ ممکن ہے اس وجہ سے کہ ان تین منٹوں میں میں نے جو زندگی گزاری۔ اس نے مجھ پر بہت کچھ ظاہر کر دیا ہے۔ تم تو جانتے ہو، ڈگوز اسے بالکل پسند نہیں کرتا۔"

بارنی نے اس موضوع پر بات آگے نہیں بڑھائی۔ اس نے اپنی بہن کو شب بخیر کہا اور اس کی پیشانی چوم کر اپنے کمرے میں پہنچ کر لیٹ گیا۔ اب دن کی روشنی پھیلنا شروع ہو گئی تھی لیکن وہ دو چار گھنٹے آرام کر لینا چاہتا تھا۔

دوسرے دن یہ بات طے پائی کہ جیسے ہی مزدوروں کا انتظام ہو جائے بارنی اور وکٹوریہ کسٹر کو ساحل کی طرف بھیج دیا جائے۔ اس کام میں چند دن لگنے کی امید تھی۔ لفٹیننٹ بائرز، کرٹس اور میں نے بھی ان کے ساتھ واپسی کا پروگرام بنا لیا۔

یہ لارڈ گرے اسٹوک کے یہاں ٹھہرنے کا آخری دن تھا۔ دوسرے لوگ شکار کو گئے تھے۔ بارنی اور وکٹوریہ سفر کی آخر تیاریوں میں مشغول تھے۔ لیکن اس کام سے نپٹنے کے بعد وکٹوریہ نے اس جگہ آخری بار شکار کھیلنے کی خواہش ظاہر کی۔

ایک میل کا راستہ طے کرنے کے بعد بارنی کو معلوم ہوا کہ اس کی بہن کے

ذہن میں کوئی خاص بات ہے۔ کیونکہ بغیر کچھ ہوئے تیزی سے تیر کی طرح سیدھی جنوب کی سمت واقع پہاڑی کی طرف جا رہی تھی — اس طرف جدھر جاتے ہوئے وہ گھبراتی تھی۔ چند گھنٹوں کی مسافت کے بعد آخر وہ اس پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئے، جو پہلے اس کے دل میں ایک عجیب طرح کی خوف پیدا کر دیتی تھی۔

"بات کیا ہے" بارنی نے دریافت کیا "میرا خیال ہے تم نے ان تمام باتوں کو اپنے ذہن سے نکال دیا ہے"

"ہاں" وکٹوریہ نے جواب دیا "یا یوں سمجھ لو کہ آج کے بعد نکال دوں گی۔ لیکن میں یہاں سے جانے کے پہلے اپنے تجسس کی تشفی کر دینا چاہتی ہوں میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ اس جگہ کوئی ایسا غار تو موجود نہیں ہے جس میں کوئی آدمی پڑا ہوا ہے"

وہ گھوڑے سے اتر کر اوپر چڑھنے لگی۔ بارنی اس کی پھرتی اور قوت کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔ وہ اس سے بہت پیچھے ہانپتا ہوا آرہا تھا جبکہ وکٹوریہ بغیر کسی تھکن کا آثار ظاہر کئے اوپر چڑھ رہی تھی۔

آخر وہ یکایک ایک ٹیلے سے راستے پر ٹھہر گئی۔ جب بارنی اس کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا اس کا چہرہ سفید ہو رہا ہے۔ اور خود اس کے چہرے پر بھی زردی چھا گئی جب اس نے اس شے کو دیکھا جس پر وکٹوریہ کی نظر جمی تھی۔ زلزلے کی وجہ سے ایک بہت بڑی چٹان اپنی جگہ سے کھسک کر نیچے چلی گئی تھی اور اب ان سے کوئی چھ قدم کے فاصلے پر ایک غار کا دہانہ

نظر آ رہا تھا۔

بارنی نے وکٹوریہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ وہ سرد ہو رہا تھا اور تھرتھرا رہا تھا۔

"واپس چلو"، اس نے کہا "اب بہت ہو چکا۔ اگر تم یہاں رہیں تو تمہاری طبیعت پھر خراب ہو جائے گی۔ واپس چلو، ہمیں جو کچھ دیکھنا تھا وہ ہم نے دیکھ لیا ہے!"

اس نے اپنے سر کو جنبش دی۔

"اس وقت تک نہیں جب تک کہ میں غار کو اندر سے نہیں دیکھ لوں گی"، اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور بارنی سمجھ گیا کہ اس نے جو کچھ کہا ہے وہی کرے گی!"

وہ دونوں ہی ایک ساتھ اس غار کے اندھیرے حصے میں داخل ہوئے۔ بارنی آگے آگے تھا اور بار بار دیا سلائی جلاتا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ سے اپنی رائفل بھی مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی۔ لیکن اس جگہ ایسی کوئی شے موجود نہیں تھی جو انھیں نقصان پہنچا سکتی۔

غار کے اندرونی حصے میں کچھ فاصلے پر دیا سلائی کی ہلکی روشنی میں کسی شے کو دیکھ کر بارنی یکایک آگے بڑھتے بڑھتے ٹھہر گیا۔ اس نے اس بات کی کوشش کی کہ اپنی بہن کو واپس لے جائے۔ کہ اس جگہ دیکھنے لائق کوئی شے نہیں ہے۔ لیکن وکٹوریہ نے بھی اس شے کو دیکھ لیا تھا اور آگے

بڑھنا چاہتی تھی۔ اس نے اپنے بھائی کو مجبور کیا کہ وہ دیا سلائی جلائے۔ پھر انھوں نے اس دیا سلائی کی روشنی میں ایک انسانی ڈھانچے کو فرش پر پڑے دیکھا۔ اس کے پہلو میں ایک ٹوٹا پتھر کی نوک والا بھالا پڑا تھا۔ وہیں پر ایک پتھر کا چاقو اور پتھر کا کلہاڑا بھی موجود تھا۔

"دیکھو!" لڑکی نے ایک ایسی شے کی طرف اشارہ کیا جو انسانی ڈھانچے سے کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی تھی۔

بارنی نے دیکھا۔ وہ کسی بہت بڑے جانور کا سر تھا جس کے جبڑے سے اٹھارہ انچ لمبے دو دانت باہر نکلے ہوئے صاف نظر آرہے تھے۔

"ووٗ۔ انسانوں اور جانوروں کا شکاری!" وکٹوریہ کسٹر عجیب لہجے میں بڑبڑائی۔ "اسے نوکے بیٹے نونے اپنی ناطل کے لئے ۔ میرے لئے شکار کیا تھا!"

ختم شد

ہم سے یہ کتابیں بھی طلب کریں

کتاب کا نام	مصنف	قیمت
۱- وہ بے وفا تھی	جی - ایس عالم	3 - 75
۲- ہم کیا ہوئے	" "	3 - 75
۳- بے زبان	عارف مارہروی	3 - 75
۴- ہمالہ کے سپوت	" "	5 - 00
۵- گل صد رنگ	شاداب ردولوی	6 - 50
۶- جگر فن اور شخصیت	" "	3 - 50
۷- افکار سودا	" "	3 - 50
۸- تذکرۂ میر	ایم کے فاطمی	5 - 00
۹- گلشن گفتار	" "	3 - 00
۱۰- معاویہ بن سفیان	عمر ابو النصر	3 - 00
۱۱- ربابی	عذرا جمال	6 - 75
۱۲- ماہ جبیں	زبیدہ سلطانہ	4 - 50
۱۳- ما نجھی	ضیاء عظیم آبادی	3 - 75
۱۴- اسلام کے مشہور سپہ سالار	عبد الواحد سندھی	3 - 75
۱۵- اسی کا نام دنیا ہے	رئیس احمد جعفری	9 - 00
۱۶- ریشمہ	زبیدہ خاتون	4 - 25
۱۷- نہ کافر نہ غازی	عشرت رحمانی	4 - 50
۱۸- سمندر اور لہریں	انیس مرزا	5 - 00